مسئلہ حجاب

اسلامی تعلیمات اور یورپی نقطہ نظر

تحقیق
پروفیسر غازی عبدالرحمٰن قاسمی

تقدیم
ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی

مسئلہ حجاب

اسلامی تعلیمات اور یورپی نقطہ نظر

M. 50159

تحریر:
پروفیسر غازی عبدالرحمن قاسمی

تقدیم
ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ ادارہ کتاب محل سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کاروائی کا حق محفوظ ہے۔

نام کتاب **مسئلہ حجاب** اسلامی تعلیمات اور یورپی نقطہ نظر

تحقیق پروفیسر غازی عبدالرحمٰن قاسمی

تقدیم ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی

سن طباعت ۲۰۱۷ء

قیمت 700

297.38
ع 34 م
14014
ا / م

کتاب محل
دربار مارکیٹ لاہور
0321-8836932

نئی و پرانی عربی، فارسی، اُردو اور انگریزی کتب کا مرکز
ادارے کے پاس 100 سالہ پرانے نسخہ جات دستیاب ہیں

اپنی کتابیں پرنٹ کروانے کیلئے رابطہ فرمائیں
مسودہ دیں تیار کتاب لیں

Marfat.com

انتساب

احقر اپنی اس علمی و تحقیقی کاوش کا انتساب

محترم جناب ڈاکٹر سعید احمد

کے نام کرتے ہوئے نہایت مسرت محسوس کر رہا ہے

جو چوک لکڑ منڈی ریلوے روڈ ملتان میں

نہایت بے لوث انداز میں عوام کی خدمت میں مصروف ہیں

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

Marfat.com

ابواب وفصول کا خاکہ

باب اول: حجاب اور اسلامی تعلیمات
فصل اول: حجاب معنی و مفہوم اور ستر و حجاب میں فرق
فصل دوم: قبل از اسلام حجاب
فصل سوم: حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی انتظام
باب دوم: حجاب کا دائرہ کار
فصل اول: حجاب کے درجات
فصل دوم: قائلین وجوب حجاب کے دلائل
فصل سوم: قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل
باب سوم: قائلین وجوب حجاب کے دلائل کا تجزیہ
فصل اول: قائلین وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ
فصل دوم: قائلین وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ
باب چہارم: قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل کا تجزیہ
فصل اول: قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ
فصل دوم: قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ
باب پنجم: حجاب اور یورپی نقطہ نظر
فصل اول: یورپ میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر

Marfat.com

فصل دوم: یورپ کا عمومی تصور حجاب
فصل سوم: فرانس میں حجاب پر پابندی کا جائزہ
فصل چہارم: فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات
فصل پنجم: فرانس میں رہنے والی مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل

Marfat.com

فہرست مضامین

	اظہارِ تشکر	18
	مقدمہ	21
	تقریظ محمد یٰسین مظہر صدیقی	29
	تقریظ پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس صہیب	30
	حرفِ خیال پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن	32
1.	باب اول: حجاب اور اسلامی تعلیمات	35
2.	فصل اول: حجاب معنی و مفہوم اور ستر و حجاب میں فرق	37
3.	حجاب کا معنی	39
4.	ستر کا معنی	40
5.	ستر و حجاب میں فرق	41
6.	فصل دوم: قبل از اسلام حجاب	45
7.	قدیم یونان میں حجاب	47
8.	روم کی قدیم عورتوں میں حجاب	48
9.	عیسائیت میں حجاب	49
10.	بائبل میں حجاب کا ذکر	49
11.	ایران میں حجاب کا رواج	51
12.	عرب میں حجاب	51
13.	زمانہ جاہلیت کی شاعری میں حجاب کا تذکرہ	51

Marfat.com

55	فصل سوم: حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی انتظام	.14
58	فواحش کی ممانعت	.15
59	فواحش کا مفہوم	.16
60	سد ذرائع	.17
61	سد ذرائع کی مثالیں	.18
63	سد ذرائع کا اہم اصول	.19
64	شرم وحیاء	.20
68	غض بصر	.21
69	قرآن کریم کی روشنی میں غض بصر کا حکم	.22
70	احادیث مبارکہ کی روشنی میں غض بصر کا حکم وفضیلت	.23
72	عورتوں کے لیے غض بصر کے حکم میں اہل علم کا اختلاف	.24
73	حنفیہ کا موقف	.25
73	مالکیہ کا موقف	.26
74	حنابلہ کا موقف	.27
75	شوافع کا موقف	.28
75	ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہؒ، مالکؒ، احمدؒ) کی دلیل	.29
76	امام بخاری کا رجحان	.30
77	شوافع کے دلائل	.31
78	امام نوویؒ کا تسامح	.32
79	امام نوویؒ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کے جوابات	.33
79	امام نوویؒ کے پیش کردہ جوابات کا جائزہ	.34
79	شیخ البانیؒ کا رجحان	.35

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
36.	حافظ ابن حجرؒ کی رائے	80
37.	حدیث عائشہؓ وحدیث ام سلمہؓ میں تعارض	80
38.	رفع تعارض	81
39.	امام بدر الدین عینیؒ کے رفع تعارض میں پیش کردہ جوابات	81
40.	حافظ ابن حجرؒ کی رفع تعارض میں توجیہات	81
41.	ملا علی قاریؒ کی رفع تعارض میں توجیہ	81
42.	امام بدر الدین عینیؒ کے پیش کردہ جوابات کا جائزہ	82
43.	امام ابو داؤد کا رجحان	83
44.	امام احمد بن حنبلؒ کا رجحان	84
45.	حافظ ابن حجرؒ کی توجیہات کا جائزہ	84
46.	ملا علی قاریؒ کی توجیہ کا جائزہ	85
47.	آیت کریمہ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ کی توجیہات	85
48.	امام قرطبیؒ کی رائے	85
49.	ابو عبد اللہ مصطفی المصری کی رائے	86
50.	قاضی ابو الولید الباجیؒ کی رائے	87
51.	عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنے کے جواز کی تائید	88
52.	امام غزالیؒ کی رائے	88
53.	حافظ ابن حجرؒ کی رائے	89
54.	خلاصہ بحث	90
55.	غیر محرم سے خلوت اور لمس کی ممانعت	91
56.	نمائش حسن پر پابندی	92
57.	شیریں لہجے میں بات کرنے کی ممانعت	92

Marfat.com

.58	عورت کے لیے زمین پر پاؤں مار کر چلنے کی ممانعت	93
.59	خوشبو لگا کر نکلنے پر پابندی	93
.60	احکام حجاب	95
.61	آیت حجاب	95
.62	آیت حجاب کا شان نزول	96
.63	باب دوم: حجاب کا دائرہ کار	105
.64	فصل اول: حجاب کے درجات	107
.65	پہلا درجہ	109
.66	دوسرا درجہ	110
.67	حجاب کا تیسرا درجہ	115
.68	حجاب کی شرائط	115
.69	عورتوں کے لیے احکام حجاب سے استثنائی صورتیں	119
.70	فصل دوم: قائلین وجوب حجاب کے دلائل	133
.71	قائلین وجوب حجاب کے دلائل قرآن کریم کی روشنی میں	135
.72	آیت جلباب	135
.73	آیت غض بصر	135
.74	آیت زینت	136
.75	آیت حجاب	137
.76	آیت قواعد	138
.77	قائلین وجوب حجاب کے دلائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں	138
.78	فصل سوم: قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل	145
.79	قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل قرآنی آیات کی روشنی میں	147

Marfat.com

.80	آیت غض بصر	147
.81	آیت زینت	148
.82	آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے ممانعت کی آیت	149
.83	قائلین عدم وجوب کے دلائل احادیث مبارکہ کی روشنی میں	149
.84	باب سوم: قائلین وجوب حجاب کے دلائل کا تجزیہ	157
.85	فصل اول: قائلین وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ	159
.86	آیت جلباب	161
.87	جلباب کا مفہوم	161
.88	جلباب سے چہرہ چھپانے کی تحقیق	164
.89	وضاحت	165
.90	جمہور مفسرین کا رجحان	171
91	امام ابن جریر طبریؒ کی رائے	171
.92	امام ابو بکر جصاص رازیؒ کی رائے	171
.93	امام قرطبیؒ کی رائے	172
.94	قاضی بیضاویؒ کی رائے	173
.95	امام نسفیؒ کی رائے	173
.96	امام ابن کثیرؒ کی رائے	174
.97	علامہ شوکانیؒ کی رائے	174
.98	آیت غض بصر	175
.99	آیت زینت	175
.100	آیت حجاب	176
.101	شیخ قرضاوی کا موقف (احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں)	178

Marfat.com

.102	دلیل	180
.103	ڈاکٹر فاروق خان کی رائے	180
.104	دلیل	181
.105	احکام حجاب میں دعوی تخصیص کا جائزہ	182
.106	اشکال	192
.107	جوابات (الف)	192
.108	خطاب کی قسمیں	192
.109	خطاب عام	192
.110	خطاب خاص	192
.111	خطاب مواجہ	193
.112	(ب)	196
.113	(ج)	197
.114	مفسرین کے اقوال	198
.115	امام جصاص کا رجحان	198
.116	امام قرطبی کا رجحان	198
.117	امام ابن کثیر کا رجحان	199
.118	مفتی محمد شفیع کا رجحان	200
.119	سید مودودی کا رجحان	200
.120	قیاس کا تقاضا	201
.121	قیاس کے ارکان	202
.122	قیاس کی صورت	202
.123	شیخ قرضاوی کا قیاس کارد	202

Marfat.com

.124	جواب	203
.125	آیت قواعد	205
.126	فصل دوم: قائلین وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ	207
.127	شیخ قرضاوی کے اعتراضات	215
.128	جوابات	216
.129	پہلے اعتراض کا جواب	216
.130	یزید بن ابی زیادؒ پر ضعف کے قول کا جائزہ	219
.130	یزید بن ابی زیادؒ کے بارے میں محدثین کا موقف	220
.131	دوسرے اعتراض کا جواب	221
.132	صحابیؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فعل کا حکم	221
.133	راوی کا اپنے عمل کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی طرف کرنے کا حکم	221
.134	ایک صحابیؓ کی بات دوسرے صحابہؓ کو پہنچے اور وہ اس پر انکار نہ کریں تو اس کا حکم	221
.135	فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وجوب کا ثبوت	222
.136	تیسرے اعتراض کا جواب	224
.137	اشکال	225
.138	جوابات	226
.139	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجنبیہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے اور اس کی طرف نظر کا حکم	226
.140	حافظ ابن حجرؒ کا موقف و دلیل	229
.144	اعتراض	229
.145	جواب	230

Marfat.com

.146	حجاج بن ارطاةؒ کے بارے میں محدثین کا موقف	230
.147	حجاج بن ارطاةؒ پر تدلیس کا الزام	232
.148	مختلف فیہ راوی کی روایت کا حکم	233
.149	سند کے ضعیف ہونے سے متن کے ضعیف ہونے کا حکم	234
.150	باب چہارم: قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل کا جائزہ	237
.151	فصل اول: قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ	239
.152	آیت غض بصر	241
.153	اشارة النص	245
.154	عبارة النص	245
.155	آیت زینت	245
.156	آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول	246
.157	قرآن کریم میں لفظ زینت کا استعمال اور اس کا اطلاق	247
.158	قرآن کریم میں ایک لفظ متعدد مقامات پر استعمال ہوا ختلافی صورت میں اس کا حکم	250
.159	آیت زینت میں قرآن کریم کا اسلوب بیان	252
.160	آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ کا قول	253
.171	حضرت ابن عمرؓ کے قول میں احتمال	254
.172	آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول	255
.173	آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے اقوال کا جائزہ	256
.174	حضرت ابن عباسؓ کی بیان کردہ تفسیر میں احتمال	259
.175	محتمل کلام کو صریح کلام پر محمول کرنا	261
.176	چہرہ کا استثناء مراد لینے کی صورت میں توجیہات	261

Marfat.com

.177	اجنبی اور قریبی رشتہ دار کے درمیان حکم حجاب کا فرق	264
.179	فتنہ کے نہ ہونے کے وقت حجاب کے حکم میں متقدمین و متاخرین حنفیہ کا موقف	268
.180	عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنے میں ائمہ ثلاثہ کا موقف ودلیل	271
.181	فتنہ کے نہ ہونے کے وقت حجاب کے حکم میں ائمہ ثلاثہ کا موقف	271
.182	آیت زینت	272
.183	سینے ڈھانپنے کا حکم، زمانہ جاہلیت کی رسم کا خاتمہ	275
.184	دلالت النص سے ثابت ہونے والا حکم	276
.185	آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے ممانعت کی آیت	277
.186	فصل دوم: قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ	279
.191	حافظ ابن حجرؒ کا جواب	284
.192	محتمل روایت کا حکم	286
.193	اشکال	289
.194	جواب	289
.195	باب پنجم: حجاب اور یورپی نقطہ نظر	297
.196	فصل اول: یورپ میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر	299
.197	فصل دوم: یورپ کا عمومی تصور حجاب	205
.198	برطانیہ کا حجاب کے بارے میں موقف	307
.199	امریکی صدر باراک اوبامہ کا حجاب کے بارے میں موقف	308
.200	بیلجیم میں حجاب پر پابندی	308
.201	اسپین میں حجاب پر پابندی	308

Marfat.com

.202	فرانس میں حجاب پر پابندی	309
.203	قانون کی خلاف ورزی پر جرمانہ اور قید	310
.204	قانوی کی خلاف ورزی پر شہریت دینے سے انکار	310
.205	انسانی حقوق کی یورپی عدالت کا فیصلہ	311
	فرانس کے صدر نکولس سرکوزی کے حجاب کے بارے میں بیانات	312
.206	فرانس میں حجاب پر پابندی کی وجوہات	313
.207	فصل سوم: فرانس میں حجاب پر پابندی کا جائزہ	315
.208	چہرہ کا پردہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اور اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے؟	317
.209	یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی	317
.210	مغربی تہذیب پر عمل کے نتائج	319
.211	فرانس میں حجاب ونقاب کے خلاف پابندی پر پروفیسر ماتھیاس کا تبصرہ	320
.212	اسلامی پردہ سے مرد و عورت کے درمیان تفریق کا جائزہ	321
.213	احکام مکلفہ میں مرد و عورت کے درمیان مساوات	323
.214	اسلام میں مرد و عورت کے درمیان مساوات کے پہلو	326
.215	مرد و عورت کے درمیان جن امور میں فرق ہے ان کا پس منظر	329
.216	مرد و عورت کے درمیان لباس وزینت کا فرق	330
.217	حجاب سے مقصود عورت کی آزادی کو سلب کرنا نہیں ہے	331
.218	فصل چہارم: فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات	335
.219	حجاب کی مخالفت سے، اسلامی تعلیمات کی طرف میلان	337
.220	یوم حجاب کی روایت	337
.221	شہیدہ حجاب مردہ شربینی	337

Marfat.com

.222	فرانسیسی حکومت کے خلاف نفرت واشتعال میں اضافہ	338
.223	یورپ کی سماجی، معاشرتی ومعاشی ساکھ کا متاثر ہونا	339
.224	ٹریول کمپنیوں کی آراء	339
.225	فصل پنجم: فرانس میں رہنے والی مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل	341
.226	حالت اضطرار کا حکم	343
.227	نتائج	347
-228	سفارشات	348
-229	مصادر ومراجع	350

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اظہار تشکر

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

دنیا میں کوئی قوم اپنے محسنوں کے شکریہ کے بغیر حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی، اور انسانی فطرت سلیمہ اور اخلاق عظیمہ کا بھی تقاضا ہے کہ انسان اپنے محسنوں کے احسان وامتنان کو نہ صرف یاد رکھے اور نیکی کا بدلہ نیکی سے دینے کی کوشش کرے بلکہ دل سے اس احسان کو سراہے اور زبان سے کلمات حسنہ کے ساتھ اس دلی کیفت کو ظاہر کرے۔

انسان کا اصلی منعم اور مشفق حقیقی اللہ تعالی ہے جو ہر غرض سے بالاتر ہو کر انسان پر اپنے انعامات کو موسلا دھار بارش کی طرح نازل فرمارہا ہے اور بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم سبھی اس کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اس لیے سب سے پہلے میں اپنے پروردگار اور خالق کائنات اور مالک ارض وسموات کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے نبی آخر الزمان حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی امت سے پید اکر کے ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کر کے قلم وزبان کی قوت عطا فرمائی جس سے اظہار مافی الضمیر کر سکوں۔

Marfat.com

منعم حقیقی کی بار گاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرنے کے بعد میں ان تمام محسنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی رہنمائی اور شفقت سے میرے لیے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن ہوا۔

اور خاص طور پر سب سے پہلے میں اپنے نہایت ہی مشفق و محسن استاد پروفیسر ڈاکٹر نورالدین جامی کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کام میں میری بھرپور سرپرستی کی۔ آج کل ڈاکٹر صاحب کی صحت شدید خراب ہے اللہ تعالی آپ کو صحت کاملہ، عاجلہ، دائمہ عطا فرمائے۔

ان کے بعد میں اپنے انتہائی مشفق استاد، مایہ ناز علمی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہر مغلق بحث کے حل کرنے اور لٹریچر کی ترتیب اور تحریر کی نوک پلک سنوارنے میں بھرپور تعاون کیا اور جب بھی میں نے ان سے بالمشافہ اور ٹیلی فون پر رابطہ کیا انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کیا۔

علاوہ ازیں میں اپنے نہایت مہربان استاد پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس صہیب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ریسرچ کے حوالہ سے جو بھی ورکشاپ ہوئی اس میں یاد رکھا اور متعدد مراحل پر ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا اور انہوں نے ہمیشہ وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا ان کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر اکرم رانا، پروفیسر علی اصغر سلیمی اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی، پروفیسر ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، پروفیسر ڈاکٹر عبد القادر بزدار کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی حوصلہ افزائی نے ہمت کو استقلال بخشا۔

اور اپنے والد محترم مولانا محمد قاسم قاسمی اور ماموں حضرت علامہ عبد الحق مجاہد اور بڑے بھائی حافظ محمود قاسم قاسمی، صاحبزادہ پیر حافظ مسعود قاسم قاسمی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی خصوصی دعاؤں کی بدولت اس مرحلہ تک سفر ہوا اور اپنے دوستوں میں پروفیسر ملک محمد مجتبی پرنسپل اسپائر کالج ملتان، مولانا حافظ حامد علی اعوان، محترم پروفیسر عمر

Marfat.com

انصاری، پروفیسر سید اعجاز عباس بخاری، ڈاکٹر عبد الصمد طاہر، ڈاکٹر آصف جہانگیر، پروفیسر فہد جبار، علامہ اسرار الحق مجاہد، مولانا خورشید احمد نعمانی، کا بھی شکر گزار ہوں جن کی مشاورت اور نیک تمنائیں میرے ساتھ رہیں۔

اور آخر میں محترم محمد فہد، محترم نوفل جیلانی اور محترم نصیر احمد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مسودہ کو دیکھتے ہی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی اللہ تعالی ان کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائیں۔

اللہ تعالی ان مذکورہ بالا تمام حضرات کو اور جن معاونین واحباب کا تذکرہ نہیں ہو سکا اجر جزیل عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ (آمین)

غازی عبد الرحمن قاسمی

فاضل درس نظامی

تخصص فی الفقہ

ایم اے علوم اسلامیہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

ایم فل علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

پی ایچ ڈی اسکالر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان، پاکستان

2 فروری 2017 بروز جمعرات

Marfat.com

مقدمہ

موضوع تحقیق کا تعارف اور اہمیت:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے جو کامل و مکمل طور پر دنیا کے سامنے آچکا ہے اور اعلان کیا جا چکا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [1]

"آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمہارے دین کو، اور پورا کر دیا تم پر اپنے انعام کو، اور پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو (ہمیشہ کے) دین کے طور پر"

اللہ تعالیٰ نے جس دین کو آخر میں بھیجا اس کی بنیاد اگرچہ "ابدی عقائد و حقائق" پر مبنی ہے مگر وہ زندگی سے متعلقہ تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اسلام فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے ایسی تعلیمات اور احکامات پیش کرتا ہے جن پر عمل کرنے کے نتیجے میں ایک صالح فرد اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

کتاب و سنت میں مرد و عورت کے تعلقات کی فطری حدود بیان کر دی گئی ہیں اور ان تعلقات کی شرعی حیثیت بھی واضح کر دی گئی ہے۔ اسلام کی کچھ تعلیمات تو ایسی ہیں جو کہ مرد و عورت دونوں کے لیے لازمی اور مشترک ہیں جیسے لباس کے مسائل کا تعلق ہر دو صنفوں سے ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ [2]

---

[1] القرآن، المائدہ 3:

[2] القرآن، الاعراف:26

Marfat.com

"اے آدم کی اولاد! ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرم گاہیں ڈھانکتی ہیں اور آرائش کے کپڑے بھی اتارے اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔"

مگر عائلی اور معاشرتی زندگی کی کچھ تعلیمات ایسی ہیں جن کا تعلق صرف خواتین سے ہے۔ ایسے مخصوص نسوانی مسائل میں ایک اہم ترین مسئلہ "حجاب" سے تعلق رکھتا ہے۔

قرآن مجید کی سورہ احزاب اور سورہ نور کی متعدد آیات میں "حجاب" کی اہمیت اور متعلقہ مسائل کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں صدر اول کا اسلامی معاشرہ اپنے مدنی دور میں لباس و حجاب کے اسلامی احکام کی جو قابل تقلید مثالیں پیش کرتا ہے ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام عورتوں کی عزت و عصمت اور عفت و ناموس کی نگہداشت کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت کے احکام کی پیروی میں صدیوں تک اسلامی مملکتوں میں "حجاب" کی روایت مستحکم رہی۔

لیکن جب اٹھارویں صدی عیسوی میں مغرب نے اسلامی ممالک میں اپنا نو آبادیاتی نظام مسلط کیا اور انیسویں صدی کے نصف آخر تک مسلمان قوموں کو اپنی غلامی میں لے لیا تو اس بحرانی کیفیت کا آغاز ہوا جس میں مغربی لباس، مغربی معاشرت اور مغربی آداب حتی کہ چال ڈھال اور بول چال تک میں اہل مغرب کی نقل کی گئی۔ [3] اور مخلوط معاشرے کا آغاز ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اداروں، ہسپتالوں، دفتری ماحول اور عام معاشرتی زندگی میں بے پردگی کا رجحان عام ہونے لگا۔

ان حالات میں بعض اہل علم نے حجاب کے وجوب پر بحثیں کیں اور اس طرف توجہ دلائی کہ پورے جسم کا بشمول چہرہ کے چھپانا ضروری ہے اور بعض لوگوں نے اس کو بدعت قرار دیا۔ اور ایک رائے یہ بھی سامنے آئی کہ حجاب فرض ہے نہ بدعت بلکہ یہ مستحب ہے اس کے قائلین میں عرب کے نامور عالم شیخ ناصر الدین البانیؒ اور نامور اسکالر ڈاکٹر یوسف القرضاوی ہیں۔

---

[3] جس کی تفصیل سید مودودیؒ کی کتاب "پردہ" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

14014

Marfat.com

شیخ البانیؒ نے اپنی کتاب "جلباب المراۃالمسلمۃ فی الکتاب والسنۃ" میں اور شیخ قرضاوی نے اپنے ایک فتوی "النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ" میں مدلل و مفصل انداز میں اسی موقف کو اختیار ہے[4] اور اس موخرالذکر رائے کی بنیادیں بھی صدیوں پرانی ہیں، کیونکہ یہی موقف عدم وجوب حجاب قاضی عیاضؒ، امام ابن بطالؒ اور ابن حزمؒ کا ہے جیساکہ قارئین کو دوران مطالعہ اس کا علم ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں متقدمین احناف نے بھی حجاب اور پردہ سے چہرہ اور ہتھیلیوں کا استثناء کیا ہے جیساکہ اپنے مقام پر یہ تفصیلات موجود ہیں۔ اور قائلین وجوب حجاب میں جمہور علماء وفقہاء شامل ہیں جس کی تفصیل اور متعلقہ جملہ مباحث کتاب میں موجود ہیں۔

عصر حاضر میں فرانس اور بیلجئم نے چہرے کے حجاب پر پابندی عائد کر دی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں بھاری جرمانہ مقرر کیا ہے اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی "حجاب" پر پابندی کی بحثیں جاری ہیں۔

اس صورت حال میں ایک طرف تو یہ ضرورت پیش آئی اسلامی تعلیمات میں احکامات حجاب کی نوعیت کو واضح کرنے کے لیے شرعی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر قائلین وجوب حجاب اور قائلین عدم وجوب حجاب کے موقف ودلائل کا محکم بنیادوں پر تجزیہ کرکے ان احکامات کا دائرہ کار متعین کیا جائے۔ اور دوسری طرف یورپ کے عمومی تصور حجاب کو واضح کرتے ہوئے، فرانس نے جن بنیادوں پر "حجاب" کو ممنوع قرار دیا ہے، اور حجاب کے خلاف قانون سازی کی ہے اس کا جائزہ لیا جائے۔ اگر فرانس میں کوئی عورت ان حالات میں چہرے کا حجاب نہیں کرتی تو ازروئے شریعت اسلامیہ اس کے لیے کیا گنجائش ہے۔؟

مقاصد تحقیق:

اسلام کا احکام حجاب ہے جو اصل مقصود ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے عصر حاضر میں خواتین کے لیے حجاب کی اہمیت وافادیت کا جائزہ لینا۔

---

[4] یہ حضرات چہرہ اور ہتھیلیوں کے پردہ کو مستحب قرار دیتے ہیں ان کے علاوہ باقی جسم کے پردہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔

Marfat.com

مسئلہ حجاب میں قرآن وسنت کی نصوص کا اس طرح سے مطالعہ کرنا ہے کہ وہ ماحول اور حالات کا اثر قبول کر کے اپنے مفہوم میں لچک اور وسعت رکھتی ہیں یا ہر قسم کے حالات میں ایک ہی حکم ہے۔

قائلین وجوب حجاب اور قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل کا اس طرح سے تجزیہ کرنا ہے کہ ان کا طرز استدلال اور طریق استنباط واضح ہو جائے۔

مسئلہ حجاب میں یورپی نقطہ نظر کا اس طرح سے تجزیہ کرنا ہے کہ نہ صرف ان کے شبہات کا ازالہ کیا جائے بلکہ حجاب کے حوالہ سے اسلام پر وارد اعتراضات کا جواب دیا جاسکے۔

اور مسئلہ حجاب میں یورپ نے جن بنیادوں پر حجاب کے خلاف قانون سازی کی ہے ان کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنا ہے تا کہ صحیح حقائق سامنے لائے جاسکیں۔

سابقہ کام کا جائزہ:

اگر صرف "پردہ" کو مد نظر رکھا جائے تو اس پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ جیسا کہ اردو زبان میں سید ابو الاعلی مودودیؒ کی شاندار کتاب "پردہ" ہے۔ اور اسی طرح مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی کتاب "اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام" نمایاں ہے۔

تاہم جن کتب میں خالصتا "چہرہ" کے پردہ کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ "احکام القرآن للتھانوی" میں سورۃ احزاب کی بحث میں مفتی محمد شفیعؒ نے عربی زبان میں حجاب کے وجوب اور عدم وجوب پر دلائل ذکر کر کے محققانہ بحث کی ہے۔

2۔ "فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب" جو محترم درویش مصطفی حسن کی عربی زبان میں علمی کاوش ہے اور اس مسئلہ پر بڑے عمدہ انداز میں انہوں نے تفصیلی بحث کی ہے۔

3۔ "عودۃ الحجاب" ڈاکٹر محمد احمد اسماعیل کی عربی تالیف ہے اور اس میں بھی موضوع سے متعلقہ سیر حاصل مباحث کو یکجا کیا گیا ہے۔

Marfat.com

4۔ "رسالۃ الحجاب" محمد بن صالح بن محمد بن العثیمین کا مختصر رسالہ عربی زبان میں ہے جس میں بڑے جامع انداز میں اس مسئلہ پر بحث کی گی ہے۔

5۔ "چہرے کا پردہ واجب، مستحب یا بدعت" حافظ محمد زبیر کی اردو زبان میں زیر بحث موضوع پر عمدہ کاوش ہے اور لائق مطالعہ ہے۔

جو احباب اس بارے میں جملہ تفصیلات مع جزئیات پڑھنا چاہیں وہ ان کی طرف رجوع کر کے اپنی علمی تشنگی دور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ احقر نے ان کتب میں جو قائلین اور عدم قائلین حجاب کے دلائل ذکر ہوئے ہیں ان کا استیعاب نہیں کیا اور نہ ہی اس کی گنجائش تھی، محض اس مسئلہ میں فریقین کا موقف اور مشہور دلائل کو ذکر کر کے ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں جن موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ فہرست مضامین میں دیکھے جا سکتے ہیں تاہم اجمالی جھلک پیش کی جاتی ہے۔

1۔ حجاب وستر کا مفہوم اور دائرہ کار۔

2۔ انسداد فواحش کے لیے شریعت مطہرہ کے اقدامات اور ان کا جائزہ۔

3۔ غض بصر کے حکم میں مرد و عورت کے درمیان فرق ہے یا دونوں کے لیے حکم کی نوعیت ایک ہی ہے؟

4۔ احکامات حجاب، ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں؟ جیسا کہ بعض اہل علم کی رائے ہے۔

5۔ حضور ﷺ سے عورتوں کو حجاب کرنا ضروری تھا۔؟

6۔ آیت زینت کی تفسیر میں اقوال صحابہ کا تحقیقی جائزہ اور اقوال میں تطبیقات۔

7۔ قائلین حجاب وعدم قائلین حجاب کا ان کی اصل کتب سے موقف و دلائل اور طریق استدلال کا جائزہ اور موضوع کی مناسبت سے بہت سی مزید باتیں شامل کی گئیں ہیں۔

8۔ اسلام میں "حجاب" سے مقصود مرد و عورت کے درمیان فرق کر کے مساوات کا خاتمہ ہے۔؟ جیسا کہ یورپی نظریہ ہے اس کا تفصیلی جائزہ اور اسلام میں مرد و عورت کے درمیان تفریق و مساوات کا پس منظر کیا ہے۔؟

Marfat.com

9- اسلام میں "حجاب" سے مقصود عورت کی آزادی کو سلب کر کے انہیں قید کرنا ہے۔؟ کہ وہ وہ اپنی شناخت سے محروم ہو کر سماجی زندگی سے کٹ جائیں جیسا کہ یورپی نظریہ ہے اس نقطہ نظر کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

10- فرانس نے چہرہ کے حجاب کے خلاف قانون سازی کرتے ہوئے اس پر پابندی عائد کی ہے، اس کا پس منظر، پابندی کی وجوہات، ان کا جائزہ، اور اس پابندی کے جو اثرات مرتب ہونگے وغیرہ۔

11- فرانس میں مقیم مسلمان عورتیں جن کو حجاب کے خلاف قانون سازی کا سامنا ان کے لیے لائحہ عمل۔

اسلوب تحقیق:

1- تحقیق میں بیانیہ، تقابلی اور تجزیاتی اصولوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

2- کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

3- حجاب کے حوالہ سے یورپی نقطہ نظر (حجاب کے خلاف قانون سازی) کو سمجھنے کے لیے، پہلے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حجاب کا مفہوم اور حکم واضح کیا گیا ہے۔

4- قرآنی آیات کو ﴿ ﴾ کے درمیان نقل کیا گیا ہے۔

5- احادیث نبویہ کو (( )) کے درمیان نقل کیا گیا ہے۔

6- قرآنی آیات کا ترجمہ ذکر کرتے وقت مولانا احمد علیؒ لاہوری اور مولانا اسحاق خان مدنی کے ترجمہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جو کہ سی ڈی کی صورت میں A.Q.F.S برکت مارکیٹ لاہور نے تیار کیا ہے۔

7- تمام آیات قرانی واحادیث مبارکہ پر مکمل اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے۔

8- مشہور شخصیات کا تعارف حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

9- احادیث اور فقہی مسالک و عربی عبارات کو حتی الامکان اصل ماخذ سے نقل کیا ہے اوراس بات کی کوشش کی ہے عربی عبارت ساتھ دی جائے تاکہ جو لوگ اصل عبارت ملاحظہ کرنا چاہیں ان کے لیے آسانی ہو اور جہاں پر کوئی تسامح یا عبارت میں غلطی سامنے آئی اس کی حاشیہ میں نشاندہی کی ہے۔

Marfat.com

10۔ پہلی دفعہ کسی کتاب کا حوالہ دیتے وقت تمام تر تفصیلات دی گئی ہیں اور کتاب کا سن اشاعت معلوم نہ ہونے کی صورت میں "س ن" (س ندارد) یا "ت ن" (تاریخ نہیں) لکھا ہے۔ لیکن دوسری دفعہ مصنف کے مشہور نام اور کتاب کے مختصر نام اور صفحہ و جلد کا حوالہ دیا گیا ہے۔

11۔ دوران تحقیق جو اصطلاحات استعمال ہوئیں ان کی متن یا حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے۔

12۔ آیات واحادیث اور اقتباسات واقوال کو نقل کرتے وقت عموماً عبارت کو صفحہ کے دائیں و بائیں "0.5" مارجن چھوڑ کر نقل کیا گیا ہے تاکہ مقالہ کی عام عبارت سے اس کا امتیاز معلوم ہو سکے۔

13۔ حوالہ جات کو Footnote میں بالترتیب ذکر کیا گیا ہے۔

14۔ حوالہ جات کی ترتیب میں شکاگو مینوئل آف سٹائل (Chicago Manual of Style) کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

15۔ مصادر و مراجع کی فہرست فنون کی تقسیم کے حساب سے درج کی ہے اور ان میں مصنفین کے مشہور نام کو حروف تہجی کے لحاظ سے ذکر کیا ہے۔

نوٹ: اس کتاب میں اگر کوئی غلطی یا قابل اصلاح امور ہوں تو اس کی توجہ دلانے پر اہل علم کا خوش دلی سے خیر مقدم کیا جائے گا۔

غازی عبدالرحمن قاسمی
فاضل درس نظامی
تخصص فی الفقہ
ایم اے علوم اسلامیہ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان
ایم فل علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
پی ایچ ڈی اسکالر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
لیکچرار، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان
17 نومبر 2016 بروز جمعرات

Marfat.com

Date :

International Seerah Conference 2016

Topic :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین

حجاب اسلامی اور اس کے احکام و حجابات پر عزیز مکرم غازی عبد الرحمن قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ کا تحقیقی مقالہ اسلام کے اس اہم ترین معاشرتی مسئلہ پر تمام اسلامی مآخذ سے مواد کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے وہ مفسرین و محدثین اور فقہاء و علماء کی تشریحات و تعبیرات کو ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے متعدد ابواب و فصول میں حجاب اسلامی کے باب میں قدیم و جدید علماء و فقہاء کے تصورات کو پیش کرتا ہے۔ بلاشبہ ہر مصنف و محقق کی مانند مؤلف موصوف کا ایک خاص فکری و دینی رجحان ہے جس کی رعایت ملحوظ ہے لیکن وہ بلا دلیل و بے وجہ نہیں ہے۔ مؤلف موصوف کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ قدیم و جدید اور عام علماء و فقہاء اور اہل علم کے افکار سے معروضی طور سے بحث کرتے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر ایمانداری سے قاری کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کو نقد و استدلال کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور ان سے اتفاق بھی کرتے ہیں اور اختلاف بھی۔ اس تحقیقی مقالہ میں انہوں نے جدید زمانے میں حجاب کے متعلق اٹھنے والے فتنوں کا بھی مختلف ممالک اور ان کی حکومتوں کے احکام اور قوانین کا بھی جائزہ لیا ہے اور حجاب کے اثرات کا تجزیہ کیا ہے۔ ان میں منفی رد عمل اور مثبت نکتہ نظر کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔ یہ تجزیاتی و تنقیدی مقالہ اس موضوع پر ایک اہم دستاویز ہے جس کا معروضی مطالعہ ہر طالب علم کے لئے مفید ہے اور اس سے بعض رجحانات و تعبیرات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کتاب کو ان کے مخلصانہ کام کو قبول فرمائے اور اس کو عند اللہ و عند الناس مقبول فرمائے۔ وباللہ التوفیق

خادم علم و علماء
محمد یسین مظہر صدیقی
سابق صدر ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ-202002 [illegible] ہاؤس

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ / ۱۳ دسمبر ۲۰۱۶ء

Marfat.com

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر مولانا یسین مظہر صدیقی ندوی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

حجاب اسلامی اور اس کے احکام و جہات پر عزیز مکرم غازی عبد الرحمن قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ کا تحقیقی مقالہ اسلام کے اس اہم ترین معاشرتی مسئلہ پر تمام اسلامی مآخذ سے مواد کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ وہ مفسرین و محدثین اور فقہاء و علماء کی تشریحات و تعبیرات کو ان کے دلائل کے ساتھ بھی سامنے لاتا ہے۔ متعدد ابواب و فصول میں حجاب اسلامی کے باب میں قدیم و جدید علماء و فقہاء کے تفردات کو بھی حاوی ہے۔ بلاشبہ ہر مصنف و محقق کی مانند مولف موصوف کا ایک خاص فکری و دینی رجحان ہے جس کی رعایت ملتی ہے لیکن وہ بلا دلیل و بے وجہ نہیں ہے۔

مولف موصوف کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ قدیم و جدید اور معاصر علماء و فقہاء اور اہل قلم کے افکار سے معروضی طور سے بحث کرتے ہیں اور ان کا نقطہ نظر ایمانداری سے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کو نقد و استدراک کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور ان سے اتفاق بھی کرتے ہیں اور اختلاف بھی۔ اس تحقیقی مطالعہ میں انہوں نے جدید زمانے میں حجاب کے متعلق اُٹھنے والے فتنوں کا بھی مختلف ممالک اور ان کی حکومتوں کے احکام اور قدغنوں کے حوالے سے بھی جائزہ لیا ہے اور حجاب اسلامی کے اثرات کا تجزیہ بھی کیا ہے۔

ان میں منفی رد عمل اور مثبت فکر و نظر کا بھی عمل دخل ہے۔ یہ تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ اس موضوع پر ایک اہم دستاویز ہے جس کا معروضی مطالعہ مفید مطالب تک لے جاتا ہے اور اس کے بعد رجحانات و تعبیرات سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے مگر نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولف کتاب کو ان کے مخلصانہ کام کو قبول فرمائے اور اس کو عند الناس مقبول فرمائے۔ وباللہ التوفیق

خادم علم و علماء

محمد یسین مظہر صدیقی سابق صدر ادارہ علوم اسلامیہ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، 2002ء وارد ملتان

14 ربیع الاول 1438ھ / 14 دسمبر 2016

Marfat.com

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس صہیب

چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

اس کتاب میں عزیزم غازی عبد الرحمٰن قاسمی نے اپنی علمی و تحقیقی کاوشوں سے آج کے ایک اہم مسئلہ "حجاب" کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور یورپی نقطہ نظر کو زیر بحث لایا ہے اور قائلین وجوب حجاب اور عدم قائلین وجوب حجاب دونوں کے دلائل کو یکجا کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مصنف کی رائے قائلین وجوب حجاب کے حق میں ہے تاہم انہوں نے فرانسیسی مسلمان خواتین جن کو حجاب کے خلاف قانون سازی کی وجہ سے مسائل کا سامنا ہے ان کے لیے شرعی حل بھی پیش کیا ہے لیکن اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ حجاب اور عدم حجاب دو انتہاؤں پر اسلامی معاشرہ منقسم ہے اس لیے اس افراط و تفریط سے معاشرہ کو نکالنے کے لیے ڈاکٹر یوسف القرضاوی، شیخ ناصر الدین البانی کے دلائل کی روشنی میں راہ اعتدال کو اختیار کیا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ جیسا کہ صاحب تالیف نے نشاندہی کی ہے کہ اگرچہ ان کا رجحان قول جمہور کی طرف ہے تاہم دیگر اہل علم کا احترام کرتے ہوئے ان کے موقف کو بالکلیہ غلط نہیں سمجھتے اور اس سلسلہ میں انہوں نے امام ابن نجیمؒ کی ایک عبارت کا حوالہ دیا ہے "کہ جب ہم سے اپنے اور مخالف کے مسلک کے فروعی مسائل کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اس طرح جواب دیں کہ ہمارا مسلک درست ہے مگر اس میں غلطی کی گنجائش ہے اور مخالف نقطہ نظر درست نہیں مگر اس کے صحیح ہونے کا بھی احتمال ہے۔"

اس کتاب میں دونوں آراء کے بارے میں قارئین خود بھی مطالعہ کے بعد کسی نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں لیکن آج ملازمت پیشہ خواتین اور بازاروں میں خرید و فروخت کرنے والی خواتین کے لیے ناصر الدین البانی اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے موقف کو اختیار کرنا آسان اور عملی زندگی میں زیادہ سہولت کا پہلو رکھتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیزم غازی عبدالرحمٰن قاسمی کی اس علمی و تحقیقی کاوش کو قبول فرماتے ہوئے ان کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائے اور کتاب کو ان کے لیے اور اُمت کے لیے مسئلہ حجاب کو سمجھنے کا ذریعہ بنائے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب
چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Marfat.com

حرف خیال

پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن

شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

فطرت انسانی در حقیقت ان خصوصیات (Qualities) کی ترجمان کہلاتی ہے جو انسان کو دیگر جانداروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ جو فکر ان خصوصیات کی آبیاری کرتا ہے وہ در حقیقت تکریم انسانیت کا نقیب ہوتا ہے اور جو قوانین تکریم انسانیت کی نفی کرتے ہیں وہ فرسودہ اور لائق تبدیلی ہوتے ہیں۔ بنی نوع انسانی جن دو اصناف مرد و عورت سے وجود پذیر ہوئی ہے، ان کے مابین پاکیزہ تعامل سے ہی معاشرہ کی پاکیزگی جنم لیتی ہے۔ اسی بنا پر طہارتِ قلوب و اذہان بلا تفریق صنف اسلامی شریعت کا مقصود مطلوب ہے۔ جس کو یقینی بنانے کے لیے شریعت نے اہم تدابیر کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں غض بصر کا حکم بھی شامل ہے کہ نظروں کو بے راہ روی سے روک کر ان کو صنفی آداب سے آشنا کیا جائے۔ چنانچہ دین اسلام نے سماجی پاکیزگی کو یقینی بنانے کے لیے "غضّ بصر" کا حکم بلا تفریق صنف دیا ہے۔ نگاہوں کی پاکیزگی در حقیقت طہارت قلوب کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ چنانچہ جو معاشرہ صنفی اخلاقیات سے بہرہ ور ہوتا ہے وہ مہذب کہلاتا ہے اور جہاں ایسا نہیں ہوتا وہاں انسانی اقدار کی بجائے ہوس پرستی کا راج ہوتا ہے۔

صنفی امور میں ہوس پرستی کی حوصلہ شکنی کے لیے اسلام نے دونوں اصناف کے تعامل باہمی کی فطری حدود کار کا تعین کیا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں نجی خصوصیت (Privacy) کو یقینی بنانے کے لیے جہاں استیذان کے احکام دیے گئے ہیں تو ساتھ ہی خواتین کے تحفظ کے لیے انہیں ابداء زینة اور تبرّج بزینة (غیر معمولی انداز سے صنفی زیب و زینت کا اظہار) سے ممانعت کی گئی اور سماجی سرگرمیوں کی انجام دہی کے لیے خود حفاظتی لباس (جلباب) کی تلقین کی گئی ہے تاکہ ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی اذیت رسانی سے تحفظ حاصل ہو اور اگر اس کے باوجود کوئی درپے آزار ہو تو قرآنی ہدایت کے مطابق اس سے ریاستی قانون سختی سے

Marfat.com

نمٹے گا۔ اس موضوع کو بالعموم حجاب اور پردہ کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے جو اپنے اندر کئی معانی رکھتا ہے۔ اہل علم اس دائرہ میں نقاب، جلباب اور ستر (اوٹ، لٹکتے پردے) وغیرہ امور اور ان کی شرعی حیثیت کے تعین کو زیر بحث لاتے ہیں۔ بعض آراء میں جلباب، نقاب اور حجاب کم و بیش ہم معنی ہیں جبکہ دیگر حضرات کے خیال میں ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ مفہوم اور مختلف شرعی حیثیت ہے۔

عصر حاضر میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی اور شیخ ناصر الدین الالبانی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اسلامی شریعت کی روشنی میں خواتین کے لیے نقاب (چہرہ کا پردہ) کا حکم مستحب کے درجہ میں آتا ہے، وجوب کے دائرہ میں نہیں۔

زیر نظر کتاب میں فاضل نوجوان جناب غازی عبدالرحمٰن قاسمی نے بنیادی طور پر اس رائے پر تفصیلی نقد کیا ہے اور استدلال میں تدقیقی انداز اختیار کرتے ہوئے نقاب کے وجوبی موقف کی علمی وکالت کی ہے اور اس جانب توجہ دلائی ہے کہ جب معاشرہ میں غیر معمولی دگرگوں صورت حال (فتنہ) ہو تو تیز ابی نظروں سے نسوانی چہروں کی حفاظت ضروری ہوتی ہے۔ فاضل موصوف نے مدرسہ کے تعلیمی نظام سے حظّ وافر پایا ہے۔ چنانچہ اسلوب استدلال میں دفع دخل مقدر کے اہتمام اور صغری و کبری کے ملاپ سے مطلوبہ نتیجہ پیدا کرنے کے فن سے بخوبی آشنا ہیں۔ اسی طرح یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم کا ایک درجہ (ایم فل) مکمل کر کے اس سے اگلے مرحلہ (پی ایچ ڈی) میں ہونے کے ناطے اپنے موقف کو تحریری طور پر باحوالہ سلیقہ سے پیش کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایم فل میں زیر نظر موضوع کو اپنی تحقیق کی جولانگاہ بنایا جس کو اب وہ افادہ عام کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف مسلم سکالرز کے موقف پر بحث کی ہے بلکہ اس حوالہ سے مغربی یورپ میں ہونے والی قانون سازی کے رجحان کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ اس کے جواز کے استدلال کو علمی حوالہ سے پرکھنے کے ساتھ انہوں نے ناگزیر حالات میں مسلمانوں کو ملکی قانون کی پاسداری کی ترغیب بھی دی ہے جس سے زیر نظر موضوع میں ان کی عملیت پسندی کی غمازی بھی ہوتی ہے۔

Marfat.com

اُمید ہے کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حلقوں میں اس تالیف کو خوش آمدید کہا جائے گا اور اس کے منظر عام پر آنے سے علمی گفتگو اور آئندہ کے لیے مزید بہتر تبادلہ خیالات کا در وا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کو علمی میدان میں اپنی تحقیقی سرگرمیاں جاری رکھنے کی توفیق ارزاں کرے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن
موسیٰ پاک شہید چیئر
سابق چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ،
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Marfat.com

باب اول

حجاب اور اسلامی تعلیمات

Marfat.com

فصل اول : حجاب معنی و مفہوم اور ستر و حجاب میں فرق

فصل دوم : قبل از اسلام حجاب

فصل سوم : حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی انتظام

Marfat.com

فصل اول

حجاب معنی و مفہوم اور ستر و حجاب میں فرق

اس فصل میں حجاب کا مفہوم، مشروعیت اور
ستر و حجاب کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حجاب معنی و مفہوم اور ستر و حجاب میں فرق

حجاب کا معنی:

"حجاب" کا لفظ، آڑ، اوٹ اور پردہ ورکاوٹ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[5]

ابن سیدہؒ (م-458ھ) لکھتے ہیں:

والحجاب: ما احتجب به وكل ما حال بين شيئين حجاب[6]

"اور حجاب" کا لفظ ہر اس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کے ذریعے "پردہ" کیا جائے اور ہر وہ چیز جو کہ دو اشیاء کے درمیان آڑ ہو "حجاب" کہلاتی ہے۔"

ابن منظور افریقی (م-711ھ) لکھتے ہیں:

والحجاب: اسم ما احتجب به وكل ما حال بين شيئين حجاب والجمع حجب[7]

"اور حجاب اس چیز کا نام ہے جس کے ساتھ پردہ کیا جائے اور ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اسے حجاب کہتے ہیں اور اس کی جمع حجب ہے۔"

قرآن مجید میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾[8]

"اور جب تمہیں ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگنا (یا کچھ پوچھنا) ہو تو تم پردے کے پیچھے سے مانگا (اور پوچھا) کرو"

---

[5] کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، لاہور، ادارہ اسلامیات، 2001ء، صفحہ 312

[6] ابن سیدہ المرسی، علی بن اسماعیل، المحکم والمحیط الاعظم، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1421ھ، جلد 3، صفحہ 92

[7] الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار صادر 1414ھ، جلد 1، صفحہ 298

[8] القرآن، الاحزاب: 53

Marfat.com

اس حکم کے بعد ازواج مطہرات کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکا دیے گئے ، اور چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لیے نمونے کا گھر تھا، اس لیے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔[9]

مرد اور عورت کے درمیان حجاب، دیوار، دروازہ اور کپڑے کا بھی ہو سکتا ہے مگر مقالہ ہذا میں "حجاب" سے مراد عورت کا اپنے آپ کو اس طرح کپڑے میں لپیٹنا کہ اس کا پورا جسم اس میں چھپ جائے[10] اور بعض اہل علم کے ہاں صرف ہتھیلیاں اور چہرہ کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا اس میں داخل ہے جس پر تفصیلی بحث باب دوم "حجاب کا دائرہ کار" میں آرہی ہے۔

انسانی معاشرتی زندگی میں "ستر" اور "حجاب" دونوں خاص اہمیت کے حامل ہیں انسان کو اگر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو فطرت انسانی اور اسلامی تعلیمات دونوں میں یکسانیت نظر آتی ہے۔

"ستر" اور "حجاب" دو مختلف چیزیں ہیں جن کے مفہوم کو اکثر خلط کر دیا جاتا ہے۔ "ستر" تو ہر دین سماوی میں فرض تھا جبکہ "حجاب" اکثر شریعتوں اور شروع اسلام میں بھی فرض نہیں تھا بلکہ پانچ ہجری کو اس کا حکم نازل ہوا۔[11]

ستر کا معنی:

لفظ "الستر" عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب "چھپانا" اور "ڈھانکنا" ہے۔[12]

محمد بن ابی بکر رازی (م- 666ھ) لکھتے ہیں:

الستر جمعه ستور و أستار و السترة ما يستر به كائنا[13]

"الستر (مصدر) کی جمع ستور اور استار ہے۔ "ستر" اور "سترہ" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔"

---

[9] مودودی، ابوالاعلی، سید، تفہیم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، 1980، جلد 4، صفحہ 121

[10] جیسا کہ آیت حجاب و جلباب کی تفسیر میں مفسرین نے بیان کیا ہے جس پر تفصیل آگے آرہی ہے۔

[11] مفتی شفیع، احکام القرآن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 1413ھ، جلد 3، صفحہ 406

[12] القاموس الوحید، صفحہ 743

[13] محمد بن ابو بکر بن عبدالقادر، رازی، مختار الصحاح، بیروت، مکتبہ لبنان ناشرون، 1995، جلد 1، صفحہ 120

Marfat.com

اعضائے مستورہ کا چھپانا تمام انبیاء کی شریعتوں میں فرض اور لازمی تھا۔[14] ستر کی ضرورت اور مشروعیت تو حضرت آدمؑ کے نزول علی الارض اور بعثت سے بھی پہلے ملتی ہے۔

قرآن کریم میں حضرت آدمؑ و حواؑ کا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپایا۔

ارشاد ربانی ہے:۔

﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾[15]

"پھر جب چکھ لیا ان دونوں نے اس درخت کو تو دونوں کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو گئیں، اور وہ چپکانے لگے اپنے اوپر جنت کے پتے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے قرآن مجید میں اس واقعے کو پوری جزئیات اور مکمل وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ شیطان ان کا ازلی دشمن ہے اور اسے کسی طرح بھی انسانوں کا یہ مقام و مرتبہ گوارا نہیں ہے۔ وہ انھیں اس مرتبے سے گرانے کے لیے کوشاں ہے۔ اس سلسلے میں اس کا سب سے بڑا ہدف انسان کا لباس، پردہ اور شرم و حیا ہے۔

ستر و حجاب میں فرق:

"ستر" اور "حجاب" کے درمیان چند فرق ہیں۔

مفتی محمد شفیعؒ[16] لکھتے ہیں:

---

[14] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 405

[15] القرآن، الاعراف: 22

[16] مفتی محمد شفیعؒ ہندوستان کے شہر دیوبند میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے (1331ھ تا 1335ھ) درس نظامی کی تکمیل کی اور علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مفتی محمد عزیز الرحمان صاحبؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ و دیگر جید علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ کیا، اور فراغت کے بعد 12 سال دارالعلوم دیوبند میں مختلف علوم و فنون کی متوسط اور اعلیٰ کتب کے درس کی خدمت سرانجام دی اور 1349ھ میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کا صدر مفتی کا منصب سپرد کیا گیا۔ 1362ھ میں تحریک پاکستان کی جدوجہد اور کچھ دوسرے اسباب کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہو گئے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں جواہر الفقہ، نزول مسیح، سیرت خاتم الانبیاء وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن آپ کو زیادہ

Marfat.com

ان ستر العورة فرض فی نفسه مع قطع النظر عن روءية الناس وعدمها، وفی الصلوة وخارجها، ولذالك وجب فی الخلوة ايضا علی الصحيح ولا كذالك الحجاب فانه لاحجاب الاحيث خيف روءية الاجانب [17]

"ستر عورت فی نفسہ (بذات خود) فرض ہے قطع نظر کرتے ہوئے اس بات سے کہ کوئی دیکھنے والا ہے یا نہیں اور دوران نماز اور ادائیگی کے بعد بھی فرض ہے، اور قول صحیح کے مطابق خلوت میں بھی ستر عورت واجب ہے، جب کہ حجاب کا حکم ایسا نہیں ہے بلکہ حجاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب اجنبیوں کی نظر پڑنے کا خوف ہو"

فقہ کی مشہور کتاب "بحر الرائق" کے حوالے سے مفتی صاحب لکھتے ہیں:

واعلم ان ستر العورة خارج الصلوة بحضرة الناس واجب اجماعا الافی مواضع ....حتی لوصلی فی بيت مظلم عريانا وله ثوب طاهر لايجوز اجماعا [18]

"جان لیجئے کہ ستر عورت نماز کے علاوہ لوگوں کی موجودگی میں بالاجماع واجب ہے۔ مگر چند مواقع پر، اگر کسی نے تاریک مقام پر عریاں نماز پڑھی جب کہ اس کے پاس پاک کپڑے موجود تھے تو بالاجماع اس کی نماز جائز نہیں ہو گی"

اور آگے مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

ان ستر العورة فرض علی كل مومن ومومنة، الرجل والمراة فيه سواء، والحجاب مخصوص بالنساء [19]

شہرت اردو تفسیر "معارف القرآن" سے ملی اس میں فقہی نقطہ نظر سے عصری تناظر میں پیش آنے والے جدید مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ آٹھ جلدوں میں یہ تفسیر متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ 1976ء کو وفات پائی اور کراچی میں دفن ہیں۔ (معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، جلد 1، صفحہ 60،61)

[17] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 406،

[18] ایضا، جلد 3، صفحہ 406

[19] ایضا، جلد 3، صفحہ 407

Marfat.com

"ستر عورت ہر مومن اور مومنہ پر فرض ہے اور اس حکم میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں لیکن حجاب کا حکم صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔"

مفتی صاحب "مزید لکھتے ہیں:

ان المراء ةعورة مستورة كل بدنها سوى الوجه والكفين .فالوجه والكفان ليسا من العورة بالاتفاق حتى جازت الصلوة مع كشفهما اجماعا واما الحجاب فى الوجه والكفين مختلف فيه[20]

"بے شک عورت کا سارا جسم ستر میں داخل جس کا چھپانا ضروری ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے، یہ دونوں چیزیں بالاتفاق ستر میں داخل نہیں ہیں، اگر یہ دونوں چیزیں نماز میں کھلی ہوئی ہوں تو بالاجماع نماز صحیح ہوگی، اور رہا چہرے اور ہتھیلیوں کا حجاب اس میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔"

مندرجہ بالا عبارات سے ستر اور حجاب کے درمیان درج ذیل فرق معلوم ہوئے۔

1. ستر عورت فی نفسہ ضروری ہے کوئی موجود ہو یا نہ ہو جب کہ حجاب فی نفسہ ضروری نہیں جب تک کوئی دیکھنے والا غیر محرم موجود نہ ہو۔
2. ستر عورت نماز میں فرض ہے اگر کسی نے تاریک مقام پر بغیر لباس کے باوجود پاک کپڑوں کی موجودگی کے نماز ادا کی تو اس کی نماز بالاجماع جائز نہ ہوگی، جب کہ حجاب (چہرے کا پردہ) نماز میں فرض نہیں ہے۔
3. ستر کو ڈھانپنے کا حکم ہر مسلمان مرد اور عورت دونوں کو ہے لیکن حجاب کا حکم صرف عورتوں کو ہے، گویا حجاب ستر کے علاوہ اضافی چیز ہے جس کا تعلق غیر محرم یا اجنبی مردوں سے ہوتا ہے۔
4. چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ عورت کا تمام جسم ستر میں داخل ہے جس کا چھپانا اس کے لیے لازم ہے اور تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں یہ ستر میں نہیں ہیں لہذا اگر ان دونوں کو ڈھانپے بغیر کسی عورت نے نماز ادا کی تو اہل علم کے ہاں اس کی نماز صحیح ہوگی۔

---

[20] ایضا، جلد 3، صفحہ 407

Marfat.com

فصل دوم:

قبل از اسلام حجاب

اس فصل میں، حجاب کا تاریخی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ حجاب کا تعلق صرف تاریخ اسلام سے نہیں ہے بلکہ طلوع اسلام قبل بھی مختلف تہذیبوں اور علاقوں میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

Marfat.com

قبل از اسلام حجاب

حجاب کے احکامات اسلام میں پانچ ہجری کو نازل ہوئے[21] لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ اسلام سے قبل حجاب کا کوئی تصور نہ تھا بلکہ طلوع اسلام سے قبل بھی ہمیں مختلف تہذیبوں اور علاقوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

قدیم یونان میں حجاب:

اقوام قدیمہ میں جس قوم کی تہذیب سب سے زیادہ شاندار نظر آتی ہے وہ اہل یونان ہیں۔یونان کی عریانی اور فحاشی کی داستانیں تو بہت مشہور ہیں لیکن ایسا دور بھی تھا جب ان میں پردہ کارواج تھا اور گھریلو شریف عورت کی عزت ہر سوسائٹی میں رہی ہے۔

Han Licht لکھتا ہے:

"جدید دور کا نظریہ کہ عورتوں کی دو قسمیں ہیں ماں اور بازاری عورت، قدیم ترین یونانیوں میں بھی موجود تھا، اور اسی کے مطابق ان کا عمل بھی تھا، جب یونانی عورت ماں بن جاتی تو گویا اس نے اپنی زندگی کا مقصد پالیا، ماں بننے والی عورت کی جتنی عزت یونانی کرتے اتنی کسی اور کی نہ کرتے تھے، ماں بننے کے بعد عورت کا کام گھر سنبھالنا اور بچے پالنا اور لڑکیوں کی نگہداشت ہوتا تھا حتی کہ ان کی شادی کر دی جائے۔"[22]

یہی مصنف مزید لکھتا ہے کہ:

"ایتھنز کے لوگ بلند پایہ علمی گفتگو کو مردوں کے لیے روٹی کی مانند ضروری سمجھتے تھے لیکن ان کے نزدیک عورت کی نفسیات مختلف تھیں اس وجہ سے ان کو عورتوں کے کمروں میں ہی محدود رکھا جاتا تھا۔"[23]

---

[21] مفتی شفیع، احکام القرآن،، جلد3، صفحہ406

[22] Hans licht –Sexual Life in Ancient Greece, 10th Edition, 1971, published by the Abbey Library, London P/23.

[23] Ibid Page 28

Marfat.com

مصنف سپارٹا کی عورتوں کے نیم عریاں لباس کا ذکر کرتے ہوئے بطور تقابل ایتھنز کا حال یوں بیان کرتا ہے:

"ایتھنز میں شادی شدہ عورت کا یہ فرض تھا کہ وہ گھر کے اندرونی حصوں ہی میں رہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی راہ گیر کی نظر کھڑکی میں سے خاتون خانہ پر پڑ جائے۔"[24]

روم کی قدیم عورتوں میں حجاب:

یونانیوں کے بعد جس قوم کو دنیا میں عروج نصیب ہوا وہ اہل روم تھے، رومیوں کی پرانی تہذیب میں عورت کی حیثیت ایک باوقار اور عفت وحیاء کے پیکر کی تھی، روم میں جو عورتیں دایا گیری کا کام کرتی تھیں وہ بھی اپنے گھروں سے نکلتے وقت بھاری نقاب میں اپنا چہرہ چھپا لیتی تھیں اور اس کے اوپر ایک موٹی چادر اوڑھتی تھیں جو ایڑی تک لٹکتی رہتی، پھر اس چادر کے اوپر بھی ایک عبا اوڑھی جاتی تھی جس کے سبب اس کی شکل نظر نہ آتی تھی اور نہ جسم کی بناوٹ ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن جب اہل روم فتوحات کے ذریعے دنیا میں پھیلے تو ان کے اندر ایک معاشرتی انقلاب آیا اور عورت گھر کی چار دیواری سے نکل کر عام مجالس، قہوہ خانوں اور مردوں کی محفل طرب کی زینت بن گئی۔ مردوں نے اسے اپنی ہوس رانی اور تعیش کی گرم بازاری کا ذریعہ بنالیا عورت کے جسمانی نکھار اور حسن وسنگار سے نت نئے انداز اختیار کیے جانے لگے لیکن جب ان میں حد سے زیادہ بے راہ روی اور عورتوں میں بے پردگی اور مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مردوں کے اخلاق بگڑنے لگے، رفتہ رفتہ ان کی جنگی قوتیں اور صلاحیتیں کمزور پڑنے لگیں، اور رومی تہذیب تباہی وزوال کا شکار ہو گئی۔[25]

---

[24] Ibid Page 31

[25] عنایت عارف، عورت تاریخ عالم کی روشنی میں، کراچی، ناشر الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار، اکتوبر 2009ء صفحہ 230

مودودی، ابوالاعلی، سید، پردہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمٹیڈ، ستمبر 2009ء، صفحہ 24

انور بن اختر، محمد، پردہ اور جدید ریسرچ، کراچی، ادارہ اشاعت الاسلام اردو بازار، 2003ء، صفحہ 86

Marfat.com

عیسائیت میں حجاب:

جسٹس سید امیر علی[26] عورتوں کے بارے میں عیسائیت کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابتدائی زمانوں میں جب اشرف واسفل، عالم وجاہل، سب کا مذہب حضرت عیسیٰ کی والدہ کی پرستش پر مشتمل تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ راسخ العقیدہ کلیسا نے عورتوں کو ادنیٰ ترین رسوم سوا کے تمام مذہبی رسوم سے خارج کر دیا تھا، انہیں تاکید تھی کہ گھر کے گوشہ عزلت میں بسر کریں، اپنے میاں کی اطاعت اور گھر کا کام کریں، اگر وہ کبھی گھر سے باہر جائیں تو ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو سر سے پاؤں تک لپیٹ لیں۔" [27]

بائبل میں حجاب کا ذکر:

عہد نامہ قدیم میں بھی "برقع" کا لفظ کئی جگہ ملتا ہے۔[28]

"عہد قدیم" میں صیہونی لڑکیوں کو جو بناؤ سنگھار کر کے ننگے سر لوگوں کو متوجہ کرتی ہوئی نکلتی تھیں۔ سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہ اور مذمت رب کی اس وعید تک پہنچتی ہے کہ کے ان کے سروں کو سزا کے طور پر گنجا کر دیا جائے گا۔[29]

---

[26] سید امیر علی 1849ء کو پیدا ہوئے۔ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ لیکن آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "سپرٹ آف اسلام" ہے۔ جس میں آپ نے اسلام کی آزادانہ ترجمانی کی ہے۔ اسلام کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کرتے وقت یورپ کے اس الزام کی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ آپ نے اس کی نہایت تردید کی ہے۔ آپ نے 1919ء کو لندن میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

[27] امیر علی، سید، Spirit of Islam (روح اسلام) ترجمہ محمد ہادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ 2۔ کلب روڈ، طبع دہم اپریل 1999ء صفحہ 395

[28] کتاب مقدس (The Holy Bible)، انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی 1820 جیٹ سٹریم ڈرائیو یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ، نیو بائبل اردو ورژن، باب پیدائش، صفحہ 38

[29] اسلام اور دیگر مذاہب و معاشروں میں عورت کے حقوق و مسائل (حقوق وقضایا المراۃ فی عالمنا المعاصر) عبد اللہ مرعی، اردو ترجمہ، ثناء اللہ محمود، مفتی، کراچی، دار الاشاعت، 2001ء، صفحہ 174

Marfat.com

"عہد جدید" میں اس بات پر انتہائی سختی کی گئی ہے کہ عورت کو اپنا سر ڈھانکنا ضروری ہے ورنہ وہ ایسی ہو گی جس کے سر پر شیطان ہو اور سزا کے طور پر اس کو گنجا کر دیا جائے اور اس کے ساتھ کتاب مقدس کے دلائل بناؤ سنگھار ترک کر کے نفس کو سنوارنے کے بارے میں آئے ہیں۔ اور یہ حجاب جو بائبل میں فرض تھا وہ تقویٰ، فتنہ سے دور اور معاشرے میں فساد کو روکنے کے لیے تھا۔[30]

مشہور انگریزی رسالہ "لائف" کے بائبل نمبر میں اس وقت کو ایک آرٹسٹ نے تصویر بند کیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تین فرشتے قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنے سے پہلے انسانی شکل میں آئے اور حضرت ابراہیمؑ ان کو انسان سمجھ کر فوراً بھنا ہوا بکری کا بچہ ان کی تواضع کے لیے لے آئے۔

یہ تمام واقعہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔[31] اس تصویر میں اس وقت کو بھی قلم بند کیا ہے جب کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی خوش خبری سنائی۔ اس تصویر میں جو صفحات 2726 پر دی گئی ہے دکھایا گیا ہے کہ تین مہمان جن کے "پر" بھی ہیں دروازے سے دور بیٹھے ہیں جب کہ حضرت ابراہیمؑ دروازے کے نسبتاً قریب بیٹھے ہیں اور دروازے کے پیچھے پردہ سے حضرت سارہؓ کھڑی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی ہیں حالانکہ حضرت سارہؓ بہت بوڑھی ہو چکی تھیں مگر اس کے باوجود روایتی پردے کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جب فرشتے نے ان کو بیٹے کی خوشخبری دی تو ان کو ہنسی آگئی کیونکہ وہ اس عمر ہی سے گزر چکی تھیں کہ ان کے بچہ پیدا ہو سکے۔

"لائف" رسالہ نے ان کی جو گفتگو دی اس کے چند فقرے درج ذیل ہیں۔ واضح رہے کہ "بائبل" کے مطابق نعوذ باللہ ایک فرشتہ خود خدا تھا اور کھانا گھر سے باہر میدان میں فرشتے بھی کھا رہے تھے۔

God said,'' Sarah Shall have a son''. In the doorway, Sarah laughed.

---

[30] ایضاً، صفحہ 174

[31] القرآن، ھود:69

Marfat.com

d as I am, am I still to know enjoyment
usband so old!'' [32]

"یعنی خدا(فرشتہ) نے کہا کہ سارہ کے لڑکا پیدا ہوگا۔دروازے کے پیچھے ڈیوڑھی میں کھڑی سارہ ہنس پڑیں اور فرمانے لگیں کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں کیا اس عمر میں بھی مجھے خوشی مل سکتی ہے اور میرا خاوند بھی اتنا بوڑھا ہو چکا ہے"۔

ایران میں حجاب کا رواج:

ایران میں بھی "حجاب" کا رواج تھا اور ایرانی حرم میں تو "پردہ" اس قدر شدت کے ساتھ رائج تھا کہ نرگس کے پھول بھی محل کے اندر نہیں جاسکتے تھے کیونکہ نرگس کی آنکھ مشہور ہے۔[33]

عرب میں حجاب:

مولانا شبلی نعمانیؒ [34] لکھتے ہیں:۔

"چہرہ اور تمام اعضاء کا پردہ عرب میں اسلام سے پہلے موجود تھا۔" [35]

زمانہ جاہلیت کی شاعری میں حجاب کا تذکرہ:

عرب جاہلیت کے حالات معلوم کرنے کے لیے سب سے عمدہ اور مستند ذریعہ شعرائے جاہلیت کے اشعار ہیں، اور شعرائے جاہلیت کے کئی ایسے اشعار ملتے ہیں جن سے وہاں کے رواج "حجاب" کی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔

---

[32] سہ ماہی منہاج، حیثیت نسواں نمبر، جنوری 1985ء لاہور، دیال سنگھ لائبریری لاہور صفحہ 45

[33] جمیل واسطی، ڈاکٹر، اسلامی روایات کا تحفظ، کراچی، صفحہ 44، پردہ اور جدید ریسرچ، صفحہ 86

[34] علامہ شبلی نعمانیؒ اعظم گڑھ میں 1857ء میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ حبیب اللہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹی سے ریاضی، فلسفہ اور عربی کا مطالعہ کیا۔ آپ نے انیس برس میں علوم متداولہ میں مہارت پیدا کرلی۔ وکالت کا امتحان بھی پاس کیا مگر اس پیشہ سے دلچسپی نہ تھی۔ 1886ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ علی گڑھ گئے تو سرسید احمد خانؒ سے ملاقات ہوئی، چنانچہ فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ یہیں سے آپ نے علمی و تحقیقی زندگی کا آغاز کیا۔ پروفیسر آرنلڈ سے فرانسیسی سیکھی۔ 1898ء میں ملازمت ترک کرکے اعظم گڑھ چلے گئے۔ 1913ء میں دار المصنفین کی بنیاد ڈالی۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں، جن میں، الفاروق، سوانح مولانا روم، المامون، مقالات شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ نمایاں ہیں۔ 1914ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

[35] شبلی نعمانی، مولانا، مقالات شبلی، ہندوستان، معارف اعظم گڑھ 1920ء جلد 1، صفحہ 107

Marfat.com

ربیع بن زیادہ عبسی جو جاہلیت کا ایک مشہور شاعر ہے، مالک بن زہیر کے مرثیہ میں کہتا ہے۔

من کان مسرورا بمقتل مالك
فليأت نسوتنا بوجه نهار
يجد النساء حواسرا يندبنه
يلطمن أوجههنّ بالأسحار
قد كنّ يخبأن الوجوه تستّرا
فاليوم حين برزن للنظار [36]

ترجمہ:

جو شخص مالک کے قتل سے خوش ہوا ہے
وہ ہماری عورتوں کو دن میں آ کے دیکھے
وہ دیکھے گا کہ عورتیں برہنہ سر نوحہ کر رہی ہیں
اور اپنے چہروں کو صبح کے وقت پیٹ رہی ہیں
وہ شرم اور ناموس سے ہمیشہ اپنا چہرہ چھپایا کرتی تھیں
لیکن آج غیر معمولی طور سے دیکھنے والوں کے سامنے بے پردہ آئیں

نابغہ ذبیانی جو زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر ہے، نعمان بن منذر کا بڑا مقرب اور درباری تھا، ایک دفعہ نعمان کی ملاقات کو گیا، اتفاق سے وہاں نعمان کی بیوی جس کا نام متجردہ تھا کا دوپٹہ گر گیا متجردہ نے فوراً ہاتھوں سے اپنے چہرے کو چھپالیا، نابغہ کو یہ ادا نہایت پسند آئی اس پر اس نے ایک قصیدہ لکھا، جس میں اس واقعہ کو اس طرح ذکر کیا ہے۔

سقط النصيف ولم ترد إسقاطه
فتنا ولته واتقتنا باليد [37]

---

[36] حبیب بن اوس طائی، ابو تمام، دیوان حماسہ، ملتان، مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ، ت ن، باب المراثی، صفحہ 172

[37] ابن سعید اندلسی، نشوۃ الطرب فی تاریخ جاہلیۃ العرب، عمان، مکتبۃ الاقصی، س ن، صفحہ 570
مقالات شبلی، جلد 1، صفحہ 112

Marfat.com

ترجمہ: دوپٹہ گر گیا، اور اس نے قصدا نہیں گرایا
اس نے دوپٹہ کو سنبھالا اور ہاتھوں سے پردہ کیا

حقیقت یہ ہے کہ عربوں کے ہاں نہ صرف "حجاب" کا رواج تھا بلکہ آزاد اور باندیوں کے درمیان وجہ امتیاز بھی تھا یہ اس دور کی عام معاشرت تھی، جو اسلام کے بعد بھی رائج رہی۔

ایک جاہلی شاعر سبرۃ بن عمر فقعسی اپنے دشمنوں پہ طعن کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ونسوتکم فی الروع بادٍ وجوھھا
یخلن إماءً والإماء حرائر [38]

ترجمہ:

لڑائی میں تمہاری عورتوں کے چہرے کھل گئے تھے
اور اس وجہ سے وہ لونڈیاں معلوم ہوتی تھی حالانکہ وہ بیویاں تھیں

ابن سعدؒ (م -230ھ) نے حضرت ہندہؓ زوجہ حضرت ابوسفیانؓ کی شادی کا واقعہ بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے جس میں ان کے پردہ کا ذکر ہے۔[39]

اسلام میں بھی "حجاب" کے باقاعدہ احکامات نازل ہونے سے پہلے "حجاب" کا رواج تھا۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

((عن حبیب بن أبي ثابت قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَتَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَنِي بَيْنَهُ وَبَيْنِي حِجَابٌ فَخَطَبَ إِلَيَّ نَفْسِي))[40]

حبیب بن ابی ثابت کہتے ہیں حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: "جب میں ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد عدت گزار رہی تھی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے مجھ سے بات کی، میرے اور آپ ﷺ کے درمیان "حجاب" تھا اور آپ ﷺ نے مجھے پیغام نکاح دیا۔"

[38] دیوان حماسہ، باب الحماسہ، صفحہ 41

[39] ابن سعد، محمد، بن منیع، الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر 1968ء، جلد 8، صفحہ 235

[40] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد 8، صفحہ 90

Marfat.com

اس روایت سے واضح معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہؓ سے بات چیت کی اور پیغام نکاح دیا تو وہ "حجاب" میں تھیں، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن چار ہجری کو ہوئی تھی۔[41] حالانکہ اس وقت احکام حجاب کا نزول نہیں ہوا تھا۔

حضرت زینب بنت جحشؓ کے نکاح کے وقت پہلی آیت "حجاب" نازل ہوئی ہے اس کے نازل ہونے سے پہلے بھی حدیث میں ان کی گھر میں نشست کی یہ صورت بیان کی گئی ہے۔

((وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ))[42]

"اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ دیوار کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھی ہوئی تھیں۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح اور ثابت ہوتی ہے کہ "حجاب" کی ضرورت واہمیت اور افادیت مختلف تہذیبوں اور علاقوں میں مسلم رہی ہے اور اسلام میں احکام حجاب کے نازل ہونے سے پہلے بھی حجاب کا رواج تھا۔

---

[41] العینی، بدرالدین، محمود بن احمد، شرح سنن ابی داود، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1420ھ، جلد6، صفحہ 33

[42] مسلم، بن الحجاج، الامام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن، جلد2، صفحہ 1051

Marfat.com

فصل سوم

حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی انتظام

اس فصل میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کہ احکام حجاب شریعت میں اصل مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ اصل مقصود بے راہ روی کا خاتمہ ہے جو کہ انسانیت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔ چنانچہ بے راہ روی کے خاتمہ اور حفظ عصمت کے لیے یہ احکامات دیے گئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جو چیزیں مدد و معاون ہو سکتی تھیں شریعت مطہرہ نے ان کے بجالانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور جو چیزیں نقصان دہ تھیں ان سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

حجاب، انسداد فواحش کا اسلامی انتظام

اسلام ایک آفاقی، بہترین اور مکمل ضابطہ حیات دین ہے اس کی بے نظیری کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ رب العالمین نے خود فرمایا:

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[43]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

زندگی کا کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں جس کا احاطہ اسلام میں نہ ہو یا اس کو تشنہ چھوڑا گیا ہو، یہ نہ صرف انسان کی حیات مستعار سے بحث کرتا ہے بلکہ حیات دائمی کے لیے مکمل اور بھرپور رہنمائی پہنچاتا ہے۔ اسلام چونکہ ابدی اور ہمہ گیر دین ہے اس لیے انسانی زندگی کو نہایت پاکیزہ واعلیٰ اخلاقی بنیادوں پر استوار کرنا چاہتا ہے۔ اس کی تعلیمات ہمہ پہلو ہیں۔ وہ زندگی کے ہر شعبے کے لیے احکام وہدایات کا ایسا واضح اور مکمل نقشہ پیش کرتا ہے جس کی مدد سے ہر ذی شعور انسان ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی زیست کی راہیں روشن کر سکتا ہے۔

اسلام ایک پاک وصاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق وعادات کی تہذیب کرتا ہے۔ اسلام نے جہالت کے رسم ورواج اور اخلاق وعادات کو جو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے لبریز تھے، یکسر بدل کر ایک مہذب معاشرے اور تہذیب کی داغ بیل ڈالی، جس سے عام انسان کی زندگی میں امن، چین اور سکون ہی سکون لوٹ آیا۔ اسلام اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پُرامن معاشرے کے قیام کے لئے جو اہم تدبیر کرتا ہے وہ انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچانا اور مرد وعورت کے اندر پائے جانے والے فطری میلانات کو اپنی جگہ باقی رکھتے ہوئے انہیں فطری انداز کے مطابق محفوظ اور تعمیری انداز دینا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے اسلام

---

[43] القرآن، آل عمران: 19

Marfat.com

نے دیگر نظام ہائے زندگی مثلا اخلاقی نظام، معاشی نظام، عدلی نظام، عائلی نظام کی طرح "نظام عفت وعصمت" کو بھی نہایت جامعیت سے پیش کیا ہے۔

اسلام نے بنی نوع انسان کے لیے ایک جامع، ارفع، اوراعلی نظام عفت پیش کر کے جہاں ایک طرف صدیوں سے ستم رسیدہ عورت کو پستیوں سے نکال کر عظمت وتقدیس کی چوٹی پر بٹھایا وہاں دوسری طرف جنسی میلان کی راہوں میں بھی فطری اور طبعی حدود اعتدال کا ایسا چراغ روشن کر دیا ہے جس کی روشنی میں ہر بالغ مرد وعورت فواحش ومنکرات سے دامن بچاتا ہوا عفت وعصمت کے سائے میں سکون وآسودگی سے شاد کام ہوتے ہوئے نسل انسانی کی آب یاری کر سکتا ہے۔

فواحش کی ممانعت:

اسلام نے معاشرے میں عفت وعصمت کے نظام کی داغ بیل ڈالنے کے لیے ہر قسم کے فواحش ومنکرات کو حرام قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ [44]

"(اے نبی ﷺ) فرمادیجئے کہ تمام فحش باتوں کو البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی حرام کیا ہے۔"

اس آیت میں لفظ "فواحش" استعمال ہوا ہے جس کی جمع "فاحشہ" ہے۔ اوراس کا اردو میں ترجمہ "برا" اور "قابل نفرت قول یا فعل" اور "بدکاری وبے حیائی" سے کیا جاتا ہے۔ لفظ "فحش" اور "فحشاء" بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ [45]

---

[44] القرآن، الاعراف: 33

[45] کیرانوی، القاموس الوحید، صفحہ 1208

Marfat.com

قرآن وحدیث کی اصطلاح میں ہر ایسے برے کام کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوتے جن کی برائی اور فساد کے اثرات برے ہوں اور دور تک پہنچیں۔[46]

قرآن کریم میں جابجا فحش وفحشاء کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

ایک اور مقام پر ہے۔

﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[47]

"اور اللہ بے حیائی اور بری بات سے منع کرتا ہے"

ایک مقام پر تو "فواحش" کے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے :

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾[48]

"اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی"

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اس آیت کو اگر مفہوم عام میں لیا جائے تو تمام بری خصلتیں اور گناہ خواہ زبان کے ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے ہو، اور خواہ دل سے متعلق ہوں، سبھی اس میں داخل ہوگئے، اور اگر مشہور عوام معنی "بے حیائی" کے لیے جائیں تو اس کے معنی بدکاری اور اس کے مقدمات اور اسباب مراد ہوں گے۔" [49]

مندرجہ بالا حوالہ سے واضح ہوا کہ "فواحش" کے مفہوم میں وسعت ہے، جس کی تعیین دو صورتوں میں کی جاسکتی ہے۔

1. "فواحش" سے مفہوم عام مراد ہو تو اس میں تمام گناہ اور خصائل داخل ہونگے جن کا تعلق اعضاء اور جوارح سے ہے۔

---

[46] مفتی شفیع، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، طبع جدید مئی 2005ء جلد 3، صفحہ 485

[47] القرآن، النحل:90

[48] القرآن، الانعام:151

[49] مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن، جلد 3، صفحہ 485

Marfat.com

❷ "فواحش" سے مشہور عوام معنی "بے حیائی" کے لیے جائیں تو "بدکاری اور اس کے مقدمات واسباب" مراد ہوں گے جن سے ممانعت ہے۔

بہر کیف فواحش و بدکاری وزنااور اس کے مقدمات دنیا کی ان مہلک برائیوں میں سے ہے جن کے مہلک اثرات صرف اشخاص وافراد کو نہیں بلکہ قبائل اور خاندانوں کو بعض اوقات بڑے بڑے ملکوں کو تباہ کردیتے ہیں اس وقت دنیا میں اکثر قتل وغارت گری کے واقعات کے پیچھے شہوانی جذبات ہیں۔

یورپین اقوام نے اپنی مذہبی حدود اور قدیم وقومی روایات کو پس پشت ڈال کر زنا کو اپنی ذات میں کوئی جرم نہیں رکھااور تمدن ومعاشرت کو ایسے سانچوں میں ڈھال دیا ہے جن میں ہر قدم پر جنسی انارکی، اور فواحش کو دعوت عام ہے۔ اس کے بر خلاف اسلام نے جن چیزوں کو جرائم اور انسانیت کے لیے مضر قرار دے کر قابل سزا جرم کہا ہے، ان کے مقدمات پر بھی پابندیاں عائد کیں، اور ان کو ممنوع قرار دیا ہے۔

اس معاملے میں مقصود اصلی زنااور بدکاری سے بچانا تھاتووہ چیزیں جو بے راہ روی کی طرف کھینچ سکتی تھیں ان پر "سدذرائع"[50] کے طور پر پابندیاں عائد کیں۔ چنانچہ جس طرح عائلی اور معاشرتی زندگی کو خوش گوار، پائیدار اور صحت مند بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے راہنما اصول دیے گئے اسی طرح بے حیائی، بدکاری اور بے آبروئی کے تمام سرچشمے بند کرنے کے لیے "سدذرائع" کے اصول دیے گئے ہیں اور اسی سلسلے کی ایک کڑی "احکام حجاب" ہیں۔

جس طرح بنیادی عقائد، توحیدورسالت، آخرت تمام انبیاء کی تعلیمات میں مشترک ومتفق رہے ہیں اس طرح عام معاصی، اور فواحش ومنکرات ہر شریعت ومذہب میں حرام قرار دیے گئے ہیں لیکن شرائع سابقہ میں ان کے اسباب وذرائع کو مطلقاحرام قرار نہیں دیا گیا تھا، جب تک کہ ان کے ذریعہ کوئی جرم واقع نہ ہو جائے۔[51]

---

[50] عربی میں لفظ "سد" رکاوٹ، آڑاور بند کرنے کا مفہوم دیتا ہے (القاموس الوحید، صفحہ 756) اور "ذرائع" ذریعہ کی جمع ہے، لغت میں اس کے معنی "وسیلہ" کے ہیں، جس سے کسی چیز تک پہنچا جاسکتا ہے۔ (القاموس الوحید، صفحہ 569) فقہ کی اصطلاح میں سے "سدذرائع" سے مراد جائز امور کو منع کرنا جبکہ وہ ناجائز کی طرف لے جانے والے ہوں (علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، صفحہ 283)

[51] مفتی شفیع، معارف القرآن، جلد 7، صفحہ 205

Marfat.com

شریعت محمدیہ ﷺ اپنے دامن میں عالمگیریت رکھتی ہے۔ اور تاقیامت آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خاص اہتمام یہ کیا کہ جرائم و معاصی کی حرمت کے ساتھ ہی ان اسباب وذرائع کو بھی حرام قرار دے دیا گیا جو ان گناہوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

اس کی شریعت مطہرہ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ معبودان باطل کی مذمت کی جائے تو ان کے پرستار، اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرسکتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید نے جھوٹے خداؤں کو بھی برابھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔[52]

❷ اسلام میں شراب نوشی کو حرام کیا گیا[53] تو شراب کے بنانے والے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا گیا۔[54]

❸ سود کو حرام قرار دیا گیا[55] تو سود سے ملتے جلتے معاملات یا جن میں سود کا احتمال تھا ان کو بھی ناجائز کہا۔[56]

❹ شرک کو قرآن کریم نے ظلم عظیم [57] اور ناقابل معافی جرم قرار دیا تو جہاں ان چیزوں کا شبہ پایا جاسکتا تھا شریعت نے ان سے بھی روکا، کہ سورج کے طلوع و غروب اور وسط میں نماز ادا نہیں کرنی[58] محض اس وجہ سے کہ سورج پرستوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

❺ قرآن کریم میں عورتوں کے لیے زیورات پہن کر زمین پر پاؤں مارنے کی ممانعت آئی ہے کہ ان کی مخفی زینت کا سننے والے کو حال معلوم نہ ہو[59]، حالانکہ پاؤں مارنا فی نفسہ جائز ہے لیکن سننے والے کے دل میں خواہشات پیدا ہو سکتی ہیں اس لیے شریعت نے منع کر دیا۔

---

[52] القرآن، الانعام:108

[53] القرآن، المائدۃ:90

[54] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، بیروت، دار احیاء التراث العربی س ن، جلد 3، صفحہ 589

[55] القرآن، البقرہ:275

[56] الترمذی، السنن، جلد 3، صفحہ 535

[57] لقمان:13

[58] مسلم، الصحیح، جلد 1، صفحہ 568

Marfat.com

❻ اسی طرح شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا [60] تو اس کے تمام اسباب قریبہ اور ذرائع کو بھی حرام قرار دیا، مثلاً غض بصر [61]، تنہائی کی ملاقات [62] وغیرہ اور اسی سلسلے میں عورتوں کے لیے "حجاب" کے احکامات نازل فرمائے۔ حجاب کا حکم بھی دراصل اسی "سد ذرائع" کے اصول پر مبنی ہے۔

واضح رہے کہ اسباب وذرائع کا قرب وبعد کا سلسلہ ایک طویل سلسلہ ہے اگر علی الاطلاق اس پر پابندی لگائی جائے تو زندگی دشوار اور عمل میں تنگی پیش آئے گی جو شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٍ﴾ [63]

"اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں"

ایسی صورت حال میں ان اسباب وذرائع کی رعایت کس طرح رکھی جائے گی؟

اس سلسلے میں علامہ ابن قیم الجوزیہؒ [64] لکھتے ہیں:

---

[59] القرآن، النور: 31

[60] القرآن، بنی اسرائیل: 33

[61] القرآن، النور: 30

[62] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، جلد 4، صفحہ 59

[63] القرآن، الحج: 78

[64] حافظ ابن قیمؒ، کا نام، محمد، کنیت، ابو عبداللہ، لقب شمس الدین، نسبت، زُرعی، والد کا نام ابو بکر بن ایوب تھا۔ دمشق میں 691ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مدرسہ جوزیہ کے مہتمم تھے اس کی نسبت سے ابن قیم الجوزیہ کہلاتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے خصوصی تلمیذ اور علمی جانشین تھے۔ حافظ ابن رجبؒ (متوفی 795ھ) کے بقول "تمام علوم اسلامیہ میں مہارت تھی، تفسیر میں ان کی نظیر نہ تھی، اصول دین میں بھی آپ درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ حدیث، فقہ حدیث، اور دقائق استنباط میں ان کا کوئی ہمسر نظر نہیں آتا، فقہ اور اصول فقہ اور عربیت وعلم کلام میں بھی کمال حاصل تھا۔ علم سلوک اور اہل تصوف کے اشارات ودقائق پر بھی وسیع نظر تھی۔" علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: "حافظ ابن قیمؒ بڑی محبت کے آدمی تھے نہ کسی سے حسد رکھتے تھے نہ کسی کو ایذا پہنچاتے اور نہ کسی میں عیب نکالتے، مجھے نہیں معلوم کے ہمارے زمانہ میں ان سے زیادہ کوئی عابد اور کثیر النوافل تھا۔" اور قاضی برہان الدین زرعی کا ان کے متعلق مقولہ ہے کہ "اس وقت آسمان کے نیچے ان سے زیادہ وسیع العلم آدمی نظر نہیں آتا۔" اصول، فروع اور آداب کی بہت ساری کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصنیفات حسن ترتیب اور تالیفی سلیقہ میں اپنے شیخ حافظ ابن تیمیہؒ کی تصنیفات سے بھی ممتاز ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کتابوں میں تصوف کی حلاوت، عبارت کی سلاست پائی جاتی ہے۔ آپ کی تصنیفات کی طویل فہرست ہے۔ شہرہ آفاق

Marfat.com

لما كانت المقاصد لا يتوصل إليها إلا بأسباب وطرق تفضی إليها كانت طرقها وأسبابها تابعة لها معتبرة بها فوسائل المحرمات والمعاصی فی کراهتها والمنع منا بحسب إفضائها الی غایاتها وارتباطاتها بها[65]

"اگر مقاصد ایسے ہوں جن تک صرف اسباب وذرائع سے رسائی ہوتی ہو اور وہ ان مقاصد تک پہنچاتے ہو تو ان مقاصد تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ان کے تابع ہوں گے اور وہ انہیں کے سبب سے معتبر ہوں گے۔ حرام چیزوں اور معاصی تک پہنچانے والے وسائل مکروہ یا ممنوع ہونگے کیونکہ وہ اس حرام مقصد تک لے جاتے ہیں اور اس مقصد کے ساتھ مربوط ہیں۔"

مندرجہ بالا حوالہ سے دو چیزیں واضح طور پر سامنے آئیں۔

1. اسباب اور ذرائع "مقاصد" کے تابع ہیں، جس درجہ کا وہ "مقصد" ہو گا، اسباب اور ذرائع پر حکم بھی اس درجہ کا لگے گا۔
2. حرام چیزوں اور معاصی تک پہچانے والے اسباب اور ذرائع، ممنوع ہوں گے اس لیے کہ وہ حرام مقصد تک لے جاتے ہیں۔

"فواحش" کو روکنے کے لیے شریعت نے صرف اتنا نہیں کیا کہ اسے قانونا جرم قرار دیا اور اس کے لیے ایک سزا مقرر کی بلکہ اس کے ساتھ چند ایسی تدابیر کیں کہ سلیم الفطرت انسان نہ صرف فواحش سے متنفر ہو کر اسے قابل عیب سمجھتے ہوئے دور رہے بلکہ معاشرتی طور پر ایسے اسباب جو، ان فواحش کی طرف رغبت دلاتے ہیں، ان پر پابندی کے ساتھ ان فواحش کے قریب جانے والے راستوں پر رکاوٹیں ڈال دیں۔

تصانیف میں "اعلام الموقعین عن رب العالمین" فقہاء اور اہل فتوی وحدیث سے اشتغال رکھنے والوں کے لیے معلومات کا گراں قدر خزانہ لیے ہوئے ہے، اور "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" سیرت، حدیث، فقہ، علم کلام اور تصوف واحسان کی کتاب ہے۔ عمل واصلاح کے لیے "احیاء العلوم" کے بعد شاید کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی، تحقیق واستناد اور کتاب وسنت سے مطابقت کے لحاظ اس کو "احیاء العلوم" پر بھی ترجیح حاصل ہے۔ 23 رجب 751ھ کو وفات ہوئی، دمشق میں دفن ہوئے۔ (ندوی، ابوالحسن، سید، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، جلد 2، صفحہ 345 تا 349)

[65] ابن قیم الجوزیہ، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، بیروت، [illegible] الجیل، 1973، جلد 3، صفحہ 135

Marfat.com

شرم وحیاء:

اسلام نے ہر قسم کے فواحش ومنکرات کا خاتمہ کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ انداز میں معاشرے کی بنیادیں شرم وحیا کے مقدس گارے سے اٹھائیں۔

حیااور پاک دامنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ "حیا" ان فحش امور اور منکرات کے انجام دینے میں "سدراہ" بنتی ہے جو انسان کے دامن عفت کو داغ دار کرتی ہیں۔ اوراچھے وپسندیدہ کاموں پر آمادہ کرتی ہے۔

حیاء کی دو قسمیں ہیں۔ امام راغب (م-502ھ) لکھتے ہیں:

الحياء انقباض النفس عن القبائح وتركه لذلك [66]

"قبیح چیزوں سے نفس کے انقباض کرنے اور اس بناء پر انہیں چھوڑ دینے کا نام حیاہے۔"

امام جرجانیؒ (م-816ھ) لکھتے ہیں:

وهو نوعان: نفساني، وهو الذى خلقه الله تعالى فى النفوس، كلها كالحياء من كشف العورة والجماع بين الناس، وإيماني، وهو أن يمنع المؤمن من فعل المعاصى خوفًا من الله تعالى [67]

(الف) نفسانی:

وہ حیاء جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں پیدا کیا ہے مثلا اعضائے مستورہ کے کھولنے اور لوگوں کے درمیان جماع کرنے سے انسانی طبیعت حیاء کرتی ہے۔

(ب) ایمانی:

وہ حیاء جو مومن کو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گناہوں سے روکتا ہے۔

---

[66] الاصفہانی، راغب، امام، المفردات، مصطفی البابی، مصر، صفحہ 40

[67] الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، بیروت، دارالکتب العلمیہ 1403ھ، جلد 1، صفحہ 94

Marfat.com

معلوم ہوا "حیاء" سے مراد وہ جھجک یا نفسیاتی رکاوٹ نہیں ہے جس کا باعث عام طور پر ہمارا خارج ہوتا ہے، بلکہ "حیا" انسان کے اندر پائی جانے والی وہ خوبی یا صفت ہے جس کی وجہ سے وہ غیر معروف اعمال سرانجام دینے میں انقباض (گھٹن) محسوس کرتا ہے۔

حیا ایمان کا ایک شعبہ اور عرب لوگوں کی وہ عادت حمیدہ ہے جس کو اسلام نے آکر اور مضبوط کر دیا اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا۔

جاہلیت کا شاعر عنترہ عبسی کہتا ہے۔

وأغضّ طرفی مابدت لی جارتی

حتی یواری جارتی مأواها [68]

جب میری پڑوسن ظاہر ہوتی ہے تو میں آنکھ بند کر لیتا ہوں

یہاں تک کہ اس کا ٹھکانا اس کو چھپا لیتا ہے

حضرت آدمؑ و حضرت حواءؑ سے غلطی سرزد ہو جانے کے نتیجے میں جب ان پر ان کا ستر عیاں ہوا تو وہ اسی فطری "حیا" ہی کی وجہ سے خود کو پتوں سے ڈھانکنے لگے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾[69]

"پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے۔"

شرم گاہوں کو چھپانے کا یہ اضطراری عمل اس فطری حیا ہی کا ظہور تھا، اس لیے کہ انسان فطری طور پر یہ جانتا ہے کہ شرم گاہیں چھپانے کی چیز ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے کنویں پر جن دو لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا تھا، ان میں سے ایک جب انھیں اپنے باپ کے پاس لے جانے کے لیے بلانے آئی تو اس وقت اس کے آنے میں "حیا" کی جو صفت نمایاں تھی۔

---

[68] القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، القاہرہ، دار الکتب المصریۃ، 1384ھ، جلد 12، صفحہ 22

[69] القرآن، الاعراف: 22

Marfat.com

قرآن مجید نے درج ذیل الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے:

﴿ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ﴾[70]

"پس ان میں سے ایک شرماتی ہوئی آئی، کہا کہ میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ جو پانی آپ نے ہماری خاطر پلایا ہے، اس کا آپ کو صلہ دیں۔"

قرآن کریم نے یہاں ایک کنواری عورت کی اس فطری "حیا" کا ذکر کیا ہے جو اسے کسی غیر محرم مرد سے بات کرتے ہوئے محسوس ہو سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "کہ وہ لڑکی شرم و حیاء کرتی ہوئی آئی اور اس نے چہرہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا۔"[71]

اور حضرت موسیٰؑ کے شرم و حیاء کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپؑ ان لڑکیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ لڑکی آگے چلی کہ آپؑ کو راستہ کا علم نہیں ہے تو آپؑ نے ان سے کہا "کہ تم میرے پیچھے رہو اور جہاں راستہ بدلنا ہو ادھر کنکری پھینک دینا میں سمجھ جاؤں گا کہ اس طرف چلنا ہے۔"[72]

اسی طرح ایک کریم النفس آدمی دوسرے کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے بعض اوقات اس سے اپنا حق وصول کرنے میں بھی "حیا" محسوس کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ؗ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ ﴾[73]

"لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا۔"

---

[70] القرآن، القصص:25

[71] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالوفاء، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1419ھ، جلد6، صفحہ 205

[72] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد6، صفحہ 206

[73] القرآن، الاحزاب:53

Marfat.com

یہ شرمانا دراصل دوسرے کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے اس کا لحاظ کرنا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے بھی ایک کریم النفس آدمی کئی جگہوں پر شرم محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ومالک ومعبود ہے، چنانچہ وہ ان تمام باتوں سے بالاتر ہے کہ کسی انسان کی عزت نفس اسے اپنا یا کسی دوسرے کا حق بیان کرنے سے روک دے۔ اسلام میں "حیا" بڑی قدر کی حیثیت رکھتا ہے: چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بے شمار ارشادات عالیہ میں "حیا" کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ))[74]

"ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ))[75]

"حیاتو خیر ہی خیر ہے۔"

حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ))[76]

"بے حیائی جس چیز میں آتی ہے اسے عیب دار بناتی ہے اور حیا جس چیز میں آتی ہے اسے مزین کر دیتا ہے۔"

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے:

حدیث میں ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي

---

[74] البخاری، الجامع الصحیح، جلد ۱، صفحہ 11

[75] مسلم، الصحیح، جلد ۱، صفحہ 64

[76] الترمذی، السنن، جلد 4، صفحہ 349

Marfat.com

خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ))[77]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم پردے میں بیٹھنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے اور جب کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار گزرتی تو ہم آپ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے یا بعض صورتوں میں وہ بالکل بے حس ہو جاتی ہے چنانچہ پھر وہ کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتا۔ بہرحال اصولی بات یہ ہے کہ ایک سلیم الفطرت انسان تمام غیر معروف اعمال سرانجام دینے میں فطری طور پر "حیا" محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرم وحیاء کا جو مادہ انسان کی فطرت میں رکھا ہے دوسرے حیوانات میں نہیں رکھا، اس لیے حیوانات، اپنے جسم کے کسی حصے اور اپنے کسی فعل کو چھپانے کا ایسا اہتمام اور کوشش نہیں کرتے، جیسا اہتمام و کوشش انسان کرتا ہے۔

چونکہ عورتوں کی ذات باعث کشش ہے اس لیے ان میں "حیا" کا مادہ بھی مردوں سے زیادہ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ شریعت نے خواتین کے لیے عام مردوں سے شرم وحیا کے اظہار کا قانونی طریقہ "حجاب" کا حکم دیا۔ اسی لیے عورت کے لیے "حجاب" ایک بنیادی ضرورت اور فطری تقاضا ہے۔

شرم وحیاء کی اہمیت بیان کرکے اسلام نے ان تمام چیزوں پر پابندی لگائی جو بے حیائی کی پیداوار ہیں اور جن کی وجہ سے عفت و عصمت کا دامن داغدار ہو سکتا ہے۔

غض بصر:

"بدنظری" تمام فواحش کی بنیاد ہے، اسلام نے اس راستہ کو پہلے بند کیا ہے۔ انسان کے لیے نقصان دہ چیز "نگاہ" کا غلط استعمال ہے اس لیے قران وحدیث دونوں سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[77] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 8، صفحہ 26

Marfat.com

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾[78]

"ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

اور اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾[79]

"اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔"

حقیقت یہ ہے کہ "بد نظری" ہی "بدکاری" کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی وجہ سے ان آیات میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو "حفاظتِ فرج" کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے فتنہ کا چشمہ جہاں سے ابلتا تھا اور اخلاق اور سوسائٹی پر جہاں سے ضرب پڑتی تھی ان صورتوں اور سوراخوں ہی کو بند کر ڈالا اور "بد نظری" کو جرم قرار دیا اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے شہوت کی جگہوں کی صیانت اور حفاظت ہو گی نیز یہ چیز تزکیہ قلوب میں بھی معاون ہو گی۔

"غض بصر" کا حکم ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ہے۔ نگاہ نیچی رکھنا فطرت اور حکمت الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت کا تقاضا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

---

[78]القرآن، النور:30

[79]القرآن، النور:31

Marfat.com

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾[80]

"لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں"

آنکھوں کی بے باکی اور ان کی آزادی خواہشات میں انتشار پیدا کرتی ہے۔

ایک حدیث میں نظر کو آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا:

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ))[81]

"آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پیر کا زنا چلنا ہے نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ "اچانک" نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا:

((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي))[82]

"میں اپنی نظر پھیر لوں"

مقصد یہ ہے کہ کسی طرح اپنے آپ کو اس فتنہ سے جو سامنے ہے بچا لیا جائے۔ راستے میں مجلس جما کر بیٹھنے سے اسی وجہ سے منع کیا گیا ہے کہ وہ عام گزر گاہ ہے، ہر طرح کے آدمی گزرتے ہیں، نظر بے باک ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی پر نظر پڑ جائے اور وہ برائی کا باعث بن جائے۔

صحابہ کرامؓ سے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو" صحابہ نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو" صحابہؓ نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے؟

---

[80] القرآن، آل عمران: 14

[81] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 8، صفحہ 54

[82] مسلم، الصحیح، جلد 4، صفحہ 1699

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

((غَضُّ الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ))[83]

"نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا۔"

حدیث میں نظر کو شیطانی زہر آلود تیر قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((النَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِي أَبْدَلْتُهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ)) [84]

"بد نظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا جس کی شرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔"

آنکھوں کا فتنہ مہلک اور بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ نگاہوں کو نیچا رکھنا، ان کی حفاظت کرنا، اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ دل میں تمام قسم کے خیالات و تصورات اور اچھے بُرے جذبات کا برانگیختہ و محرک ہونا اسی کے تابع ہے۔ اسی لیے شریعت نے انسداد فواحش کے خاتمہ کے لیے حفظ ماتقدم کے طور پر جن باتوں کا حکم دیا ہے ان میں "غض بصر" بھی ہے۔ اس مسئلہ میں ائمہ کے درمیان بحث ہوئی ہے کہ مرد و عورت کے لیے غض بصر کا حکم یکساں ہے یا اس میں کوئی فرق ہے۔

مردوں کے لیے عورتوں کی طرف بلاوجہ نظر کرنا ائمہ ثلاثہ کے ہاں جائز نہیں ہے، فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو[85]، جب کہ متقدمین حنفیہ کے ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔[86] جبکہ متاخرین حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت مرد کا

---

[83] مسلم، الصحیح، جلد4، صفحہ 1704

[84] المنذری، ابو محمد، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1417ھ، جلد3، صفحہ 23

[85] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 468

[86] السرخسی، محمد بن ابی سھل، المبسوط، بیروت، دارالفکر للطباعۃ، والنشر التوزیع 1421ھ، جلد10، صفحہ 264

Marfat.com

اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے۔[87] چنانچہ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کے لیے بلاضرورت عورت کی طرف دیکھنا منع ہے۔[88] اور عورت کا مرد کی طرف نظر کرنا اس سلسلہ میں ائمہ ثلاثہ کا موقف جواز کا ہے اور شوافع کا موقف اس کے برعکس ہے۔

عورتوں کے لیے غض بصر کے حکم میں اہل علم کا اختلاف:

قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو "غض بصر" کا حکم دیا گیا ہے مگر اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے لیے یہ حکم یکساں ہے یا عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنے کی گنجائش ہے۔؟

عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کی تین صورتیں جن میں سے تین بالاتفاق جائز ہیں اور چوتھی میں اختلاف ہے۔

1. عورت اپنے شوہر کا وہ تمام بدن دیکھ سکتی ہے جو مرد اپنی بیوی کا دیکھ سکتا ہے۔
2. عورت اپنے محرم مردوں کا "ستر" کے ماسوا تمام جسم دیکھ سکتی ہے۔[89]
3. عورت کے لیے پیغام نکاح دینے والے مرد کو نکاح سے پہلے دیکھنا جائز ہے۔[90]
4. اجنبی مرد کی طرف نظر کرنے کا مسئلہ اختلافی ہے۔

اس مسئلہ میں تو تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ "شہوت" کے ساتھ عورت کا مرد کو دیکھنا حرام ہے۔

---

[87] حصکفی، علاء الدین، در مختار، بیروت، دارالفکر، 1386ھ، جلد 6، صفحہ 370

[88] غض بصر پر احقر کا تحقیقی مفصل مقالہ "شریعت اسلامیہ میں مرد و عورت کے لیے غض بصر کے حکم کا تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے الاضواء جون 2013 شیخ زید اسلامک سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوا ہے اس موضوع پر دلچسپی رکھنے والے اہل علم اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

[89] الزحیلی، وھبہ، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، درالفکر سوریہ، س ن، جلد 4، صفحہ 203

[90] شامی ابن عابدین، محمد امین، ردالمحتار (حاشیہ ابن عابدین) بیروت، دارالفکر للطباعۃ والنشر، جلد 6، صفحہ 370
المغربی، ابو عبداللہ، محمد بن محمد، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، دار عالم الکتب، 1423ھ، جلد 5، صفحہ 22
الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابواسحاق، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، س ن، جلد 2 صفحہ 424

Marfat.com

چنانچہ امام نوویؒ[91] لکھتے ہیں:

وأما نظر المرأة إلى وجه الرجل الأجنبي فإن كان بشهوة فحرام بالاتفاق[92]

"اور بہر حال عورت کا اجنبی مرد کے چہرے کو دیکھنا اگر شہوت سے ہو تو بالاتفاق یہ دیکھنا حرام ہے۔"

اور بلا شہوت عورت کے دیکھنے پر ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ کا موقف:

حنفیہ کے نزدیک "شہوت" کے بغیر عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا جائز ہے۔

علامہ حصکفیؒ[93] لکھتے ہیں:

وكذا تنظر المرأة من الرجل كنظر الرجل للرجل إن أمنت شهوتها فلو لم تأمن أو خافت أو شكت حرم[94]

"اور اسی طرح عورت دیکھتی ہے مرد کو جیسا کہ مرد کا مرد کی طرف نظر کرنا ہے۔ اگر (عورت) شہوت سے امن میں ہو پس اگر (عورت) شہوت سے امن میں نہ ہو یا (عورت کا مرد کی طرف نظر کرنے سے فتنہ کا) خوف ہو یا شک ہو تو (پھر عورت کا مرد کو دیکھنا) حرام ہے۔"

---

[91] امام نوویؒ کا پورا نام، ابوزکریا یحیٰی بن شرف ہے 631ھ میں پیدا ہوئے اور 676ھ میں وفات پائی۔ بہت بڑے عالم اور محدث ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ صحیح مسلم کی شرح، المنہاج، التقریب والتیسیر فی مصطلح الحدیث، ریاض الصالحین المہذب بہت عمدہ اور شہرہ آفاق تصانیف ہیں۔

(نقلا عن الموسوعة العربية العالمية http://www.mawsoah.net)

[92] النووی، یحیٰی بن شرف، ابوزکریا، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، داراحیاء التراث العربی 1392ھ، جلد 6، صفحہ 184

[93] علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفیؒ 1025ھ کو پیدا ہوئے، گیارہویں صدی ہجری کے مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ دمشق کے مفتی تھے۔ آپ کی مشہور کتاب، الدرالمختار فی شرح تنویر الابصار، ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی اور بھی کتب ہیں۔ 1088ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (پالن پوری، سعید احمد، مفتی، آپ فتوی کیسے دیں۔ کراچی، مکتبہ نعمانیہ، صفحہ 142)

[94] حصکفی، علاؤالدین، در مختار، بیروت، دارالفکر، 1386ھ، جلد 6، صفحہ 371

Marfat.com

مالکیہ کا موقف:

قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی[95] لکھتے ہیں:

انه ليس على النساء حرج في النظر الى الرجل على غالب احواله التي يكون عليها جالسا ومتصرفا بين الناس [96]

"بے شک عورتوں کے لیے مرد کی طرف نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں، ان عمومی حالات میں جن میں وہ مرد بیٹھا ہوا ہے اور لوگوں کے درمیان کام کاج کر رہا ہے۔"

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ کے بھی اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔

شیخ الاسلام ابن قدامہ[97] لکھتے ہیں:

وفي نظر المرأة إلى الرجل روايتان: إحداهما: يحرم عليها من ذلك ما يحرم عليه والثانية: يجوز لها النظر منه إلى ما ليس بعورة [98]

"عورت کی مرد کی طرف دیکھنے میں (امام احمد کی) کی دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عورت پر مرد کے بدن کا وہ حصہ دیکھنا حرام ہے جو

---

[95] قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف الباجیؒ قرطبی، 403ھ کو اندلس پیدا ہوئے۔ مشہور مالکی فقیہ اور محدث ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب، موطا امام مالک کی شرح "المنتقی" ہے۔ 474ھ کو المریہ میں وفات پائی۔ (آپ فتوی کیسے دیں، پالن پوری، سعید احمد، مفتی، کراچی، مکتبہ نعمانیہ، صفحہ 135)

[96] الباجی، ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی، المنتقی شرح الموطا، مصر، مطبعۃ السعادۃ، 1332ھ، جلد 4، صفحہ 105

[97] ابن قدامہؒ کا نام، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ ہے۔ 541ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ ساتویں صدی ہجری کے مشہور حنبلی فقہاء میں شمار ہوتا ہے۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں "البرہان فی مسئلۃ القرآن، الاعتقاد مسئلۃ العلو، کتاب القدر" نمایاں ہیں۔ مگر آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "المغنی" ہے۔ 620ھ کو وفات پائی۔ (مقدمہ المغنی مع شرح الکبیر، بیروت دار الکتاب العربی)

[98] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، ابو محمد، الکافی فی فقہ الامام المبجل احمد بن حنبل، دار الکتب العلمیہ، 1414ھ، جلد 3 صفحہ 8

Marfat.com

مرد کے لیے عورت کا دیکھنا حرام ہے۔ اور دوسری روایت کے مطابق عورت کا ستر کے ماسوا دیکھنا جائز ہے۔"

اور اسی روایت کو ابن قدامہؒ نے ترجیح دی ہے۔[99]

شوافع کا موقف:

امام ابو اسحاق شیرازی[100] لکھتے ہیں:

وأما من غير حاجة فلا يجوز للأجنبية أن تنظر إلى الأجنبى[101]

"اور بہر حال بلا ضرورت اجنبیہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبی مرد کو دیکھے۔"

امام نووی لکھتے ہیں:

وان كان بغير شهوة ولا مخافة فتنة ففى جوازه وجهان لأصحابنا أصحهما تحريمه[102]

"اگر عورت کا اجنبی مرد کے چہرے کو دیکھنا نہ شہوت کے ساتھ اور نہ فتنہ کے خوف کے تو اس بارے میں دو قول ہیں ایک جواز اور دوسرا عدم جواز کا لیکن ہمارے اصحاب نے "حرمت" والے قول کو اصح قرار دیا ہے۔"

ائمہ ثلاثہ (حنفیہ و مالکیہ و حنابلہ) کی دلیل:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ

---

[99] ابن قدامہ، ابو محمد، الکافی، جلد 3، صفحہ 8

[100] ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الشیرازیؒ، فقہ شافعی کے مشہور عالم تھے۔ آپ کی جلیل القدر کتاب "المھذب" ہے۔ جس کی تصنیف آپ نے 455ھ میں شروع کی اور 469ھ میں فارغ ہوئے۔ 476ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (القسطنطینی، مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت، دار العلوم الحدیثہ، س ن، جلد 2، صفحہ 1912)

[101] الشیرازی، المھذب، جلد 2، صفحہ 34

[102] النووی، المنہاج، جلد 6، صفحہ 184

Marfat.com

حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَسْأَمُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ))[103]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنی چادر سے میرے سامنے پردہ کر دیا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے ہوئے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ خود ہی تھک کر ہٹ گئی۔ تم خود ہی اندازہ کرلو کہ کم سن اور کھیل کود کی شوقین لڑکی کتنی دیر تک کھڑی رہ سکتی ہے۔"

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ کا پردہ میں حبشیوں کے کھیل دیکھنے کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت، مرد کو دیکھ سکتی ہے۔ مگر مرد کے لیے عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ امام بخاریؒ [104] نے ترجمۃ الباب قائم کیا:

باب نظر المرأة إلى الحبشة ونحوهم من غير ريبة [105]

"شکوک وشبہات نہ ہونے کی صورت میں عورت کا حبشیوں وغیرہ کا کھیل دیکھنے کا بیان"

---

[103] البخاری، جلد 7، صفحہ 38

[104] امام بخاریؒ کی کنیت، ابو عبد اللہ، لقب، امیر المومنین فی الحدیث، نام محمد ہے اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن البرد زبہ ہے۔13 شوال 194ھ کو بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ بخارا شہر میں پیدا ہوئے۔ ،اور طلب علم کی خواہش آپ کو مختلف شہروں میں لے گئی غیر معمولی حافظہ کی بدولت بچپن ہی میں امام عبد اللہ بن مبارکؒ کی تمام تصانیف ازبر کرلیں تھیں۔ احادیث نبویہ کے متون واسانید کے ضبط وحفظ اور احادیث صحیحہ وسقیمہ کے فرق وامتیاز کے سلسلہ میں آپ بے نظیر تھے۔ اخذ حدیث میں انتہائی درجہ کی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ائمہ مجتہدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، احادیث مبارکہ وآثار سے استنباط واحکام کا بہت عمدہ ملکہ رکھتے تھے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں جن میں الادب المفرد، المسند الکبیر، التاریخ الکبیر، التاریخ الصغیر، کتاب الکنی اور کتاب العلل وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن آپ کو لازوال شہرت "الجامع الصحیح" (المعروف صحیح بخاری) سے ملی۔ یکم شوال 256ھ (31، اگست 870ء) کو شب عید الفطر ہفتہ کی رات وفات ہوئی۔ عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ہوئی۔ اور سمرقند میں دفن کر دیا گیا۔ (حنیف گنگوہی ، مولانا، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، کراچی، میر محمد کتب خانہ، س ن، صفحہ 93 تا 107)

[105] البخاری، الصحیح، جلد 7، صفحہ 38

Marfat.com

امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کرکے مذکورہ بالا حدیث عائشہؓ ذکر کی ہے۔
حافظ ابن حجرؒ[106] لکھتے ہیں:

وظاهر الترجمة أن المصنف كان يذهب إلى جواز نظر المرأة إلى الأجنبي بخلاف عكسه[107]

"اور ترجمہ الباب کا ظاہر اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مصنفؒ (امام بخاریؒ) اسی طرف گئے (جس طرف آئمہ ثلاثہ گئے) کہ عورت کا اجنبی مرد کی طرف نظر کرنا جائز ہے لیکن مرد کا اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔"

شوافع کے دلائل:

❶ آیت کریمہ:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾[108]

"اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔"

❷ حدیث مبارکہ:

((أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))

---

[106] ابن حجر کا پورا نام، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی ہے۔ حفاظ حدیث میں سے ہیں اور اسماء الرجال کے امام ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، لسان المیزان، بلوغ المرام وغیرہ شامل ہیں مگر زیادہ شہرت بخاری شریف کی عربی شرح "فتح الباری" سے بہت شہرت ملی، 773ھ میں پیدا ہوئے اور 852ھ میں وفات ہوئی۔

(نقلا عن الموسوعة العربية العالمية http://www.mawsoah.net)

[107] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری، بیروت، دار المعرفۃ، 1379ھ، جلد 9، صفحہ 336

[108] القرآن، النور: 31

Marfat.com

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح [109]

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) داخل ہوئے اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ان سے پردہ کرو۔" میں نے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ یہ پہچانتے ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا "تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم بھی اسے نہیں دیکھ سکتیں۔"

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو "حسن صحیح" قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ و حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے شوافع نے "حرمت" کا قول اختیار کیا ہے۔[110]

تسامح: امام نوویؒ نے حدیث ام سلمہؓ نقل کرتے ہوئے، حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حضرت ام حبیبہؓ کا ذکر کیا ہے۔[111] اور سنن ترمذی کا حوالہ دیا ہے جبکہ سنن ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کا ذکر ہے جیسا کہ اوپر حدیث گزر چکی ہے۔ اسی طرح دیگر کتب میں مذکور ہے۔[112] ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان سے تسامح ہو گیا ہو۔ اس لیے کہ خود امام نوویؒ نے "المنہاج، شرح صحیح مسلم" میں دوسرے مقام پر جب اس حدیث کو ذکر کیا تو حضرت ام حبیبہؓ کی جگہ حضرت میمونہؓ کا ذکر کیا ہے۔[113]

---

[109] الترمذی، جلد5، صفحہ 102

[110] النووی، المنہاج، جلد6، صفحہ 184

[111] المنہاج جلد6، صفحہ 184 (ولقوله صلى الله عليه و سلم لأم سلمة وأم حبيبة احتجبا عنه أي من بن أم مكتوم فقالتا أنه أعمى لا يبصرنا فقال صلى الله عليه و سلم العمياوان أنتما أليس تبصرانه وهو حديث حسن رواه الترمذي)

[112] اسی طرح سنن ابی داؤد (جلد4، صفحہ 63) سنن بیہقی الکبری (جلد7، صفحہ 91) مسند احمد (جلد6، صفحہ 296) معجم الکبیر (جلد23، صفحہ 302) موارد الضمان (الھیثمی، علی بن ابی بکر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، جلد1، صفحہ 351) صحیح ابن حبان (محمد بن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1414ھ، جلد12، صفحہ 389) میں بھی حضرت میمونہؓ کا ذکر ہے۔

[113]

Marfat.com

حدیث عائشہؓ کا جواب:

امام نوویؒ نے حدیث عائشہؓ کے درج ذیل جوابات ذکر کیے ہیں۔

1. حضرت عائشہؓ کی نظر، حبشیوں کے چہروں اور جسموں کی طرف نہیں تھی بلکہ وہ ان کے کھیل کو دیکھ رہی تھیں۔ اور ایسا کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہو تو مردوں کے جسموں کی طرف نظر کیے بغیر کھیل دیکھنا جائز ہے۔ اور اگر بلا قصد مردوں کے جسم پر نظر پڑ جائے تو فوری نظر کو پھیر لیا جائے۔
2. شاید کہ یہ واقعہ اجنبی کی طرف ''حرمت نظر'' کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو۔
3. حضرت عائشہؓ کی بلوغت سے پہلے کا واقعہ ہے اور نابالغ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہوتا۔[114]

اور اس آخری جواب پر حدیث کے الفاظ بھی دلالت کرتے ہیں۔

((حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَسْأَمُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ))

''یہاں تک کہ خود ہی تھک کر ہٹ گئی۔ تم خود ہی اندازہ کر لو کہ کم سن اور کھیل کود کی شوقین لڑکی کتنی دیر تک کھڑی رہ سکتی ہے۔''

امام نوویؒ کے پیش کردہ جوابات کا جائزہ:

امام نوویؒ نے حدیث عائشہؓ کا جو پہلا جواب دیا کہ حضرت عائشہؓ کی نظر ان حبشیوں کے کھیل کی طرف تھی ان کے جسم کی طرف نہیں تھی۔ حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ نیز یہ ممکن نہیں ہے کہ کھیلنے والے کے ''کھیل'' کو تو دیکھا جائے لیکن ان کے ''جسم'' کو نہ دیکھا جائے یا اس پر نظر نہ پڑے۔ اس لیے یہ جواب تو کافی وشافی نہیں ہے۔

شیخ ناصر الدین البانیؒ (م۔1420ھ) کا رجحان بھی اسی طرف ہے وہ لکھتے ہیں:

شیخ البانیؒ لکھتے ہیں:

يكفي القاري[115] الكريم أن يتصور هذا الجواب ليظهر له بطلانه إذ لا يمكن الفصل بين النظر إلى الصفة وهو اللعب

---

[114] شرح نووی صحیح مسلم جلد 6، صفحہ 184

[115] یکفی للقاری ہونا چاہیے تھا شائید کتابت کی غلطی ہو۔

Marfat.com

وبين الموصوف وهو اللاعب فكان عائشة[116] تنظر فى زعمهم إلى اللعب دون اللاعب هكذا فلتعطل النصوص ولو أنهم قالوا : لم تنظر إلى عورة أو لم تنظر إليهم بنظرة مريبة أو بخشية الفتنة لأصابوا[117]

"معزز قاری کہ لیے یہی کافی ہے کہ وہ اس جواب کا تصور کرے تاکہ اُس کے لیے اِس کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے۔ اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہے نظر اور کھیل و کھیلنے کے درمیان فاصلہ کرنا۔ پس اگر حضرت عائشہؓ ان کے گمان میں کھیل کو دیکھ رہی تھیں نہ کہ کھیلنے والوں کو تو نصوص بے کار جائیں گی۔ اور اگر وہ یہ کہتے کہ حضرت عائشہؓ ان کے "ستر" کی طرف نہیں دیکھتی تھیں، یا مشکوک نظر کے ساتھ یا فتنہ کے خوف سے نہیں دیکھتی تھیں تو یہ درست تھا۔"

اور امام نوویؒ کے دوسرے اور تیسرے جواب کا حافظ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"حضرت عائشہؓ کی اس روایت کے بعض طرق میں ((و لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْحَبَشَةِ))[118] کے لفظ آرہے ہیں۔ یعنی یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حبشہ سے ایک وفد آیا تھا۔ اور وہ وفد 7ھ میں آیا تھا تو اس وقت حضرت عائشہ کی عمر سولہ سال تھی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالغہ تھیں اور یہ واقعہ "احکام حجاب" کے بعد کا ہے۔"[119]

حدیث ام سلمہؓ کا مدلول اجنبی مرد کو دیکھنے کے عدم جواز پر دال ہے اور حدیث عائشہؓ سے جواز معلوم ہو رہا ہے۔ دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض پیش آرہا ہے۔

---

[116] کانت عائشۃ ہونا چاہیے تھا شائید کتابت کی غلطی ہو۔
[117] الالبانی، ناصر الدین، محمد، الرد المفحم، عمان، المکتبۃ الاسلامیہ، 1421ھ، جلد 1، صفحہ 114
[118] صحیح ابن حبان، محمد بن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1414ھ، جلد 13، صفحہ 186
[119] فتح الباری، جلد 9، صفحہ 336

Marfat.com

رفع تعارض:

امام بدر الدین عینیؒ[120] نے درج ذیل جوابات ذکر کیے ہیں جن سے تعارض رفع ہو سکتا ہے۔

❶ حضرت عائشہؓ صغیرہ تھیں۔

❷ حبشیوں کا یہ کھیل عید کے دن تھا اور یوم عید کو رخصت ہے۔ جو کہ غیر عید کو نہیں ہے۔

❹ کھیل پیش کرنے والے حبشی، چھوٹے بچے تھے جو کہ نابالغ تھے۔

❹ حدیث ام سلمہؓ، حدیث عائشہؓ کے لیے ناسخ ہے۔

❺ نابینا سے پردہ کا حکم یہ ازواج مطہرات کی حرمت اور عظمت کی وجہ سے ان کے ساتھ خاص ہے۔[121]

حافظ ابن حجرؒ نے حدیث ام سلمہؓ اور حدیث عائشہؓ کو جمع کر کے بصورت احتمال دو توجیہات کی ہیں۔ اور امام عینیؒ نے بھی ان کو ذکر کیا ہے۔

❶ حدیث ام سلمہؓ پہلے کی ہو اور حدیث عائشہؓ بعد کی ہو۔

❷ ازواج مطہرات کو حضرت ابن مکتومؓ کی طرف نظر کرنے سے اس لیے منع کیا ہو کہ وہ نابینا صحابی تھے عین ممکن ہے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوا ہو اور وہ بے خبر ہوں۔[122]

ملا علی قاریؒ[123] نے ایک لطیف توجیہ کی ہے۔

---

[120] علامہ عینی بدرالدین محمود بن احمدؒ 762ھ میں پیدا ہوئے، مشہور حنفی فقیہ اور بہت بڑے محدث و مورخ ہیں۔ آپ کی بخاری شریف کی شرح، عمدۃ القاری، اور ہدایہ کی شرح، البنایہ، معروف مطبوعہ کتابیں ہیں۔ آپ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ 755ھ کو آپ کی وفات ہوئی ۔(پالن پوری ،سعید احمد، مفتی، آپ فتوی کیسے دیں، کراچی ،مکتبہ نعمانیہ، صفحہ 144)

[121] العینی، بدرالدین، ابو محمد، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 2006، جلد30، صفحہ 26

[122] فتح الباری، جلد9، صفحہ 337

العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد30، صفحہ 26

[123] ملا علی قاریؒ کا نام، علی بن سلطان محمد القاری ہے۔ اور لقب نورالدین ہے۔ خراسان کے شہر "ہرات" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم "ھرات" کے علماء سے حاصل کیے۔ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ اور حدیث کے علوم حاصل کیے۔ شیخ زین الدین عطیہ بن علی بن حسن السلمی المکیؒ متوفی 983ھ کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ فقہ حنفی کے

Marfat.com

❶ حدیث عائشہ سے عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے اور حدیث ام سلمہؓ ورع اور تقوی پر محمول ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

والأصح أنه يجوز نظر المرأة إلى الرجل فيما فوق السرة وتحت الركبة بلا شهوة وهذا الحديث محمول على الورع والتقوى[124]

"اصح بات یہی ہے کہ عورت کا مرد کی طرف ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے بلاشہوت نظر کرنا جائز ہے۔ اور حدیث ام سلمہؓ، ورع اور تقوی پر محمول ہے۔"

امام بدرالدین عینی کے جوابات کا جائزہ:

امام عینیؒ کا پیش کردہ پہلا جواب در حقیقت امام نوویؒ کا ہی جواب ہے جس کا حافظ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے۔

دوسرا اور تیسرا جواب محض ایک احتمال ہے جس پر استدلال کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ جب تک کوئی اور دلیل نہ پائی جائے جو اس احتمال کو تقویت دے۔

چوتھا، جواب بھی "محل نظر" ہے اس لیے کہ جب تک نسخ کو جاننے کے لیے چار صورتوں میں کوئی صورت نہ پائی جائے تب تک نسخ کا قول نہیں کیا جاسکتا۔[125] اور یہاں پر ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں ہے۔

مشہور عالم اور بہت بڑے محدث تھے۔ 1014ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کی شہرہ آفاق کتاب "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" ہے۔ (مقدمہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ملتان، مکتبہ امدادیہ)

[124] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، بیروت، دارالفکر، 1422ھ، جلد 5، صفحہ 2055

[125] نسخ کا لغوی معنی ہے "ازالہ (مٹانا) اور نقل (منتقل کرنا)" اور اصطلاح میں "شارع کا اپنے کسی سابق (پہلے سے موجود) حکم کو بعد کے حکم کے ذریعے سے ختم کردینا۔"

نسخ کو جاننے کی چار صورتیں ہیں۔

(الف) حضور اکرم ﷺ کی صراحت: جیسے حضرت بریدہؓ کی حدیث جو مسلم میں ہے "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا، قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔"

Marfat.com

البتہ پانچواں جواب قابل اعتماد ہے امام ابو داؤد[126] کا رجحان بھی اس طرف ہے۔ چنانچہ امام ابو داؤدؒ نے حدیث ام سلمہؓ (جس میں حضرت ابن مکتومؓ کے آنے پر پردہ کا ذکر ہے) نقل کر کے لکھا ہے:

(ب) صحابی کا بیان: جیسے حضرت جابرؓ کا بیان ہے جسے اصحاب سنن نے نقل کیا ہے۔ کہ "پکی ہوئی چیزوں کے استعمال کے بعد وضو کرنے اور نہ کرنے کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کا آخری عمل یہ رہا کہ آپ ﷺ نے وضو کو ترک فرمایا۔"

(د) تاریخ ووقت کا علم: یعنی یہ معلوم ہو جائے کہ کون سا عمل و بیان پہلے کا ہے اور کون سا بعد کا ہے جیسے ابو داؤد میں منقول حضرت شداد بن اوسؓ کی حدیث "پچھنا لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ جاتا رہتا ہے۔" مسلم میں مذکور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ "حضور اکرم ﷺ نے حالت احرام میں روزہ رکھے ہوئے پچھنا لگوایا" اس لیے کہ بعض روایات میں حضرت شدادؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد فتح مکہ کے زمانے کا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے جو واقعہ نقل فرمایا وہ "حجۃ الوداع" کے موقع کا ہے۔ جو فتح مکہ سے دو سال موخر تھا۔

(د) اجماع کی دلالت: کسی حدیث کے خلاف تمام صحابہؓ کا باالاتفاق عمل و قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حدیث میں منقول حکم منسوخ ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ باقی ہوتا تو صحابہؓ اس کی مخالفت نہ کرتے۔ جیسے ابو داؤد و ترمذی کی روایت میں شراب پینے والے کے متعلق آیا ہے کہ "اگر وہ چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کر دو۔" اس کے خلاف عمل پر صحابہ کا اجماع اس کے "منسوخ" ہونے کی دلیل ہے۔ واضح رہے کہ "اجماع" نہ خود "ناسخ" ہوتا ہے اور نہ ہی "منسوخ" بلکہ وہ "نسخ" کی دلیل ہوتا ہے کہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی دلیل "نسخ" کی ضرور موجود ہے۔ جو ہمارے سامنے نہیں آسکی ہے۔

(ابن صلاح، عثمان بن عبدالرحمن، معرفۃ انواع علوم الحدیث المعروف، مقدمہ ابن صلاح، بیروت، دار الفکر، 1406ھ، جلد 1، صفحہ 277)

[126] امام ابوداؤد کی کنیت، ابوداؤد، نام سلیمان ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی ہے۔ 202ھ کو سجستان (افغانستان کا علاقہ ہے) میں پیدا ہوئے۔ حدیث پاک کے جمع وحصول کے لیے بے شمار مقامات کے سفر کیے۔ اصحاب صحاح ستہ کی نسبت آپ پر فقہی ذوق زیادہ غالب تھا چنانچہ تمام ارباب صحاح ستہ میں صرف آپ کا تذکرہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے طبقات الفقہاء میں کیا ہے۔ فقہی احادیث کا جتنا بڑا ذخیرہ آپ کی کتاب "السنن" میں ہے صحاح ستہ کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ آپ کے علم و عمل اور فضل کا اعتراف اس زمانہ کے علماء ومشائخ کو تھا۔ آپ کی تصانیف میں، کتاب المراسیل، کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب الرد علی اہل القدر، کتاب الزہد نمایاں ہیں۔ تاہم آپ کی شہرہ آفاق کتاب "السنن" (المعروف سنن ابی داود) ہے۔ سنن ابی داؤد کے چار مشہور نسخے ہیں۔ (نسخہ لولوی، نسخہ ابن داسہ، نسخہ رملی، نسخہ ابن الاعرابی) لیکن ہندوستان میں نسخہ لولوی کو راجح سمجھا جاتا ہے۔ جسے آپ کے شاگرد، حافظ ابو علی محمد بن احمد بن عمر لولوی البصری نے آپ سے روایت کیا ہے۔ آپ کی وفات 16 شوال 275ھ میں بروز جمعۃ المبارک ہوئی اور بصرہ میں امام سفیان ثوریؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ (ظفر المحصلین، صفحہ 123 تا 136)

Marfat.com

هذا لأزواج النبی صلی الله علیه وسلم خاصة ألا تری إلی اعتداد فاطمة بنت قیس ثم بن أم مکتوم قد قال النبی صلی الله علیه وسلم لفاطمة بنت قیس اعتدی عند ابن أم مکتوم فإنه رجل أعمی تضعین ثیابك عنده[127]

"یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دلیل یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کو ابن مکتومؓ کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا کہ اگر تم اپنے زائد کپڑے بھی اتار دو گی (تو کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے) اس لیے کہ وہ ایک نابینا شخص ہے۔"

امام ابو داؤد کا دعوی "تخصیص" کرنا بادلیل ہے۔ اس لیے کہ اگر نابینا سے پردہ تمام عورتوں کے لیے ہوتا تو فاطمہ بنت قیسؓ کو ابن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کا حکم نہ دیا جاتا۔

امام احمد بن حنبلؒ[128] نے بھی حدیث ام سلمہؓ (جس میں حضرت ابن مکتومؓ کے آنے پر پردہ کا ذکر ہے) کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص قرار دیا ہے اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو عام عورتوں کے لیے قرار دیا ہے۔[129]

حافظ ابن حجرؒ کی توجیہات کا جائزہ:

حافظ ابن حجر کی پیش کردہ توجیہات نہایت عمدہ ہیں جس سے تعارض باقی نہیں رہتا۔

---

[127] ابو داؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت، دار الفکر س ن، جلد 4، صفحہ 63

[128] امام احمد کی کنیت، ابو عبد اللہ، نام احمد ہے اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن ادریس بن عبد اللہ بن حیان ہے ربیع الاول 164ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ علم دین کے لیے اسلامی دیار وبلاد کے اسفار کیے، اور حدیث کے ساتھ اس قدر شغف تھا کہ ایک لاکھ حدیث نوک زبان پر یاد تھیں۔ زہد وتقوی اور علم و عمل میں آپ بے مثال تھے۔ آپ کی تصانیف میں، مسند احمد، کتاب الزهد، کتاب ناسخ و منسوخ، کتاب حدیث شعبہ نمایاں ہیں۔ تاہم آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "مسند" ہے جس کو آپ نے 180ھ میں لکھنا شروع کیا تھا۔ اور تادم آخر اس کی تصنیف میں مصروف رہے۔ آپ کی اس کتاب میں قریبا تین سو احادیث ایسی ہیں جن میں امام احمد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔ 12 ربیع الاول 241ھ کو بغداد میں وفات پائی اور باب حرب کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ (کامران اعظم سوہدروی، تذکرة المحدثین، لاہور، فکشن ہاؤس بک سنٹر، 2010ء صفحہ 119 تا 127)

[129] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی، بیروت، دار الفکر، 1405ھ، جلد 7، صفحہ 465

Marfat.com

کہ یہ احتمال موجود ہے حدیث ام سلمہؓ پہلے کا واقعہ ہو اور حدیث عائشہؓ بعد کی ہو، اور اگر حدیث عائشہؓ کو پہلے کا واقعہ تسلیم کرلیا جائے اور حدیث ام سلمہؓ کو بعد کا واقعہ قرار دیا جایا جائے تو بھی عورتوں کا مردوں کی طرف دیکھنے کا "جواز" باقی ہے اس لیے کہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ان کو ابن ام مکتومؓ سے جو پردہ کا حکم دیا گیا تھا عین ممکن ہے کہ حضرت ابن مکتومؓ کے جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوا جس کی طرف نظر کرنا جائز نہ ہو۔ اس لیے آپ ﷺ نے پردہ کا حکم دیا ہو۔

ملا علی قاریؒ کی توجیہ کا جائزہ:

ملا علی قاریؒ کی توجیہ بھی نہایت عمدہ ہے کہ۔ حدیث عائشہؓ سے عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنے کا جواز ثابت ہو رہا ہے اور حدیث ام سلمہؓ ورع اور تقوی پر محمول ہے۔

آیت کریمہ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ کی توجیہات:

1. آیت کریمہ میں کلمہ "مِنْ" تبعیض کے لیے ہے۔

امام قرطبیؒ[130] نے حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو عورت کے لیے غض بصر والی آیت کے لیے "مخصص" بنایا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

قلنا: قد استدل بعض العلماء بهذا الحديث على أن المرأة يجوز لها أن تطلع من الرجل على ما لا يجوز للرجل أن يطلع من المرأة كالرأس ومعلق القرط، وأما العورة فلا. فعلى هذا يكون

---

[130] امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ) کا مکمل نام، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابی بکر بن فرح القرطبیؒ ہے۔ آپ کا شمار اندلس کے مشہور اور محقق علماء میں ہوتا ہے۔ فقہی مالکی کے پیروکار تھے اور زہد و تقوی اور عبادت کے لحاظ سے شہرہ آفاق تھے۔ آپ کی تفسیر کا نام "الجامع لاحکام القرآن" ہے۔ اس تفسیر کا بنیادی موضوع تو قرآن کریم سے فقہی احکام و مسائل کا استنباط تھا، لیکن اس ضمن میں آپ نے آیتوں کی تشریح و مشکل الفاظ کی تحقیق، اعراب و بلاغت اور متعلقہ روایات کو بھی تفسیر میں خوب جمع کیا ہے۔ یہ تفسیر بارہ جلدوں میں ہے۔ اور متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ (تقی عثمانی، مفتی، مقدمہ معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، طبع جدید 2002ء، صفحہ 53)

Marfat.com

مخصصا لعموم قوله تعالى: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ وتكون {مِنْ} للتبعيض كما هى فى الآية قبلها[131]

"ہم نے کہا اس (فاطمہ بنت قیس) والی حدیث سے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ مرد کو دیکھے، لیکن مرد کے لیے عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے مثلاً سر، کان وغیرہ، اور بہر حال "ستر" کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ پس یہ حدیث، آیت کریمہ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ کے عموم کی تخصیص کرنے والی ہے۔ اور "مِنْ" کا کلمہ "تبعیض" کے لیے ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں ہے۔"

ابو عبداللہ مصطفیٰ المصری لکھتے ہیں:

ويرجع بعض العلماء إلى قوله تعالى: ﴿ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ فكلمة من) المراد منها التبعيض: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ﴾ أي: يغضضن بعض أبصارهن؛ لأنه يباح للمؤمنات أن ينظرن إلى أشياء، فيباح للمرأة بل يستحب لها أن تنظر إلى زوجها كي تعف نفسها، ولها أيضاً أن تنظر إلى محارمها إذا أمنت الفتنة، ولها أن تنظر إلى الرجال عموماً إذا كان الفتنة مأمونة، أما إذا كانت النظرة ستجر إلى فتنة، فالنظرة من أصلها تمنع[132]

"اور بعض علماء نے اللہ تعالی کے اس فرمان: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ میں کلمہ "مِنْ" کو تبعیض کے لیے قرار دیا ہے۔ اور ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ﴾ أي: يغضضن بعض أبصارهن؛ یعنی کچھ نظروں کو جھکائے، اس لیے کہ عورت کے

---

[131] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 12، صفحہ 228

[132] مصطفیٰ بن العدوی، ابو عبداللہ، شلبایہ، المصری، سلسلۃ التفسیر لمصطفی العدوی، س ن، جلد 46، صفحہ 6

Marfat.com

لیے بہت سی چیزوں کو دیکھنے کی اجازت ہے، بلکہ شوہر کو دیکھنا مستحب ہے تاکہ اس کا نفس پاک دامن ہو جائے، اور جب فتنہ کا خوف نہ ہو تو محرم مردوں کو دیکھنا جائز ہے بلکہ عام طور پر مردوں کو بھی دیکھنا جائز ہے۔ اور اگر ان کی طرف نظر کرنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر بالکل دیکھنا ممنوع ہو گا۔"

❷ حدیث عائشہؓ اور حدیث فاطمہؓ بنت قیس کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ آیت کریمہ میں "غض بصر" سے مراد عورتیں "اعضائے مستورہ" سے نظریں نیچی رکھیں۔

چنانچہ قاضی ابو الید الباجیؒ لکھتے ہیں:

فیحتمل ان یرید بہ غض ابصارھن عن العورات[133]

"پس یہ احتمال ہے کہ اس حکم سے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہوں اعضائے مستورہ سے نظروں کے جھکانے کا۔"

❸ آیت کریمہ میں "غض بصر" کا حکم اس صورت میں ہے، جب وہ نگاہ لذت سے بھرپور ہو۔

قاضی ابو الید الباجیؒ لکھتے ہیں:

ویحتمل ان یرید بہ غض ابصارھن عن النظر علی وجہ مخصوص من الالتذاذ بالنظر الی الاجنبی[134]

"پس یہ احتمال ہے کہ اس حکم سے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہوں کہ عورت اپنی آنکھوں کو جھکالے اجنبی مرد کی طرف اس خاص نظر سے جو لذت والی ہو۔"

مذکورہ بالا توجیہات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے "غض بصر" کا حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں نظریں جھکانے کا حکم ہے۔ جب وہ نظر اعضائے مستورہ کی طرف ہو یا لذت سے ڈالی جارہی ہو۔ اور کچھ صورتیں اس میں سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مباح اشیاء کو دیکھنا یا اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کو دیکھنا عورت کے لیے جائز ہے۔ لہٰذا حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو سامنے

---

[133] الباجی، المنتقی شرح موطا مالک، جلد 4، صفحہ 106

[134] المنتقی شرح موطا مالک، جلد 4، صفحہ 106

Marfat.com

رکھتے ہوئے اس آیت کا مفہوم متعین کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے لیے "شہوت" سے بے خوف ہونے کی صورت میں اجنبی مردوں کی طرف نظر کرنے کی گنجائش ہے اور اگر "شہوت" کا اندیشہ ہو تو پھر یہ گنجائش باقی نہ رہے گی۔

عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنے کے جواز کی تائید:

امام غزالیؒ[135] لکھتے ہیں:

لسنا نقول أن وجه الرجل فی حقها عورة کوجه المرأة فی حقه بل هو کوجه الأمرد فی حق الرجل فیحرم النظر عند خوف الفتنة فقط وأن لم تکن فتنة فلا إذ لم تزل الرجال علی ممر الزمان مکشوفی الوجوه والنساء یخرجن منتقبات فلو استووا لأمر الرجال بالتنقب أو منعن من الخروج[136]

"ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے۔ بلکہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ نابالغ بچے کا چہرہ مرد کے لیے ہے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کا مرد کی

---

[135] امام غزالیؒ کا نام، محمد، کنیت ابو حامد، والد کا نام بھی محمد تھا۔ طوس کے ضلع میں 450ھ میں طاہران پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن سے حاصل کی اور آپ نے، شیخ احمد الرازکانی، ابو نصر اسماعیلی، سے علم حاصل کیا اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ بڑے بڑے کبیر السن علماء سے زیادہ آپ باکمال سمجھے جاتے تھے۔ آپ کی نمایاں قابلیت دیکھ کر نظام الملک نے آپ کو مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدارت کے لیے منتخب کیا، جو کہ اس وقت کے عالم کے لیے سب سے بڑا اعزاز تھا۔ چنانچہ 484ھ میں آپ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے، اور نظامیہ میں درس شروع کیا چند ہی دنوں میں آپ کے حسن تقریر اور تبحر علمی کی بغداد میں دھوم مچ گئی۔ آپ کی تصنیفات میں سب زندہ جاوید تصنیف "احیاء العلوم" ہے تاریخ اسلام میں جن چند کتابوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ اور ان کی زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے اور جن سے اسلامی حلقے طویل عرصہ تک متاثر رہے ان میں "احیاء العلوم" کو ممتاز مقام حاصل ہے۔

آپ کے تجدیدی کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ فلسفہ اور باطنیت کے کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ اور اسلام کی طرف سے ان کی بنیادوں پر حملہ۔

۲۔ زندگی و معاشرت کا اسلامی و اخلاقی جائزہ اور ان کی تنقید و اصلاح۔

آپؒ نے طاہران میں 14 جمادی الاخری 505ھ کو 55 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ اول، ابو الحسن ندوی، صفحہ 130 تا 190)

[136] ابن حجر، فتح الباری، جلد 9، صفحہ 337

Marfat.com

طرف دیکھنا حرام ہو گا۔ اور اگر فتنہ نہ ہو تو پھر دیکھنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ کار چلا آرہا ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں، جب کہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ اگر مرد بھی اس حکم میں ان کے برابر ہوتے تو ان کو بھی نقاب پہننے کا حکم دیا جاتا، یا عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے منع کر دیا جاتا۔"

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

ولأنهن لو منعن النظر، لوجب على الرجال الحجاب كما وجب على النساء، لئلا ينظرن[137]

"اور بے شک اگر عورتوں کے لیے مردوں کی طرف نظر کرنا منع ہوتا تو مردوں پر پردہ کرنا واجب ہوتا جیسا کہ عورتوں پر واجب ہے تاکہ وہ مردوں کی طرف نہ دیکھ سکیں۔"

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ويقوي الجواز استمرار العمل على جواز خروج النساء إلى المساجد والاسواق والاسفار منتقبات لئلا يراهن الرجال ولم يؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا يراهم النساء فدل على تغاير الحكم بين الطائفتين[138]

"عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کے جواز کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ہمیشہ اس بات پر عمل ہوتا رہا ہے کہ عورتیں گھروں سے نکلتے وقت، مساجد، بازار اور دوران سفر نقاب کر کے نکلا کرتی ہیں۔ تاکہ اجنبی مرد ان کو دیکھ نہ سکیں لیکن کبھی مردوں کو حکم نہیں دیا گیا وہ بھی نقاب پہن کر نکلا کریں کہ ان کو عورتیں نہ دیکھ سکیں۔ یہ طریقہ کار بھی اس بات پر دلالت

---

[137] ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 465

[138] عسقلانی ابن حجر، فتح الباری، جلد 9، صفحہ 337

Marfat.com

کرتا ہے کہ مرد و عورت کو جو "غض بصر" کا حکم دیا گیا ہے ان میں فرق ہے۔"

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وبدليل أنهن كن يحضرن الصلاة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد ولا بد أن يقع نظرهن إلى الرجال فلو لم يجز لم يؤمرن حضور المسجد والمصلى ولأنه أمرت النساء بالحجاب عن الرجال ولم يؤمر الرجال بالحجاب[139]

"عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کے جواز کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتی تھیں اور یقیناً ان کی نظر مردوں پر بھی پڑتی ہو گی، اور اگر ان کے لیے مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا تو انہیں مسجد اور عید گاہ میں حاضر ہونے کا حکم نہ دیا جاتا، اور تحقیق عورتوں کو مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا اور مردوں کو پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔"

بہر کیف اہل علم کی اس بحث سے درج ذیل امور سامنے آئے۔

❶ اگر عورتوں کا مردوں کو دیکھنا "شہوت" سے ہو تو بالاتفاق یہ حرام ہے۔

❷ اگر بغیر "شہوت" کے ہو تو امام نوویؒ کے نزدیک بر مسلک شوافع قول اصح کے مطابق پھر بھی دیکھنا حرام ہے۔

❸ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک "بلا شہوت" عورت کا مرد کو دیکھنا جائز ہے۔

اور یہی قول حالات و زمانہ کے لحاظ سے نہایت مناسب ہے۔ اس لیے کہ عصر حاضر میں علوم وفنون اور بالخصوص طبی علوم کی تحصیل اور دیگر ضروریات کے سلسلے میں عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اگر ان کا مردوں کی طرف دیکھنے کو اسی طرح حرام قرار دیا جائے جس طرح (بر مسلک مالکیہ، شافعیہ وحنابلہ) مردوں کا عورتوں کو دیکھنا حرام ہے[140] تو ان کے لیے

---

[139] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، جلد 5، صفحہ 2056

[140] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 468

Marfat.com

حرج ہو گا کہ مردوں کے لیے حجاب ونقاب کے ساتھ باہر نکلنے کا حکم نہیں ہے۔ سوسائٹی اور معاشرہ میں قدم بقدم مرد حضرات سے سامنا ہوتا رہتا ہے۔ اور ان کو دیکھنے سے حرام کا ارتکاب کرکے وہ گناہ گار ہو رہی ہیں۔ "عموم بلوی" کی وجہ سے عورتوں کا مردوں کی طرف نظر کرنے کو علی الاطلاق "حرام" قرار دینا محل نظر ہے۔ جبکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آنا ثابت ہے اور اسی طرح حج وعمرہ ودیگر کاموں کے سلسلہ میں وہ گھروں سے باہر نکلتی تھیں لامحالہ اجنبی مردوں کے پاس سے گزرتے ہوئے نظر ان پر پڑتی ہوگی۔ اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو پھر مردوں کے لیے بھی "نقاب" کا حکم ہوتا یا عورتوں کو گھروں سے نکلنے پر پابندی ہوتی۔ لہذا "بلا شہوت" عورتوں کا، مردوں کو دیکھنا "خلاف اولی" قرار دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

غیر محرم سے خلوت اور لمس کی ممانعت:

شریعت مطہرہ نے غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

حدیث میں ہے:

((أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ))[141]

"خبردار کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے اس لئے کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔"

اور غیر محرم کو مس کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حدیث میں ہے:

((لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ)) [142]

"تم میں سے کسی ایک کے سر پر سوئی چبھو دی جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے حلال نہیں۔"

---

[141] الترمذی، السنن، جلد4، صفحہ 465

[142] طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، الموصل، مکتبۃ العلوم والحکم، 1983ء جلد20، صفحہ 212

Marfat.com

نمائش حسن پر پابندی:

عورت کا حسن وجمال اور زیب وزینت کی نمائش، بے باکانہ چہل پہل مردوں کے جذبات میں شورش اور دل ودماغ میں غلط قسم کی سوچیں پیدا کرتی ہے، جس سے وہ غلط راستوں کی طرف جانکلتا ہے۔ تو شریعت نے اس کے لیے "تبرج جاہلیت" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے پابندی لگائی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾[143]

"اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔"

بعض حضرات نے اس حکم کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص مانا ہے اور اور امت کی عام عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جس کی تفصیلی بحث آگے آرہی ہے۔

شیریں لہجے میں بات کرنے کی ممانعت:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کی آواز میں بھی نسوانی حسن اور دلربائی کا وصف خالق وفاطر کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس کی آواز میں نزاکت اور حلاوت ہوتی ہے جس میں جاذبیت اور کشش کا عنصر شامل ہے۔ لیکن یہی گفتگو کا شریں اور لوچ دار انداز بہت سے فتنوں کا ذریعہ بنتا ہے، جس سے لوگوں کے دل میں میلان پیدا ہوسکتا ہے۔ اس راستے کو بھی بند کرتے ہوئے اسلام نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی اجنبی مرد بوقت ضرورت بات چیت کرنے کی نوبت آئے تو گفتگو میں لوچ اور لہجہ میں شیرینی نہ پیدا ہونے پائے۔ تاکہ کسی بد طینت کو شرارت کا موقع نہ ملے اور جس کے دل میں کوئی مرض ہے وہ وہ کوئی غلط توقع نہ لگا سکے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ [144]

---

[143] القرآن، الاحزاب: 33

[144] القرآن، الاحزاب: 32

Marfat.com

"پس تم (کسی نامحرم سے بوقت ضرورت) بات کرنے میں کسی لچک (اور نرمی) سے کام نہ لو کہ کہیں لالچ میں پڑ جائے کوئی ایسا شخص جس کے دل میں روگ ہو"

واضح رہے کہ عورت کی آواز "ستر" میں داخل نہیں، اور بوقت ضرورت اجنبیوں سے گفت وشنید ہو سکتی ہے۔ تاہم لوچ دار گفتگو پر پابندی احتیاط کے طور پر لگائی گئی ہے اور اس کی رعایت تمام عبادات اور احکام میں رکھی گئی ہے کہ عورتوں کا کلام جہری نہ ہو جو مرد سنیں۔ [145]

دوران نماز امام اگر بھول جائے تو اس کو احساس دلانے کے لیے مردوں کو "تسبیح" کا حکم ہے، مگر عورتوں کو زبان سے "کلمات تسبیح" نکالنے کی بجائے "تصفیق" کی تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے کی ہاتھ پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر تالی بجادیں جس سے امام متنبہ ہو جائے۔[146]

عورت کے لیے زمین پر پاؤں مار کر چلنے کی ممانعت:

عورت کے زمین پر پاؤں مار کر چلنے سے اس کے زیورات وغیرہ کی کھنک دوسرے مردوں کو متوجہ کر سکتی ہے شریعت نے اس سے بھی منع کیا۔

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾ [147]

" اور وہ زمین پر اس طرح زور سے پاؤں مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو وہ ظاہر ہونے لگے۔"

خوشبو لگا کر نکلنے پر پابندی:

"خوش بو" بھی دوسروں کو متوجہ اور مخاطب کرنے کا ذریعہ ہے شریعت اسلامیہ اتنی حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ بات بھی ناگوار گزرتی ہے کہ کوئی عورت اپنے لباس کو

[145] شامی، محمد امین، علامہ، حاشیہ ابن عابدین، بیروت، دار الفکر، 1386ھ، جلد 1، صفحہ 406،
طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، مصر، مکتبہ البابی الحلبی 1318ھ، جلد 1، صفحہ 161
[146] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 2، صفحہ 63
[147] القرآن، النور: 31

Marfat.com

"خوش بو" میں بسا کر اس طرح گزرے کہ لوگوں کو اس کی گزر کا علم ہو اور ان کے جذبات میں تحریک پیدا ہو۔

ارشاد نبوی ﷺ:

((إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً))[148]

"وہ عورت جو خوشبو لگا کر کسی (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔"

مسجد میں نماز کے لیے آنے والیوں پر بھی خوشبو کے استعمال پر پابندی لگائی۔

حدیث میں ہے:

((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا))[149]

"جب تم میں سے کوئی ایک عورت مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک عورت کو دیکھا جس سے خوشبو آ رہی تھی تو انہوں نے اس سے پوچھا "کیا مسجد سے آ رہی ہو؟"

بی بی نے کہا ہاں! فرمایا، "خوشبو لگائے ہوئے ہی؟" اس نے کہا جی ہاں!

فرمایا، میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ))[150]

"کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ جائے اور غسل کرے، غسل جنابت جیسا"

بلکہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مرد و عورت کی خوشبو کے متعلق ایک بڑا اہم فرق بیان کیا

---

[148] الترمذی، السنن، 5، صفحہ 106

[149] مسلم، الصحیح، جلد 1، صفحہ 328

[150] ابو داؤد، السنن، جلد 4، صفحہ 79

Marfat.com

((وَإِنَّ طِيبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ أَلَا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ رِيحُهُ)) [151]

"بے شک مردوں کی خوشبو (اچھی) وہ ہے جس کی بو ہو لیکن اس کا رنگ معلوم نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ دکھائی دے لیکن اس کی خوش بو معلوم نہ ہو۔"

احکام حجاب:

شریعت اسلامیہ میں عورتوں کے لیے "حجاب" کے احکامات بھی "انسداد فواحش" کے لیے ہیں۔ قرآن کریم میں حجاب نسواں اور اس کی تفصیلات کے متعلق سات آیات نازل ہوئی ہیں۔ تین سورہ نور میں اور چار سورہ احزاب میں ہیں۔ "حجاب" کا حکم نبی کریم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحشؓ کے ساتھ شادی کے بعد نازل ہوا۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حجاب کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت ہے جس کو آیت حجاب کہا جاتا ہے۔[152]

آیت حجاب یہ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا﴾[153]

---

[151] ایضاً، جلد 2، صفحہ 255

[152] مفتی شفیع، معارف القرآن، جلد 7، صفحہ 210

[153] القرآن، الاحزاب: 53

Marfat.com

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظام کرتے ہوئے لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پھر جب تم کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور حق بات کہنے سے اللہ شرم نہیں کرتا اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ تم اپ کی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔"

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت امام بخاریؒ نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔
پہلی روایت حضرت عمرؓ کے حوالہ سے ہے۔

((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ)) [154]

"حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ کے پاس تو ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں لہذا اگر آپ اپنی بیویوں کو پردہ کا حکم دیں تو بہت اچھا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔"

اور بعض روایات میں ہے:

أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْجُبْ نِسَاءَكَ. فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً،

---

[154] البخاری، الجامع الصحیح، جلد6، صفحہ 118

Marfat.com

فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلاَ قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ [155]

"کہ نبی ﷺ کی بیویاں رات کو جب قضائے حاجت کے لئے نکلتی تھیں، تو مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں اور مناصع فراخ ٹیلہ ہے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے کہا کرتے تھے، کہ آپ بیویوں کو پردہ میں بٹھلائیں، مگر رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے، ایک شب عشاء کے وقت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ کی بیوی نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں تو انہیں عمرؓ نے اس خواہش سے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے پکارا کہ اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا، تب اللہ نے پردہ کا حکم نازل فرمایا۔"

چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ "قول" بھی بخاری شریف میں موجود ہے۔

((وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَآيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَائَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ))[156]

"میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی (ایک مرتبہ) میں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش! ہم مقام ابراہیم کو مصلی بناتے، پس اس پر یہ نازل ہوا (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ) اور حجاب کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی کیونکہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کاش آپ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں، اس لئے کہ ان سے ہر

[155] ایضاً، جلد 1، صفحہ 41

[156] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 1، صفحہ 89

Marfat.com

نیک وبد گفتگو کرتا ہے، پس حجاب کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کی بیویاں آپ پر باہمی غیرت ورشک میں آکر جمع ہوئیں، تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اللہ آپ ﷺ کو تم سے بہتر ازواج عطا فرمادیں، تب (انہی الفاظ کے ساتھ) یہ آیت نازل ہوئی۔"

دوسری روایت امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی ذکر کی ہے۔

((أَنَّ أَنَسًا قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ))[157]

"انسؓ کہتے ہیں کہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے متعلق میں لوگوں میں سب سے زیادہ جانتا ہوں، ابن ابی کعبؓ مجھ ہی سے پوچھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی شادی زینب بنت ابی جحشؓ سے نئی ہوئی تھی اور ان سے نکاح مدینہ ہی میں کیا تھا، دن چڑھنے کے بعد لوگوں کو کھانے کیلئے مدعو کیا، رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی بیٹھ گئے، جب کچھ لوگ کھا کر فارغ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی کھا کر فارغ ہوئے اور چلنے لگے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازہ

[157] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 7، صفحہ 83

Marfat.com

پر پہنچ گئے تو خیال کیا کہ لوگ چلے گئے ہوں گے، میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں، پھر آپ ﷺ واپس ہوئے، آپ کے ساتھ دوسری مرتبہ واپس ہوا یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے دروازے پر پہنچے پھر آپ واپس ہوئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں، آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، اسی وقت حجاب کی آیت نازل ہوئی۔"

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے۔

"کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانے میں بعض اصحابؓ اور حضرت عائشہؓ شریک تھے اس دوران کسی مرد کا ہاتھ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ سے لگ گیا رسول اللہ ﷺ کو یہ ناگوار لگا اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔"[158]

آیات حجاب کے نزول کے بارے میں چار قسم کی روایات جمع ہو گئیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لیے کہ عین ممکن ہے ان واقعات کا مجموعہ ہی ان آیات کا سبب نزول بنا ہو۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وطریق الجمع بینھا أن أسباب نزول الحجاب تعددت وکانت قصة زینب آخرھا[159]

"روایات کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ آیت حجاب کے اسباب نزول متعدد ہیں اور حضرت زینبؓ کا قصہ ان میں آخری ہے۔"

قرآن مجید کی سورہ نور اور سورہ احزاب میں "حجاب" کی اہمیت اور مسائل کو واضح کر دیا گیا ہے اسی ضمن میں صدر اول کا اسلامی معاشرہ اپنے مدنی دور میں "لباس" اور "حجاب" کے اسلامی احکام کی پابندی کی وہ قابل تقلید مثالیں پیش کرتا ہے کہ جن کی نظیر چشم فلک نے نہ دیکھی اور

[158] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 1، صفحہ 249
[159] ایضاً، جلد 1، صفحہ 249

Marfat.com

ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی عزت وعصمت اور عفت وناموس کی نگہداشت کو کتنی زبردست اہمیت حاصل ہے۔

عورت کی جسمانی ساخت میں نزاکت اور کشش مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے جو بہت سے فتنوں کا سبب اور ذریعہ بن سکتی ہے اور خاص طور پر جب عورت بے حجاب ہو تو پھر شیطانی خیالات اور برے وسواس جنم لینا شروع کرتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ))[160]

"عورت شیطان کی شکل میں سامنے آتی ہے اور شیطانی صورت میں پیٹھ پھیرتی ہے پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اس سے جو خیال دل میں آیا تھا وہ لوٹ جائے گا۔"

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قال العلماء معناه الإشارة إلى الهوى والدعاء إلى الفتنة بها لما جعله الله تعالى فى نفوس الرجال من الميل إلى النساء والالتذاذ بنظرهن وما يتعلق بهن فهى شبيهة بالشيطان فى دعائه إلى الشر [161]

"علماء نے کہا کہ یہ اشارہ خواہشات اور فتنہ کی طرف دعوت دینے والی چیزوں کی طرف ہے جو اللہ تعالی نے مردوں کے نفوس میں رکھا ہے بسبب عورتوں کی طرف میلان اور ان کی طرف لذت والی نظر کے ساتھ اور جو اس سے متعلق ہے پس برائی کی طرف دعوت دینے میں عورت شیطان کے مشابہ ہے۔"

اس حدیث سے چند مزید فوائد بھی معلوم ہوئے ہیں۔

---

[160] مسلم، الصحیح، جلد2، صفحہ 1024

[161] النووی، المنھاج، جلد9، صفحہ 178

Marfat.com

1۔ عورت بلاضرورت گھر سے نہ نکلے۔
2۔ لباس فاخرہ پہن کر نہ نکلے۔
3۔ مرد عورت کی طرف نہ دیکھے اور نہ اس کے کپڑوں کی طرف نگاہ کرے۔
4۔ اگر مرد اپنی بیوی کو دن کے وقت ہمبستری کے لیے بلائے تو کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ کسی اہم کام میں مشغول ہو کیونکہ بسا اوقات مرد پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور مباشرت میں تاخیر کی اس کے بدن یا دل کی تکلیف کا باعث بن سکتی ہے۔[162]

انسداد فواحش کے لیے اگر "علی الاطلاق عورتوں کے باہر نکلنے پر پابندی لگادی جاتی" تو بہت سارے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

اس کی ایک عام سی مثال "طب" کی لے لیں، کہ اگر عورتوں کو گھروں میں ہی بند کر دیا جائے اور وہ معاشرے سے بالکل کٹ جائیں، ہر قسم کی تعلیم سے دور رہیں، تو "نسوانی بیماریوں" بالخصوص "اعضائے مستورہ" کے علاج کے لیے مردوں تک رسائی حاصل کی جاتی جس میں مفاسد زیادہ ہیں اور اگر یہی "علم" عورتوں کے پاس ہو تو خواتین بلا تکلف ان سے اپنے مسائل بیان کریں اور علاج کروائیں۔ وغیر ذالک

اسلام نے چونکہ تاقیامت رہنمائی کرنی ہے اس لیے اس کی تعلیمات حکیمانہ ہونے کے ساتھ زمانے کے تقاضوں کو بھی پورا کرتی ہیں، چونکہ اس امت کے بعد اور امت نہیں آنی اور تاقیامت آنے والی انسانیت، امت محمدی میں سے ہی ہوگی، اس عرصے میں تعلیم و تحقیق بھی اپنے اوج کمال کو پہنچے گا اور اس ترقی اور تعلیم و تحقیق کی دوڑ میں خواتین بھی شریک ہو سکتی ہیں اس لیے اسلام نے ان کے گھروں سے باہر نکلنے پر "بالکلیہ" پابندی عائد نہیں کہ بلکہ کچھ "شرائط" کے ساتھ ان کو بوقت ضرورت گھر سے باہر آنے کی اجازت دی ہے۔

ان میں ایک اہم شرط "حجاب" ہے تاکہ بری سوچ رکھنے والے افراد ان "حجاب" والی خواتین کو دیکھ کر پہچان جائیں کہ یہ شریف اور عفیفہ عورتیں ہیں۔ اور منفی سوچ سے بچیں اور ان کے

---

[162] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 5، صفحہ 2052

Marfat.com

بارے میں غلط تاثر قائم کر کے ستانے کی یا اخلاق سے گری حرکت کرنے کی جرات نہ کر سکیں اور فواحش سے دور رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾ [163]

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی۔"

انسانی معاشرتی زندگی میں "حجاب" خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام نے معاشرے کا ذوق تبدیل کیا اور لوگوں کے "جمالی احساسات" کو بدلا، اسلام کے ماننے والوں کے لئے حسن و جمال کی تمام حیوانی ادائیں مطلوب و مستحسن نہیں، بلکہ اسلام حسن و جمال کا ایک مہذب رنگ ڈھنگ اور معیار قائم کرتا ہے، جس میں ہر طرح کی عریانی سے بچا جاتا ہے اور سنجیدگی، وقار اور پاکیزہ جمال کا ذوق پیدا کرتا ہے جو انسان کے اور ایک اہل ایمان کے لائق ہوتا ہے۔

اسلام ایک سچی مومنہ عورت کی تربیت اس انداز سے کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے حسن و جمال کا درست طریقے سے استعمال کر سکے بلکہ اپنی تمام معاشی، معاشرتی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ اپنی فطری جبلی ضرورتوں اور تقاضوں کو بھی فطرت کے عین مطابق پورا کر سکے۔ مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لئے کشش ایک فطری امر ہے اور یہ انسان میں تخلیقی طور پر ودیعت کی گئی ہے، کیونکہ انسان کو اس زمین پر اپنے منصب خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے اور اس زندگی کا بڑا اور اہم مقصد زمین پر زندگی کے تسلسل کو قائم رکھنا ہے، اس لیے یہ کشش دائمی ہے اور یہ کشش ہی انسان کو ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے، عورت اور مرد کے ملاپ سے ایک خاندان اور ایک گھرانہ کی تشکیل ہوتی ہے۔

---

[163] القرآن، الاحزاب: 59

Marfat.com

اسلام نے عورت کے حسن و جمال اور اس کی زیب و زینت کو اس کے شوہر کی دل بستگی اور توجہ کے لئے محدود کر دیا ہے۔ تا کہ وہ اپنی ساری توجہ اپنی بیوی کی طرف مرکوز رکھے اور اس کی عورت غیروں کی ہوس ناک نظروں سے محفوظ و مامون رہے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔[164] یہ ان کی قربت اور ہم نفسی کی علامت ہے۔ اسلام میں "تبرج" ممنوع ہے۔[165] تبرج یعنی" فتنہ انگیزی کی غرض سے مردوں کے سامنے عورتوں کی خود نمائی۔" یہ ایک بہت بڑا "فتنہ" ہے جو دیگر مسائل کا باعث بنتا ہے اس لیے مسلمان عورتوں کو پردہ کے ساتھ باہر نکلنے کا حکم دیا گیا تا کہ وہ فساق کی اذیت سے محفوظ رہیں۔

---

[164] القرآن، البقرہ:187

[165] القرآن، الاحزاب:33

Marfat.com

باب دوم

حجاب کا دائرہ کار

Marfat.com

فصل اول : حجاب کے درجات

فصل دوم : قائلین وجوب حجاب کے دلائل

فصل سوم : قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل

Marfat.com

فصل اول

حجاب کے درجات

اس فصل میں حجاب کو درجات میں تقسیم کر کے ان کے احکام اور حجاب کی شرائط اور احکام حجاب سے استثنائی صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حجاب کے درجات

حجاب کے درجات کے حوالہ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(م-1176ھ) نے جو تفصیل بیان کی ہے وہ قابل مطالعہ ہے[166] اسی طرح مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی احکام القرآن میں حجاب کے درجات پر بحث کی ہے۔ مگر یہاں موضوع سے متعلقہ مباحث کو بنیاد بناتے ہوئے مزید اضافوں کے ساتھ بات آگے بڑھائی جاتی ہے۔

پہلا درجہ:

خواتین کا اپنے جسم کو گھر کی چار دیواری میں اس طرح چھپانا کہ ان کی ذات اور ان کے لباس اور ان کی ظاہری اور چھپی ہوئی زینت کا کوئی حصہ کسی اجنبی مرد کو نظر نہ آئے وہ اپنے گھر میں رہیں اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔

اس کا ثبوت قرآن کریم سے ملتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾[167]

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ﴾[168]

"جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔"

یہ آیت حضور اکرم ﷺ کی حضرت زینبؓ کے ساتھ شادی کے موقعہ پر نازل ہوئی اور اسی وقت ان کے اور دوسرے مردوں کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا تھا۔

---

[166] الدھلوی، شاہ ولی اللہ، الامام، حجۃ اللہ البالغہ، کراچی، نور محمد کتب خانہ، س ن، جلد 2، صفحہ 125

[167] القرآن، الاحزاب:33

[168] القرآن، الاحزاب:53

Marfat.com

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ بھی اسی بات کی تائید کی کرتی ہیں کہ صنف نازک کو بلاضرورت گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))[169]

"عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے۔"

صحیح ابن خزیمہ میں بھی یہ روایت مذکور ہے مگر اس میں ایک جملہ کا اضافہ ہے۔

((وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا)) [170]

"عورت جب تک اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔"

مندرجہ بالا احادیث بالکل وضاحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ عورت کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ گھر میں رہے اور اپنی ذات کو اجنبی مردوں سے چھپائے۔

حجاب کا دوسرا درجہ:

بعض اوقات عورت کو اپنی حوائج طبعیہ کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس صورت میں شریعت نے اس کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا

---

[169] الترمذی، السنن، جلد 3، صفحہ 476

[170] ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، الصحیح، بیروت، المکتب الاسلامی 1970ء، جلد 3، صفحہ 93

Marfat.com

قَالَتْ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ))[171]

"حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردہ کا حکم دیے جانے کے بعد قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں اور وہ قد آور عورتوں میں بڑے قد والی عورت تھیں کہ پہچاننے والے سے پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے دیکھا تو کہا اے سودہ اللہ کی قسم تم ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اس لئے آپ غور کریں کہ آپ باہر کیسے نکلیں گی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ وہ یہ سنتے ہی واپس لوٹ آئیں اور رسول اللہ میرے گھر میں شام کا کھانا تناول فرمارہے تھے اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہڈی تھی وہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں باہر نکلی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اس اس طراح کہا سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل کی گئی پھر وحی منقطع ہوئی اور ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق تمہیں اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

مذکورہ بالا حدیث سے کئی اور باتیں اخذ ہوتی ہیں۔

1۔ عورتوں کی جو ضروریات اور مصالح ہیں ان میں وہ تصرف کا اختیار رکھتی ہیں۔

2۔ ضرورت کے وقت راستہ میں مردوں کے ساتھ کلام کی بھی اجازت ہے۔

3۔ خیر خواہی کے پیش نظر سخت کلامی کی بھی اجازت ہے۔

4۔ دینی معاملات میں اپنی والدہ کو وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہؓ کو وعظ کیا جو کہ امہات المومنین میں سے ہیں۔

5۔ یہ بھی معلوم ہوا آپ ﷺ شرعی امور میں وحی کا انتظار کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار اور پردے کی ضرورت کے باوجود اس کا حکم نہیں دیا

[171] مسلم، الصحیح، جلد4، صفحہ1709

Marfat.com

جب تک کہ وحی نہیں آگئی اور اسی طرح عورتوں کے باہر نکلنے کی اجازت بھی وحی آنے کے بعد دی۔[172]

چنانچہ مذکورہ حدیث کا درج ذیل حصہ عورتوں کے ضرورت کے وقت باہر نکلنے کے جواز کو بیان کر رہا ہے۔

((قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ))[173]

"تحقیق تمہیں اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

یہاں پر ایک اشکال ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو گھر سے باہر دیکھا تو اس خواہش سے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے انہیں پکارا "کہ اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے" تب اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم نازل فرمایا، جیسا کہ آیت حجاب کے شان نزول میں پیچھے گزرا ہے مگر جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا احکام پردہ کے نزول کے بعد نکلیں تو پھر دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کہا "کہ اے سودہ اللہ کی قسم تم ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اس لئے آپ غور کریں کہ آپ باہر کیسے نکلیں گی۔"

اس کے شراح حدیث نے بہت سے جواب دیے ہیں مگر حافظ ابن حجرؒ کی رائے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے دو مقامات پر یہ بحث کی ہے۔

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

ويحتمل أن يكون أراد أولا الأمر بستر وجوههن فلما وقع الأمر بوفق ما أراد أحب أيضا أن يحجب أشخاصهن مبالغة في التستر فلم يجب لأجل الضرورة[174]

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

[172] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 1، صفحہ 250
[173] مسلم، الصحیح، جلد 4، صفحہ 1709
[174] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 1، صفحہ 249

Marfat.com

الحاصل أن عمر رضی الله عنه وقع فی قلبه نفرة من اطلاع الأجانب علی الحریم النبوی حتی صرح یقوله له علیه الصلاة والسلام احجب نساءك وأكد ذلك إلی أن نزلت آیة الحجاب ثم قصد بعد ذلك أن لا یبدین أشخاصهن أصلا ولو كن مستترات فبالغ فی ذلك فمنع منه وأذن لهن فی الخروج لحاجتهن دفعا للمشقة ورفعا للحرج[175]

مذکورہ عبارات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر یہ بات شاق گزرتی تھی کہ آپ ﷺ کی ازواج پر اجنبیوں کی نظر پڑے وہ چاہتے تھے کہ ازواج مطہرات اپنے چہروں کو چھپائیں چنانچہ انہوں نے صراحتاً کہا "کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیں اور اس کی تاکید کرتے رہے" اس دوران آیت حجاب نازل ہوگئی۔ جب ان کی توقع کے مطابق حکم خداوندی نے ان کی موافقت کی تو انہوں نے یہ بھی چاہا کہ وہ پردے میں اس قدر مبالغہ کریں کہ ان کی شخصیت بھی ظاہر نہ ہو خواہ وہ پردہ میں ہوں جس کا انہوں نے حضرت سودہ سے اظہار بھی کیا تھا چونکہ اس میں دشواری اور حرج تھا اس لیے آپ ﷺ نے انہیں پردہ کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت دی۔ قاضی عیاض [176] نے ازواج مطہرات کے بارے میں یہ لکھا کہ ان کے لیے اپنی شخصیت کو چھپانا ضروری تھا۔

وہ لکھتے ہیں:

ولا یجوز لهن إظهار شخوصهن وإن كن مستترات إلا ما دعت إلیه الضرورة من الخروج للبراز[177]

---

[175] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 8، صفحہ 531

[176] قاضی عیاض کا نام، ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض ہے۔ مالکی مکتبہ فکر سے تعلق تھا۔ 476ھ پیدا ہوئے۔ محدث وفقیہ سے مشہور ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں "اکمال المعلم بفوائد صحیح مسلم، الشفا بتعریف حقوق مصطفی، ترتیب المدارک وتنویر المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالک" نمایاں ہیں۔ 544ھ کو مراکش میں وفات پائی۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم للملایین، 2002ء، جلد 5، صفحہ 99)

[177] النووی، المنہاج، جلد 14، صفحہ 151

Marfat.com

"ازواج مطہرات کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی شخصیات کو ظاہر کریں اگرچہ وہ پردہ میں ہوں، سوائے قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنے کے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ان کے اس موقف کی تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وليس فيما ذكره دليل على ما ادعاه من فرض ذلك عليهن وقد كن بعد النبى صلى الله عليه وسلم يحججن ويطفن وكان الصحابة ومن بعدهم يسمعون منهن الحديث وهن مستترات الأبدان لا الأشخاص وقد تقدم فى الحج قول بن جريج لعطاء لما ذكر له طواف عائشة أقبل الحجاب أو بعده قال قد أدركت ذلك بعد الحجاب[178]

"قاضی عیاض نے جو دعوی کیا کہ ازواج مطہرات کے لیے اپنی شخصیت کو چھپانا فرض تھا اس کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی، بلکہ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد ازواج مطہرات حج اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب رسول ﷺ ان سے حدیث سنتے تھے اور انہوں نے اپنے ابدان کو چھپایا ہوتا تھا نہ کہ اپنی شخصیت کو اور ابن جریج کا قول[179] جو عطاء کے لیے تھا کہ حضرت عائشہ کا طواف حجاب کے احکامات سے پہلے کا ہے یا بعد میں تو عطا نے کہا احکام حجاب کے بعد۔"

معلوم ہوا ازواج مطہرات کے اپنے جسموں کو چھپانا ضروری تھا مگر اپنی ذات اور شخصیت کو چھپانا لازمی نہیں تھا، بہرکیف مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے کہ عورتیں باہر نکلتے وقت خود کو بڑی چادر میں چھپا کر نکلیں۔

---

[178] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 8، صفحہ 530

[179] پوری روایت اس طرح ہے: جب ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء بن ابی رباح نے کہا" آپ انہیں کیسے روکتے ہیں جب کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ حج کیا۔" میں (ابن جریج) نے پوچھا" پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے؟" انہوں نے "کہا قسم ہے میری عمر کی، میں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو دیکھا ہے۔" (البخاری، جامع، الصحیح، جلد 2، صفحہ 152)

Marfat.com

ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾ [180]

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی۔"

قرآن کریم نے عورتوں کو بوقت ضرورت باہر جانے کی اجازت دی اور بڑی چادر اوڑھ کر ان کو نکلنے کی ہدایت کی لہذا اگر وہ اچھی طرح پورا جسم بشمول چہرہ کے چھپا کر نکلتی ہیں تو یہ "حجاب" کا دوسرا درجہ ہے۔

حجاب کا تیسرا درجہ:

عورت گھر سے نکلتے وقت جسم کو کسی بڑی چادر یا برقع سے چھپالے البتہ اس کا چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی ہوئی ہوں اور مذکورہ استثنائی وجوہات میں سے کوئی وجہ نہ ہو اس میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ گھر سے نکلتے وقت عورت کے لیے چہرہ اور ہاتھوں کا چھپانا ضروری ہے یا نہیں؟

بعض حضرات کی رائے میں عورت کے لیے چہرہ اور ہاتھوں کا حجاب ضروری ہے اور بعض اہل علم کی رائے میں ضروری نہیں۔ چنانچہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے پردے کو لازم قرار دینے والوں کے دلائل کو "قائلین وجوب حجاب" اور اس کے وجوب کا انکار کرنے والوں کے دلائل کو "قائلین عدم وجوب حجاب" کے عنوان سے بالترتیب آگے ذکر کیا جائے گا۔

حجاب کی شرائط:

1۔ حجاب اس قسم کا ہو جس سے پورا بدن چھپ جائے الا وہ جس کا استثناء کیا گیا ہے [181]

---

[180] القرآن، الاحزاب: 59

[181] اس کی دلیل وماخذ قرآن کریم کی سورۃ نور کی آیت 31، اور سورۃ احزاب کی آیت 59 ہے۔ جس پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے کہ استثناء سے کیا مراد ہے۔

Marfat.com

2۔ ایسا حجاب نہ اختیار کیا جائے جو بذات خود زینت بن جائے اس کو قرآن کریم میں "تبرج" کہا گیا ہے۔[182] تبرج پر بحث آگے آ رہی ہے۔

3۔ اتنا باریک کپڑا نہ ہو اور نہ ہی اتنا چست ہو جس سے بدن کے نشیب و فراز واضح ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))[183]

"دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں اس عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔"

4۔ خوشبو میں بسا ہوا نہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً))[184]

---

[182] القرآن، الاحزاب: 33

[183] مسلم، الصحیح، جلد 3، صفحہ 1680

[184] الترمذی، السنن، جلد 5، صفحہ 106

Marfat.com

”وہ عورت جو خوشبو لگا کر کسی (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زانیہ ہے۔“

5۔ ایسا لباس جو مردوں کے ساتھ مخصوص تصور ہوتا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))[185]

”کہ حضور ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کے مشابہ بنیں، اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کے مشابہ بنیں۔“

6۔ کافر عورتوں کے مشابہ نہ ہو یعنی وہ لباس جو کسی غیر مسلم قوم کا مخصوص شعار ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ﴾

”اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ[186] اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[185] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 7، صفحہ 159

[186] ابن تیمیہ کا نام احمد تقی الدین، اور کنیت ابو العباس ہے۔ لیکن خاندانی لقب ابن تیمیہ سب پر غالب آیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے بہت کم عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور حدیث وفقہ وعربیت کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے غیر معمولی حافظہ پایا تھا۔ اور اپنے زمانہ کے تمام مروجہ علوم کی تحصیل کی، آپ نے عربیت کی طرف خاص توجہ کی اور لغت ونحو میں اعلیٰ بصیرت حاصل کی۔ علوم دینیہ میں فقہ واصول فقہ، فرائض اور حدیث وتفسیر میں کمال حاصل کیا اور آپ کے مطالعہ کی وسعت کا یہ حال تھا کہ کوئی معاصر ومناظر آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور تبحر علمی وجامعیت کو دیکھ کر اس زمانہ کے مسلم الثبوت اساتذہ حیران رہ جاتے تھے۔ اور آپ کی شجاعت ودلیری اور موت سے بے خوفی آپ کے تمام معاصرین کے لیے حیرت انگیز تھی، آپ بے شمار کتب کے منصف ہیں۔ جن میں ”منہاج السنۃ، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ اصحاب الجحیم“ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں

Marfat.com

﴿ولا یکونوا﴾ نهی مطلق عن مشابهتهم [187]

"(آیت کریمہ) میں مطلقاً غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا۔"

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نهی الله المؤمنین أن یتشبهوا بهم فی شیء من الأمور الأصلیة والفرعیة[188]

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غیر مسلموں کی ہر قسم کے معاملات میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا۔"

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[189]

"جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے ایسا لباس جو کافروں کے ساتھ مشابہت رکھے اس سے بچنا چاہیے۔

منفرد خصوصیات ہیں یہی وجہ ہے کہ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد اور بڑے اہم علمی وذہنی انقلابات کے باوجود ابھی تک نئی نسل کے دل ودماغ کو متاثر کرتی ہیں۔ آپ کے تجدیدی واصلاحی کام کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ عقیدہ توحید کی تجدید اور مشرکانہ عقائد ورسوم کا ابطال۔

2۔ فلسفہ ومنطق اور علم کلام کی تنقید اور کتاب وسنت کے طرز واسلوب کی ترجیح۔

3۔ غیر اسلامی ملل وفرق کی تردید اور ان کے عقائد و، رسوم واثرات کا مقابلہ۔

4۔ علوم شریعت کی تجدید اور فکر اسلامی کا احیا۔

22 ذی القعدہ 728ھ کی شب وفات پائی اور مقبرہ الصوفیہ میں دفن کیے گئے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ دوم، 189)

[187] ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة اصحاب الجحیم، بیروت، دار عالم الکتب، 1419ھ، جلد 1، صفحہ 290

[188] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 8، صفحہ 53

[189] ابو داؤد، جلد 4، صفحہ 44

Marfat.com

عورتوں کے لیے "احکام حجاب" سے استثنائی صورتیں:

جن لوگوں کے سامنے اور جن صورتوں میں عورت اپنا چہرہ کھول سکتی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

❶ وہ لوگ جن سے "احکام حجاب" کا استثناء سورۃ الاحزاب اور سورۃ النور میں مذکور ہے۔

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ [190]

"ان پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلاموں کے اور اللہ سے ڈرتی رہو بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔"

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾[191]

"اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔"

مذکورہ بالا دونوں آیات میں قرآن کریم نے ان اعزہ اور متعلقین کی فہرست دیدی ہے جن کے سامنے "حجاب" کی پابندی ضروری نہیں اور اظہار زینت کیا جاسکتا ہے۔

[190] القرآن، الاحزاب: 55

[191] القرآن، النور: 31

Marfat.com

1- باپ

2- بیٹے

3- بھائی (حقیقی ہوں یا سوتیلے اور رضاعی)

4- بھتیجے (مذکورہ بالا تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد)

5- بھانجے

6- شوہر اور اس کے بیٹے

7- سسر

8- میل جول کی عورتیں

9- مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ (لونڈیاں مراد ہیں) [192]

اس مسئلہ کی مختصر سی وضاحت کی جاتی ہے۔ احناف کے نزدیک اس میں صرف لونڈیاں داخل ہیں۔ اس کی دلیل حضرت سعید بن مسیبؒ اور حضرت سعید بن جبیر کی روایت ہے:

لا یغرنکم سورۃ النور فإنها فی الإناث دون الذکور ومرادھما قوله تعالیٰ ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ [193]

"تمہیں سورۃ النور مغالطہ میں نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں۔"

جبکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ (م- 204) کے نزدیک اس سے مراد غلام ہیں کیونکہ لونڈیاں تو ﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ میں داخل ہیں۔ [194] اس کا جواب یہ ہے کہ ﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ اپنے ظاہر کے لحاظ سے صرف مسلمان عورتوں کے لیے اور مملوکہ لونڈیوں میں اگر کوئی کافر ہو تو اس کو مستثنیٰ کرنے کے لیے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ [195] باقی اس پر مزید دلائل کے لیے فقہی کتب کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

---

[192] الخازن، علی بن محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت، دارالفکر، 1979ء، جلد 5، صفحہ 70

[193] السرخسی، المبسوط، جلد 10، صفحہ 271

[194] ایضاً، جلد 10، صفحہ 270

البابرتی، محمد بن محمد، العنایہ شرح الہدایہ، دارالفکر، س ن، جلد 10، صفحہ 38

[195] المظہری، محمد ثناء اللہ، تفسیر المظہری، پاکستان، مکتبہ الرشدیہ، 1412ھ، جلد 6، صفحہ 498

Marfat.com

۱۰۔ ملازم (جو جنسی میلان سے خالی ہو)

۱۱۔ بچے (جو بلوغت کے تقاضوں سے ناواقف ہیں)

واضح رہے کہ ان آیات میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں ہے تاہم جمہور علماء نے اس کی صراحت کی ہے۔ چچا اور ماموں بھی دیگر محارم کی طرح ہیں۔ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں یہ (لِأَبْنَائِهِمَا) کے تابع ہیں، اس آیت میں رضاعی رشتوں کا بھی ذکر نہیں ہے مگر وہ بھی حرمت میں نسبی رشتوں کی طرح ہیں۔[196] اور بعض اہل نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ چچا اور ماموں بمنزلہ والد کے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں چچا پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾[197]

”بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے آباء ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں۔“

اس آیت میں حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے، حضرت یعقوبؑ کے والد حضرت اسحاقؑ ہیں اور حضرت اسماعیلؑ ان کے بھائی ہیں تو اس اعتبار سے وہ حضرت یعقوبؑ کے چچا ہوئے مگر ان پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔[198]

بعض اہل نے مزید اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

---

[196] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 12، صفحہ 233

[197] القرآن، البقرہ: 133

[198] النسفی، عبداللہ، ابوالبرکات، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، بیروت، دار الکلم الطیب، 1419ھ، جلد 3، صفحہ 4[illegible]

Marfat.com

"جب اس آیت کریمہ میں بھتیجوں اور بھانجوں کا ذکر کیا کہ ان سے پردہ نہیں ہے تو دلالۃ النص سے چچا اور ماموں کا حکم بھی معلوم ہو گیا کہ ان سے بھی پردہ نہیں ہے اس لیے کہ پھوپھی اور چچا اور خالہ و ماموں ایک ہی جنس سے ہیں لہذا جب پھوپھی اور خالہ سے بھتیجوں اور بھانجوں کا پردہ نہیں تو عورت کا اپنے چچا اور ماموں سے بھی پردہ نہیں ہو گا۔" [199]

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ چچا اور ماموں سے بھی عورت کے لیے پردہ ضروری نہیں ہے۔

❷ مخطوبہ عورت، پیغام نکاح دینے والے کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی نہایت صراحت کے ساتھ اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عورت کا تذکرہ کیا جسے میں نکاح کا پیغام دے رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اسے دیکھ بھی لو اس لیے کہ یہ تمہاری باہمی محبت کے لئے بہت مناسب ہے تو میں ایک انصاری عورت کے پاس گیا اور اس کے والدین کے ذریعے اسے پیغام نکاح دیا اور میں نے اس کے والدین کو نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی سنا دیا، شاید انہیں یہ اچھا نہ لگا (کہ دولہا لڑکی کو دیکھے) تو اس عورت نے پردے میں یہ ساری بات سن لی کہنے لگی اگر تو اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ دیکھو، تو دیکھ سکتے ہو ورنہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتی ہوں (کہ ایسا نہ کرنا) گویا اس نے اسے بڑی بات سمجھا، فرمایا پھر میں نے اسے دیکھ لیا پھر بعد میں اس سے شادی کر لی۔" [200]

اور اسی قسم کا مضمون حدیث جابرؓ سے معلوم ہوتا ہے:

"رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے پیغام نکاح دے تو اگر ممکن ہو اس کو دیکھ لے اس کے بعد نکاح کرے حضرت جابر

[199] المظہری، تفسیر المظہری، جلد 7، صفحہ 374

[200] ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، ابو عبد اللہ، السنن، بیروت، دار الفکر، جلد 1، صفحہ 600

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا اور میں نے اس کو چھپ کر دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے اس میں وہ چیز پائی جو نکاح پر رغبت کا سبب بنی پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا۔"[201]

فقہاء کرام نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔

امام کاسانیؒ [202] لکھتے ہیں:

وكذا إذا أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر إلى وجهها [203]

"اور اسی طرح جو شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھے۔"

بلکہ مخطوبہ عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنے میں جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

وفيه استحباب النظر إلى وجه من يريد تزوجها وهو مذهبنا ومذهب مالك وأبي حنيفة وسائر الكوفيين وأحمد وجماهير العلماء [204]

"اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہو اور یہی مذہب ہمارا (شوافع کا) ہے اور (امام) مالکؒ اور (امام) ابو حنیفہؒ اور تمام کوفہ (کے اہل علم) اور (امام) احمدؒ سمیت جمہور علماء کا ہے۔"

واضح رہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک مخطوبہ عورت کے صرف چہرہ اور ہاتھ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ چہرہ دیکھنے سے اس کا حسن و جمال معلوم ہو جائے گا اور ہاتھ دیکھنے سے بدن کی ساخت و بناوٹ کا اندازہ ہو جائے گا۔[205]

---

[201] ابوداؤد، السنن، جلد 2، صفحہ 228

[202] کاسانی فقہ حنفی کے عالم ہیں۔ 587ء میں مقام حلب میں وفات ہوئی۔ (الزرکلی، اعلام، جلد 2، صفحہ 70)

[203] الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتاب العربی، 1982ھ، جلد 5، صفحہ 122

[204] النووی، المنہاج، جلد 9، صفحہ 210

[205] ایضاً، جلد 9، صفحہ 210

Marfat.com

اور اہم بات یہ کہ جمہور فقہاء کے نزدیک مخطوبہ عورت کو دیکھنے کے لیے اس کی رضامندی ضروری نہیں ہے بلکہ چپکے سے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بغیر اطلاع کیے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ احادیث میں بھی عورت کی اجازت کے ساتھ دیکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس کی حکمت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ اگر اس کو اطلاع کیے بغیر دیکھ لیا اور وہ پسند نہ آئی تو اسے ٹھکرائے جانے پر تکلیف اور اذیت نہیں ہو گی۔[206]

اور اگر مخطوبہ عورت کی رضامندی سے اس کو دیکھا جائے تو مخطوبہ عورت اپنے محارم کے بغیر چہرہ اور ہتھیلیاں نہ کھولے، اور خاطب (پیغام نکاح دینے والے) کا نکاح کرنے کا ارادہ ہو اور وہ اس کی صراحت بھی کرے۔[207]

❸ علاج کے وقت عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔

اسلامی شریعت میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے، انہیں میں علاج و معالجہ کے بارے میں بھی ہدایات موجود ہیں چونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے مگر اس مقصد کی تکمیل کے لیے ذہنی وجسانی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے، انسان کی زندگی میں تغیرات کا آنا جانا رہتا ہے اس لیے اگر کبھی انسان بیمار ہو تو شرعاً اسے علاج کرانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ دیہاتی حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول ﷺ کیا ہم علاج و معالجہ کیا کریں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ))[208]

"علاج معالجہ کیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں رکھی مگر یہ کہ اس کا علاج بھی رکھا ہے سوائے ایک بیماری کے (یعنی بڑھاپا) جس کا کوئی علاج نہیں۔"

---

[206] ایضاً جلد 9، صفحہ 210

[207] درویش مصطفیٰ حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، قاہرہ، دارالاعتصام، (س ن) صفحہ 67،66

[208] ابو داؤد، السنن، جلد 4، صفحہ 3

Marfat.com

ابو سلیمان علامہ خطابیؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فی الحدیث إثبات الطب والعلاج وأن التداوی مباح غیر مکروہ کما ذهب إلیه بعض الناس[209]

"اور اس حدیث میں طب و علاج کا اثبات ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علاج کرانا مباح ہے، مکروہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں۔"

علامہ ابن عبد البرؒ[210] لکھتے ہیں:

وفی هذا الحدیث اباحة التداوی واباحة معالجة الاطباء وجواز الطب والتطبب[211]

"اور اس حدیث سے معلوم ہوا علاج کرانا، اطباء کا علاج کرنا مباح ہے اور طبیب بننا بھی جائز ہے۔"

بعض لوگوں نے علاج و معالجہ کو مکروہ قرار دیا ہے اس پر تفصیلی بحث علامہ عبد البر مالکیؒ نے اپنی ایک اور کتاب التمہید [212] میں کی ہے مزید تحقیق کے لیے اسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ بہرکیف علاج و معالجہ کی غرض سے عورت اگر طبیب کے سامنے چہرہ کھولتی ہے تو اس کی گنجائش ہے۔

امام رازیؒ[213] لکھتے ہیں:

---

[209] الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمان، معالم السنن، حلب، المطبعة العلمیة، 1351ھ، جلد4، صفحہ 217

[210] آپ کا نام یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر ہے۔ مالکی مکتبہ فکر سے تعلق تھا، کبار حفاظ الحدیث میں سے تھے، نامور مورخ اور ادیب تھے، حافظ المغرب کہا جاتا تھا، بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں الاستیعاب، جامع بیان العلم وفضلہ، الانتقاء فی فضائل الثلاثة الفقہاء وغیرہ شامل ہیں۔ 368ھ میں پیدا ہوئے اور 463ء میں وفات پائی۔ (الزرکلی، اعلام، جلد8، صفحہ 240)

[211] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستذکار، بیروت، دار الکتب العلمیة، 1421ھ، جلد8، صفحہ 444

[212] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، المغرب، وزارة عموم الاوقاف الاسلامیہ، 1387ھ، جلد5، صفحہ 283

[213] امام فخر الدین رازیؒ (متوفی 606ھ) متکلمین اسلام کے امام ہیں، آپ کی شہرہ آفاق تفسیر "مفاتیح الغیب" المعروف "تفسیر کبیر" ہے۔ آپ نے اپنی اس تفسیر میں عقلی اور کلامی بحث اور باطل فرقوں کی تردید پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لحاظ سے یہ تفسیر اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس میں جس دل نشین انداز میں قرآن کریم کے معانی کی توضیح اور

Marfat.com

يجوز للطبيب الأمين أن ينظر إليها للمعالجة[214]

"شریف الطبع طبیب کے لیے عورت کی طرف علاج کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔"

علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ومداواتها ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة[215]

"اور علاج کی غرض سے طبیب مرض کی جگہ کو بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔"

علامہ شامیؒ[216] لکھتے ہیں:

إذا كان المرض في سائر بدنها غير الفرج ويجوز النظر إليه عند الدواء لأنه موضع ضرورة[217]

"جب مرض عورت کے پورے بدن پر (کسی بھی جگہ) ہو شرمگاہ کے ماسوا تو اس حصہ کو دیکھنا جائز ہے علاج کی غرض سے اس لیے کہ ضرورت کی جگہ ہے۔"

آیات قرآنی کے باہمی ربط کی تشریح کی گئی ہے وہ بڑا قابل قدر ہے۔ امام رازیؒ نے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق چونکہ کلامی بحث اور باطل فرقوں کی تردید پر خاص زور دیا ہے اور اس ضمن میں ان کی بحثیں بہت سے مقامات پر طویل ہوگئی ہیں۔ اسی لیے بعض حضرات نے آپ کی اس تفسیر پر تبصرہ کیا ہے: فيه كل شئى الا التفسير (اس کتاب میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے) لیکن یہ تبصرہ تفسیر کبیر پر بڑا ظلم ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حل قرآن کے لحاظ اس تفسیر کا پایہ بہت بلند ہے۔ البتہ چند مقامات پر انہوں نے جمہور امت کی راہ سے ہٹ کر آیات کی تفسیر کی ہے لیکن ایسے مقامات اس تفسیر میں بہت کم ہیں۔ (مقدمہ معارف القرآن، صفحہ 54)

[214] الرازی، محمد بن عمر بن حسین، ابو عبداللہ، مفاتیح الغیب، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1420ھ، جلد 23، صفحہ 362

[215] حصکفی، علاء الدین، در مختار، بیروت، دارالفکر، 1386ھ، جلد 6، صفحہ 370

[216] علامہ شامیؒ کا نام، محمد امین، والد کا نام عمر اور دادا کا نام، عبدالعزیز ہے اور خاندانی لقب عابدین ہے۔ آپ کا وطن دمشق ہے۔ آپ کی شہرت علامہ ابن عابدین اور علامہ شامیؒ سے ہے۔ 1198ھ مطابق 1784ء میں پیدا ہوئے اور 1252ھ مطابق 1836ء میں وفات ہوئی۔ مشہور حنفی فقیہ تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں، شرح عقود رسم المفتی اور در مختار کا حاشیہ ہے جس کا پورا نام، رد المحتار علی الدر المختار فی تنویر الابصار (حیران کو پھیرنا منتخب موتی کی طرف جو آنکھوں کو روشن کرنے والا ہے) ہے۔ (الزرکلی، اعلام، جلد 6، صفحہ 42)

[217] شامی، رد المحتار، جلد 6، صفحہ 371

Marfat.com

لیکن واضح رہے کہ اجنبی طبیب کے سامنے بغرض علاج اتنا جسم کا حصہ کھولا جا سکتا ہے جس کی ضرورت ہے اس لیے کہ مشہور اصول ہے:

الضرورات تتقدر بقدرها[218]

"مجبوری اور ضرورت سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ہوتی ہے۔"

مرد طبیب سے علاج کے لیے چند شرائط ہیں۔

1۔ اس مرض کا علاج سوائے مرد کے اور عورت نہ کر سکتی ہو تو طبیب کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہے۔[219]

2۔ عورت موضع مرض کے علاوہ باقی جسم کو اچھی طرح چھپائے۔[220]

3۔ دیندار اور شریف الطبع طبیب کے ہوتے ہوئے دوسرے کسی ایسے طبیب سے علاج نہیں کرایا جا سکتا جس میں یہ مذکورہ صفات نہ ہوں۔[221]

4۔ بوقت علاج، عورت کا شوہر یا کوئی اور محرم وہاں موجود ہونا چاہیے۔[222]

5۔ مسلمان طبیب کی موجودگی میں غیر مسلم طبیب سے علاج نہ کرایا جائے۔[223]

❺ قاضی کے پاس عورت اپنا چہرہ کھول سکتی ہے۔ جب فیصلہ اور گواہی عورت کے خلاف ہو تاکہ گواہ اس کے چہرہ سے شناخت کر سکے اور قاضی جب اس کے خلاف فیصلہ جاری کرے تو وہ بھی پہچان سکے۔[224]

علامہ حصکفیؒ بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها ....

[218] حصکفی، علاء الدین، الدر المختار، جلد 6، صفحہ 370

[219] ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار المعرفت، س، ن، جلد 8، صفحہ 218

[220] ابن نجیم، البحر الرائق، جلد 8، صفحہ 218

[221] الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 4، صفحہ 202

[222] ایضاً، جلد 4، صفحہ 202

[223] ایضاً، جلد 4، صفحہ 202

[224] ابن مودود الموصلی، عبد اللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار، القاہرہ، مطبعۃ الحلبی، 1356ھ، جلد 4، صفحہ 156

Marfat.com

إلا النظر لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها [225]

"پس اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ البتہ ضرورت کے وقت، دیکھنا جائز ہے مثلاً قاضی کا فیصلہ سناتے یا گواہ کا گواہی دیتے وقت دیکھنا۔"

6. ہنگامی حالات میں حجاب کی پابندی نہیں ہے مثلاً غرقابی یا آگ کی حالت ہو۔

امام رازی لکھتے ہیں:

لو وقعت في غرق أو حرق فله أن ينظر إلى بدنها ليخلصها [226]

"اگر عورت پانی میں ڈوب رہی ہو یا آگ میں جل رہی ہو تو اس کی جان بچانے کے لیے اس کے بدن کی طرف دیکھنا جائز ہے۔"

اور اسی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ، زلزلہ و سیلاب، چھتوں کا گر جانا، آسمانی بجلی کا گرنا، چوری ڈکیتی کے وقت بھی افراتفری کے عالم میں یہی حکم ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی جان کی حفاظت از روئے شریعت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ﴾ [227]

"اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانون کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔"

---

[225] حصکفی، الدر المختار، جلد 6، صفحہ 370

[226] الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 23، صفحہ 362

[227] القرآن، المائدہ: 32

Marfat.com

اس آیت میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے مگر یہ حکم ہمارے لیے بھی ہے۔[228] باقی رہی یہ بات کہ احیاء الناس سے کیا مراد ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے ایک قول درج ذیل ہے۔

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

المراد من إحياء النفس تخليصها عن المهلكات: مثل الحرق والغرق والجوع المفرط والبرد والحر المفرطين [229]

"احیاء النفس سے مراد ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں سے بچانا مثلاً آگ، پانی میں ڈوبنے، شدید بھوک، اور سخت سردی اور گرمی سے بچانا۔"

امام ابن کثیرؒ[230] لکھتے ہیں:

وقال مجاهد في رواية: ومن أحياها، أي أنجاها من غرق أو حرق أو هلكة [231]

"اور حضرت مجاہد نے کہا کہ احیاھا سے مراد غرقابی اور آگ اور دیگر ہلاکت کی چیزوں سے بچانا۔"

معلوم ہوا جہاں انسانی جان خطرے میں ہو وہاں اس کا بچانا مقدم ہوگا لہٰذا ایسی صورت حال میں حجاب کی پابندی نہیں ہوگی۔ باقی رہا یہ اشکال کہ ایک انسان کا قتل تمام انسانون کے قتل کے

---

[228] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 3، صفحہ 84

[229] الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 11، صفحہ 344

[230] امام ابن کثیر کا نام، عماد الدین، کنیت ابو الفداءؔ اور شہرت ابن کثیر کے نام سے پائی۔ آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز اور محقق علماء میں سے ہیں۔ 701ھ میں شام کے نواح میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تفسیر کا نام "تفسیر القران العظیم" ہے۔ اس تفسیر میں زیادہ زور تفسیری روایات پر دیا گیا ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ آپ روایتوں پر محدثانہ تنقید بھی کرتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ کتاب تمام کتب تفسیر میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اور ان کی دوسری اہم اور مقبول تصنیف "البدایہ والنہایہ" ہے۔ یہ عرب مورخین کے دستور کے مطابق ابتدائے آفرینش سے 767ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ علامہ ابن اثیرؒ کی مشہور کتاب "الکامل" 638ھ تک کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے اس لیے اس کتاب میں 139 سال کے حالات اور تاریخ کا اضافہ ہے۔ تاتاری حملہ اور آٹھویں صدی کی اہمیت کی وجہ سے یہ زمانہ بڑا اہم اور پراز واقعات ہے۔ اس وجہ سے بھی اور تاریخی استناد و تفصیل کی وجہ سے بھی یہ کتاب اکثر مورخین کا مرجع وماخذ ہے۔ شعبان 774ھ میں وفات پائی اور دمشق کے کے مشہور مقبرہ الصوفیہ میں دفن ہوئے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ دوم، صفحہ 371تا373)

[231] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 3، صفحہ 84

Marfat.com

مساوی کیسے ہو سکتا ہے۔؟ یہ تو ممتنع ہے کہ کل، جز کے برابر ہو جائے۔؟ اس کے بہت سے جواب دیے گئے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ یہاں تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہے۔ بلکہ وجہ تشبیہ استعظام میں ہے فرد واحد کی شان عظمت بیان کرنا مقصود ہے کہ جیسے پوری انسانیت کا قتل بہت بڑی بات ہے اسی طرح ایک ناحق قتل بھی بہت بڑی بات ہے۔[232]

7. معاملہ کرتے وقت یعنی، اشیاء کے لیتے، دیتے اور بیع و شراء کے وقت بھی عورت کے چہرے کی طرف نظر کی جاسکتی ہے جس کا مقصد فریق ثانی کو ضرر اور غرر سے بچانا ہے۔

امام کاسانی لکھتے ہیں:

لأن إباحة النظر إلى وجه الأجنبية و كفيها للحاجة إلى كشفها في الأخذ والعطاء[233]

"اشیاء کے لینے اور دینے کی ضرورت کی وجہ سے اجنبیہ کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔"

امام نووی ؒ لکھتے ہیں:

جواز النظر للحاجة عند البيع والشراء[234]

"خرید و فروخت کی ضرورت کے وقت عورت (کے چہرے) کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔"

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بائع یا مشتری معاملہ کرتے وقت اس عورت کو پہچان لے تا کہ اگر کسی وجہ سے چیز واپس کرنی پڑے کسی نقصان وضرر کے وقت، یا بعد میں قیمت وصول کرنی ہو تو دوسری عورتوں سے الگ شناخت کی جا سکے۔ لیکن یہاں پر بھی وہی اصول جو پیچھے گزرا کہ جتنی ضرورت ہے اتنا عورت کا چہرہ کھولنا یا مرد کا نظر کرنا جائز ہے۔[235]

---

[232] الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 11، صفحہ 344،

[233] الکاسانی، بدائع الصنائع، جلد 5، صفحہ 122

[234] النووی، المنہاج، جلد 9، صفحہ 210

[235] درویش مصطفی حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، صفحہ 73

Marfat.com

جبکہ بعض اہل علم کی رائے میں خرید وفروخت کے وقت عورت کا چہرہ کھولنا یا مرد کا دیکھنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہ ایسی ضرورت نہیں ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔اس لیے کہ عورتیں بیع وشرا نقاب وحجاب کے ساتھ بھی کر سکتی ہیں۔[236]

اور یہی بات عصر حاضر کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے اس لیے کہ آج کل تو باقاعدہ خریدی ہوئی چیز کی رسید اور بل، مل جاتا ہے جس سے اس چیز کے واپس کرنے میں مزید کسی شناخت کی ضرورت نہیں ہے۔

❽ تعلیم وتعلم کے وقت عورت کے لیے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے مگر اس کی چند شرائط ہیں۔

1۔ وہ تعلیم ضروری ہو جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی تعلیم یا کوئی ایسا پیشہ یا ہنر جس کی شدید ضرورت ہے۔

2۔ اس علم وفن کو پڑھانے کے لیے کوئی دوسری عورت بھی میسر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی محرم پڑھانے والا ہے۔

3۔ حجاب کے ساتھ پڑھنے میں دشواری ہے۔

4۔ پڑھنے اور پڑھانے والی عورت، مرد کے ساتھ تنہا نہ ہو۔ساتھ کوئی محرم یا دیگر خواتین ہوں۔[237]

---

[236] ایضا، صفحہ 73

[237] الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 4، صفحہ 203

Marfat.com

فصل دوم

قائلین وجوب حجاب کے دلائل

اس فصل میں قائلین وجوب حجاب جن میں جمہور علماء شامل ہیں ان کے موقف و چند اہم دلائل اور طریق استدلال کو ذکر کیا گیا ہے۔ جمہور علماء کے یہ دلائل مفتی محمد شفیعؒ نے "احکام القرآن" میں، شیخ محمد صالح عثیمینؒ نے "رسالۃ الحجاب" میں، شیخ البانیؒ نے "جلباب المراہ" ڈاکٹر محمد احمد اسماعیل نے "عودۃ الحجاب" میں اور شیخ قرضاوی نے اپنے فتوی میں ذکر کیے ہیں اور کچھ دیگر کتب میں منقول ہیں۔ یہاں تمام دلائل کا نہ استیعاب مطلوب ہے اور نہ ہی اس کی گنجائش ہے اس لیے اگر جملہ دلائل و دیگر متعلقہ مباحث کا مطالعہ مقصود ہو تو ان کتب کی طرف مراجعت کر لی جائے۔

Marfat.com

قائلین وجوب حجاب کے دلائل

قائلین وجوب حجاب کے قرآنی دلائل:

❶ آیت جلباب:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾[238]

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی"

طریق استدلال:

اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مسلمان عورتوں کو گھروں سے نکلتے وقت اپنے چہروں کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں، صحابی کی تفسیر حجت ہے۔[239] نیز اس آیت میں ازواج مطہرات، بنات رسول کو جس حجاب کا حکم دیا جارہا ہے وہی امت کی عام عورتوں کو دیا جارہا ہے۔لہذا جس طرح ازواج مطہرات کے لیے پردہ ضروری تھا ویسے ہی تمام عورتوں کے لیے ہو گا۔[240]

❷ آیت غض بصر:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾[241]

---

[238] القرآن، الاحزاب:59

[239] ابن عثیمین، محمد بن صالح، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) السعودیہ، وزارات الشئوون الاسلامیۃ، 1423ھ صفحہ 83

[240] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، القاہرہ، دار ابن جوزی، 1426ھ، جلد 3، صفحہ 216

[241] القرآن، النور:30

Marfat.com

"اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔"

طریق استدلال:

اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اور اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمام وسائل وذرائع اختیار کیے جائیں جو اس مقصد کے حصول میں مدد گار ہو سکتے ہوں اور چہرہ کا پردہ عصمت کی حفاظت کے منجملہ وسائل میں سے ہے کیونکہ چہرہ کھلا رکھنا غیر محرم مردوں کے لیے اس کی طرف دیکھنے کا ذریعہ بنتا ہے اور مردوں کو اس کے خدوخال کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے جس سے بات میل ملاقات بلکہ ناجائز تعلقات تک جا پہنچتی ہے۔ لہذا جب چہرے کا پردہ "حفظ عصمت" کا ذریعہ ہے تو وہ بھی اسی طرح فرض ہو گا جس طرح "حفظ عصمت" فرض ہے۔[242]

3 آیت زینت کا درج ذیل حصہ:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ [243]

"اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں"

طریق استدلال:

خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے عورت اپنا سر ڈھانپنے کے لیے اوڑھتی ہے جیسا کہ برقعہ وغیرہ جب سینے پر دوپٹہ ڈالنے کا حکم ہے تو یہ بھی لازم ہوا کہ وہ اپنے چہرہ کو چھپائے اور قیاس صحیح کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جب گردن اور سینہ کا چھپانا واجب ہے تو چہرہ کا چھپانا بطریق اولیٰ ہو گا اس لیے کہ یہ خوبصورتی اور فتنہ کی جگہ ہے۔ اور لوگ بھی جب کسی عورت کے حسن وجمال کی بات کرتے ہیں تو چہرہ ہی مراد ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حکمت پر مبنی شریعت سینہ وگردن کے پردے کا تو حکم دے لیکن چہرہ کھلا رکھنے کی رخصت دے۔[244]

---

[242] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعہ رسائل فی الحجاب والسفور)، صفحہ 83

[243] القرآن، النور: 31

[244] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعہ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 83

Marfat.com

5 آیت زینت کا درج ذیل حصہ:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾

"زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔"

طریق استدلال:

عورت کو زمین پر زور سے پاؤں مارنے سے منع کیا گیا ہے کہ غیر محرم اس کے زیور کی جھنکار اور کھنک سے فتنے میں نہ پڑ جائے تو چہرہ کھلا رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ فتنہ میں پڑنے اور بہک جانے کا امکان زمین پر پاؤں مارنے کی بنسبت چہرہ کھولنے میں زیادہ ہے۔ پازیب کی جھنکار اور زیور کی کھنک سننے والے مرد اس آواز سے عورت کی خوبصورتی اور عمر کا اندازہ نہیں کر سکتا، جبکہ عورت کا کھلا ہوا چہرہ دیکھنے والا اس کی خوبصورتی اور عمر کا فوری اندازہ کر سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں بہکنے کا احتمال کس میں زیادہ ہے؟ ہر ذی شعور انسان سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی صورت بڑے فتنہ کا باعث بن سکتی ہے اور پردہ کی زیادہ مستحق ہے۔[245]

5 آیت حجاب:

آیت حجاب کا درج ذیل حصہ:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾[246]

"اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے۔"

طریق استدلال:

اس آیت میں ازواج مطہرات سے حجاب کے پیچھے سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کی علت پاکیزگی قلب بیان ہوئی ہے۔ چونکہ طہارت قلب کی ضرورت جیسے ازواج

---

[245] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعہ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 86

[246] القرآن، الاحزاب: 53

Marfat.com

مطہرات کو ہے ویسے ہی عام عورتوں کو ہے لہذا جس طرح ان کے لیے حجاب ضروری تھا ویسے ہی عام عورتوں کے لیے حکم ہو گا۔[247]

❻ آیت قواعد

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾[248]

"اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے (دوپٹے) اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے۔"

طریق استدلال:

اس آیت میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں اگر وہ اپنے اضافی کپڑے برقع و چادر وغیرہ جو پورے جسم کو ڈھانپتے ہیں اتار دیں اور اظہار زینت کا ارادہ نہ ہو تو وہ گنہگار نہ ہونگی۔ اس حکم کی بوڑھی عورتوں کے ساتھ تخصیص اس بات پر دال ہے کہ جوان عورتیں جو نکاح کی رغبت رکھتی ہیں ان کا حکم ان قواعد سے مختلف ہے اور اگر اضافی کپڑے اتارنے کا حکم سب کے لیے یکساں ہوتا تو بوڑھی عورتیں کی تخصیص بے فائدہ ہو گی۔[249]

قائلین وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل:

❶ قیس بن شماسؓ سے روایت ہے:

((جَائَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ

---

[247] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، جلد 3، صفحہ 256

[248] القرآن، النور: 60

[249] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 87

Marfat.com

وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ))[250]

"کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کا نام اُم خلاد تھا اور اس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ یہ عورت اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی جو جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی نے اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو ڈھونڈ رہی ہے اور اس حال میں سر اور چہرہ ڈھکا ہوا ہے (یعنی پوری طرح اپنے حواس میں ہے اور احکام شریعت کی پابندی برقرار ہے) وہ بولی میرے بیٹے پر مصیبت آئی ہے تو میری حیاء پر تو مصیبت نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔"

طریق استدلال:

حضرت ام خلادؓ کا "سر" اور "چہرہ" چھپا کر اپنے بیٹے کی تلاش کرنا باوجود اتنے بڑے صدمے کے، اور اس پر مستزاد یہ کہ کسی کا یہ کہنا کہ آپ کا بیٹا شہید ہو گیا ہے اور پھر بھی آپ کا پردہ برقرار ہے؟ تو ان کا ایمان افروز جواب دینا کہ بیٹا "کھویا" ہے "حیا" نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ اس معاشرے میں چہرے کا "پردہ" رائج تھا یہی وجہ ہے کہ اتنی پریشانی کے باوجود انہوں نے شدت حیاء کی وجہ سے "بے پردہ" ہونا گوارا نہیں کیا۔[251]

❷ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے:

((أَنَّ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا

[250] ابوداؤد، السنن، جلد 3، صفحہ 5

[251] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، جلد 3، صفحہ 119

Marfat.com

رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا))[252]

"رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر و عید الاضحی کے دن ہمیں اور پردہ نشین اور جوان عورتوں کو نکلنے کا حکم دیا، بہر حال حائضہ نماز سے علیحدہ رہ کر بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے جس کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا چاہیے کہ اس کی بہن اپنی چادر اس کو پہنا دے۔"

طریق استدلال:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ صحابیات جلباب کے ساتھ باہر نکلتی تھیں اور جلباب نہ ہونے کی صورت میں باہر نکلنا ممکن نہیں سمجھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے جب انہیں عید گاہ جانے کا حکم دیا تو انہوں نے یہ رکاوٹ ذکر کی کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو آپ ﷺ نے اس مشکل کو حل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی بہن اپنی چادر اس کو پہنا دے، قابل غور بات یہ ہے کہ بغیر بڑی چادر کے عورتوں کو عید گاہ کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی گئی، جبکہ عید گاہ کی طرف جانے کا مرد و عورت دونوں کو از روئے شریعت حکم ہے تو وہ کام جن کا شریعت نے حکم نہیں دیا مثلاً بازاروں کی شاپنگ، گھومنا، سیر، مردوں کے ساتھ اختلاط وغیرہ تو ان میں بغیر جلباب کے باہر نکلنے کی رخصت کیسے دی جا سکتی ہے معلوم ہوا عورت کے لیے پردہ کرنا ضروری ہے۔[253]

❸ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ))[254]

---

[252] مسلم، جلد 2، صفحہ 606

[253] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 91

[254] ابو داؤد، السنن، جلد 2، صفحہ 167

Marfat.com

"کہ (دوران حج و عمرہ) سوار ہمارے سامنے سے گذرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے ہوتے پس جب سوار ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے منہ پر ڈال لیتیں (اس طرح کہ کپڑا منہ سے الگ رہتا) اور جب وہ گذر جاتے تو ہم پھر منہ کھول لیتے۔"

طریق استدلال:

حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھے جب لوگوں کی سواریاں قریب آتیں تو ہم اپنے منہ کو چھپا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتیں۔ اس میں "نحن" (ہم) کا لفظ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ان کے ساتھ اور بھی خواتین شریک تھیں۔ معلوم ہوا چہرہ کا چھپانا ضروری ہے باقی رہی یہ بات کہ حالت احرام میں تو عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے اور اکثر اہل علم کے ہاں یہ واجب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک واجب کے مقابلہ میں جب دوسرا اس سے قوی واجب آجائے تو پھر پہلے کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ عورت کے لیے حالت احرام میں چہرہ کھولنے کا حکم واجب ہے اور مردوں سے پردہ کرنا بھی واجب ہے، اور یہ پہلے حکم سے زیادہ قوی ہے کہ پردہ کے بارے میں بہت سی آیات واحادیث ہیں اس لیے صحابیات نے مردوں کی آمد پر چہرے کے کھولنے والے واجبی حکم کو چھوڑ کر پردہ کرنے والے وجوبی حکم کو اختیار کر لیا۔[255]

4 عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ))[256]

"اور احرام والی عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے۔"

طریق استدلال:

اس حدیث سے واضح معلوم ہو رہا ہے کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد مسلم معاشرہ میں عورتوں نے منہ اور ہاتھوں کو چھپانا شروع کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ

---

[255] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 91

[256] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 3، صفحہ 15

Marfat.com

نے حالت احرام میں نقاب اوڑھنے اور دستانے پہننے سے منع فرمادیا اور اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا تو پھر اس ارشاد کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ معلوم ہوا چہرہ کا پردہ ضروری ہے سوائے حج کے اس میں عورت نقاب وغیرہ تو نہیں کرے گی مگر چادر کو چہرہ پر اس طرح لٹکائے گی کہ چہرہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو اور پردہ بھی ہو جائے۔[257]

5 حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((قَالَتْ أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ امْرَأَةٌ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ))[258]

"کہ ایک عورت نے پردہ کی اوٹ سے اشارہ کیا اس کے ہاتھ میں حضور اکرم ﷺ کے نام خط تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ وہ کہنے لگی کہ عورت کا ہاتھ ہے فرمایا کہ اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مہندی کے ساتھ متغیر کر دیتی۔"

طریق استدلال:

اس عورت کا پردے کے پیچھے سے خط دینا اس اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورتیں جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو پردے میں ہوتی تھیں۔[259]

6 حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَكَيْفَ يَصْنَعْنَ

---

[257] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، جلد 3، صفحہ 331

[258] ابوداؤد، السنن، جلد 4، صفحہ 77

[259] محمد زبیر، حافظ، چہرے کا پردہ، لاہور، مکتبہ رحمۃ للعالمین، 2010ء، صفحہ 85

Marfat.com

النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ قَالَ يُرْخِينَ شِبْرًا فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ))[260]

"کہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا عورتیں اپنے دامنوں کا کیا کریں آپ نے فرمایا وہ ایک بالشت لٹکا کر رکھیں انہوں نے عرض کیا اس صورت میں ان کے قدم کھل جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر ایک ہاتھ تک لٹکا سکتی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔"

طریق استدلال:

یہ حدیث عورتوں کے لیے پاؤں ڈھانپنے کے وجوب کو ثابت کر رہی ہے اور یہ حکم تمام صحابیات کو معلوم تھا اور یہ بات واضح ہے کہ پاؤں کھولنے کی بنسبت چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے میں فتنہ زیادہ ہے کم کشش والے مقام کے حکم کی صراحت خود بخود تنبیہ کر رہی ہے کہ اس سے زیادہ پر کشش اور اس حکم کے زیادہ مستحق اعضاء کا کیا حکم ہونا چاہیے نیز یہ بات شریعت کی حکمت کے منافی ہے کہ وہ کم کشش والے اعضاء کے پردہ کا حکم دے اور زیادہ کشش و فتنہ والے اعضاء کو کھلا رکھنے کی اجازت دے اللہ تعالیٰ کی حکمت و شریعت میں ایسا تضاد ناممکن ہے۔ معلوم ہوا چہرہ کا پردہ ضروری ہے۔[261]

7 حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ. لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ))[262]

"اللہ تعالیٰ پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا تھا۔"

---

[260] الترمذی، السنن، جلد 4، صفحہ 223

[261] ابن عثیمین، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) صفحہ 94

[262] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 6، صفحہ 109

Marfat.com

طریق استدلال:

حضرت عائشہؓ مہاجرات عورتوں کی حالت بیان ہو رہی ہے کہ انہوں نے جیسے یہ اس آیت کو سنا اس پر فوری عمل کیا اور اس کی صورت یہ تھی کہ اپنی بڑی چادروں کو کاٹ کر ان سے دوپٹے بنا کر چہروں کو ڈھانپ لیا۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے احکام حجاب کو عام سمجھا۔[263]

8 حضرت محمد بن مسلمہؓ سے روایت ہے:

((قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا فَقِيلَ لَهُ أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا))[264]

"حضرت محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا پھر میں چھپکے سے کوشش کرنے لگا یہاں تک میں نے اس پر ایک نظر ڈال ہی لی وہ اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھی کسی نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہو کر ایسا کر رہے ہیں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں ڈال دے کہ وہ کسی عورت کو پیغام نکاح بھیجے تو ایک نظر اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔"

طریق استدلال:

اس حدیث سے معلوم ہوا کسی عورت سے نکاح کا ارادہ ہو تو اس کو دیکھنے کی رخصت ہے اس کے علاوہ نہیں اور حضرت محمد بن مسلمہؓ کا کوشش کر کے دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں "حجاب" میں ہوا کرتی تھیں۔ اگر وہ عورتیں کھلے چہروں کے ساتھ پھرتی تھیں آج کے زمانہ کی عورتوں کی طرح تو پھر انہیں چھپکے سے دیکھنے کی کیا ضرورت تھی۔[265]

---

[263] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، جلد 3، صفحہ 331

[264] ابن ماجہ، السنن، جلد 1، صفحہ 599

[265] محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، جلد 3، صفحہ 256

Marfat.com

فصل سوم

قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل

حجاب کے عدم وجوب کے قائلین میں نمایاں نام عرب کے نامور محدث شیخ ناصر الدین البانیؒ کا ہے آپ نے اپنے رسالہ "جلباب المراۃ المسلمۃ"[266] میں اپنے موقف کو نہایت دلائل کے تفصیلی بیان کیا ہے جس میں احادیث اور آثار صحابہؓ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عورتوں کے لیے چہرے کا حجاب واجب نہیں ہے۔ اور اسی طرح نامور اسکالر ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اپنے ایک فتوی "النقاب لیس فرضا ولیس بدعة" [267] میں یہی موقف اختیار کیا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ ضروری نہیں۔ واضح رہے کہ محدث شیخ البانیؒ اور شیخ قرضاوی نے عورتوں کے لیے وجوب حجاب سے انکار کیا ہے مگر استحبابی درجے میں عورتوں کے لیے حجاب کے قائل ہیں جن کی تصریح انہوں نے خود اپنی تحریروں میں کی ہے۔

شیخ البانیؒ لکھتے ہیں:

أن ستر المرأة لوجهها ببرقع أو نحوه مما هو معروف اليوم عند النساء المحصنات أمر مشروع محمود وإن كان لا يجب ذلك عليها بل من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج[268]

"عورت کا برقع یا کسی اور چیز سے اپنے چہرے کو چھپانا مشروع اور پسندیدہ ہے اگرچہ وہ اس پر لازم نہیں، اس طریقے پر عمل کرنا احسن ہے مگر جو عمل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔"

---

[266] جلباب المرأة المسلمة في الكتاب والسنة، عمان، المكتبة الاسلامیہ، 1413ھ

[267] http://www.qaradawi.net/site/topics/article.asp?cu_no=2&item_no=7291&version=1&template_id=130&parent_id=17

[268] جلباب المراۃ المسلمۃ، جلد 1، صفحہ 144

Marfat.com

اور شیخ قرضاوی نے بھی اپنے فتوی کے آخر میں لکھا ہے۔ "نقاب کے واجب نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ جائز بھی نہیں، اگر کوئی عورت نقاب کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"[269]

لہذا شیخ البانیؒ اور شیخ قرضاوی نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے ان میں سے چند اہم دلائل کو ذکر کر کے ان کا تجزیہ کیا جائے گا۔

[269] النقاب لیس فرضا و لیس بدعۃ

Marfat.com

قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل

قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل:

❶ آیت غض بصر:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾[270]

"ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔"

طریق استدلال:

شیخ البانیؒ[271] لکھتے ہیں:

فإنها تشعر بأن فی المرأة شيئًا مكشوفًا يمكن النظر إليه فلذلك أمر تعالى بغض النظر عنهن وما ذلك غيرالوجه والكفين[272]

یہی اسلوب استدلال شیخ قرضاوی کا ہے وہ لکھتے ہیں:

فلو كانت الوجوه كلها مستورة، وكان كل النساء منقبات، فما وجه الحث على الغض من الأبصار؟ وماذا عسى أن تراه الأبصار إذا لم تكن الوجوه سافرة يمكن أن تجذب وتفتن؟ وما معنى أن الزواج أغض للبصر إذا كان البصر لا يرى شيئًا من النساء[273]

مذکورہ عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ اس آیت میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں، اس لیے کہ ان عورتوں کے جسم کا کوئی حصہ کھلا ہوا ہے جس کی طرف

---

[270] القرآن، النور:30

[271] آپ کا نام ابو عبد الرحمن ناصر الدین البانی ہے، 1332ھ میں پیدا ہوئے، متعدد کتب کے مصنف ہیں 1420ھ میں وفات ہوئی۔

[272] البانی، ناصر الدین، جلباب المراۃ المسلمۃ دار السلام للنشر والتوزیع، 1423ھ، صفحہ 77

[273] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

Marfat.com

نظر اٹھ سکتی ہے اور وہ چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں۔ اگر عورتوں کے لیے حجاب ضروری ہو تو پھر نگاہیں نیچی رکھنے کا کیا مطلب؟ نظر بار بار ادھر اٹھتی ہے جہاں کشش ہوتی ہے اور یہ کشش عورت کے چہرے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنی اس کشش کو چھپا کر رکھو بلکہ مردوں کو حکم دیا کہ تم نگاہیں نیچی رکھو اور بار بار اس کشش کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ۔

❷ آیت زینت کے درج ذیل حصے:

(الف) ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[274]

"اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔"

طریق استدلال:

اس آیت کریمہ میں ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد چہرہ اور کفین ہیں۔ اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے متبعین نے اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ لیا ہے۔[275]

(ب) ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾[276]

"اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔"

طریق استدلال:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے چہرہ کا چھپانا واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ خمر، خمار کی جمع ہے اور خمار اس کو کہتے ہیں جس سے سر کو ڈھانپا جائے، اور جیوب، جیب کی جمع ہے اور وہ قمیص کے کاٹنے کی جگہ ہے جہاں سے گریبان کھلا ہوتا ہے گردن اور سینہ ظاہر ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے خمار کو گردن اور سینہ پر ڈالنے کا حکم دیا تو اس آیت سے معلوم ہوا ان کا چھپانا ضروری ہے مگر خمار کو چہرہ پر ڈالنے کا حکم نہیں دیا۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری ہوتا تو انہیں سینے کے ساتھ چہرہ بھی چھپانے کا حکم دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔[277]

---

[274] القرآن، النور: 31

[275] البانی، ناصر الدین، جلباب المراۃ المسلمۃ، صفحہ 224

[276] القرآن، النور: 31

[277] البانی، ناصر الدین، جلباب المراۃ المسلمۃ، صفحہ 72

Marfat.com

شیخ قرضاوی بھی یہی لکھتے ہیں:

فلو كان ستر الوجه واجبًا لصرحت به الآية، فأمرت بضرب الخمر على الوجوه، كما صرحت بضربها على الجيوب[278]

❹ سورۃ احزاب کی درج ذیل آیت

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾[279]

"آپ کے لئے (اے پیغمبر!) اس کے بعد اور عورتیں حلال نہیں اور نہ ہی یہ بات (جائز ہے) کہ آپ ان کی جگہ اور بیویاں لے آئیں اگرچہ آپ کو پسند ہو ان کا حسن۔"

طریق استدلال:

شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

فمن أين يعجبه حسنهن، إذا لم يكن هناك مجال لرؤية الوجه الذي هو مجمع المحاسن للمرأة باتفاق؟[280]

اس آیت میں آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روکا جارہا ہے کہ اگر ان کا حسن آپ کو پسند ہو پھر بھی آپ نکاح نہیں کرسکتے۔ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کہ فلاں عورت خوبصورت ہے یا بدصورت؟ ظاہر ہے چہرے سے ہی اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ بالاتفاق چہرہ ہی مجمع المحاسن ہے معلوم ہوا عورت کے لیے چہرے کا چھپانا ضروری نہیں ہے۔

قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل:

❶ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

[278] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

[279] القرآن، الاحزاب: 52

[280] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

Marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ یُرَی مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَی وَجْهِهِ وَكَفَّیْهِ))[281]

"حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ (عائشہؓ کی بہن) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو ان کے اوپر باریک کپڑے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ " اے اسماء! جب عورت حیض کی عمر کو پہنچ جائے (بالغ ہو جائے) تو اس کے لیے درست نہیں ہے کہ اس کے جسم سے سوائے اس کے اور سوائے اس کے دکھائی دے اور اشارہ فرمایا ان کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف۔"

طریق استدلال:

اس حدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھول سکتی ہے۔[282]

❷ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

((أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ))[283]

---

[281] ابو داؤد، السنن، جلد 4، صفحہ 62

[282] البانی، جلباب المراۃ المسلمۃ، صفحہ 51

[283] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 8، صفحہ 51

Marfat.com

"کہ حضور اکرم ﷺ نے فضل بن عباسؓ کو نحر کے دن اپنے پیچھے اپنی سواری کی پشت پر بٹھایا اور فضل ایک خوب صورت مرد تھے آنحضرت ﷺ لوگوں کو کچھ مسائل بتانے کے لئے رک گئے خثعم (قبیلہ) کی ایک عورت آپ ﷺ سے کوئی مسئلہ دریافت کرنے کو آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور اس عورت کا حسن ان کو بھلا معلوم ہوا، ﷺ ان کی طرف مڑے اس وقت فضل اسی عورت کو دیکھ رہے تھے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑ کر اس عورت کی طرف سے منہ پھیر دیا اس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے وہ میرے باپ پر بھی فرض ہو گیا ہے جو بہت بوڑھا ہے اور سواری پر سیدھی طرح بیٹھ نہیں سکتا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا یہ ادا ہو جائے گا آپ نے فرمایا ہاں۔"

طریق استدلال:

حضور اکرم ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ کا رخ پھیر دیا لیکن اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا، اگر چہرہ چھپانا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ اس عورت کو بھرے مجمع میں چہرہ کھلا رکھنے پر تنبیہ کرتے اور اور خاص طور پر ایسی حالت کہ لوگ حسن کی وجہ اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے۔[284]

3. حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے:

((جَائَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا

[284] الالبانی، ناصر الدین، الثمر المستطاب فی فقہ السنۃ والکتاب، غراس للنشر والتوزیع، س ن، صفحہ 310
القرضاوی، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

Marfat.com

جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا))[285]

"کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ کے پاس اپنے نفس کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کرنے آئی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا جب اس عورت نے خیال کیا کہ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی اور آپ ﷺ کے صحابہؓ میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ﷺ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔"

طریق استدلال:

شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

ولو لم تكن سافرة الوجه، ما استطاع النبي -صلى الله عليه وسلم- أن ينظر إليها، ويطيل فيها النظر تصعيدًا وتصويبًا ولم يرد أنها فعلت ذلك للخطبة، ثم غطت وجهها بعد ذلك، بل ورد أنها جلست كما جاءت، ورآها بعض الحضور من الصحابة، فطلب من الرسول الكريم أن يزوجها إياه.[286]

مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا اسی لیے آپ نے اس کی طرف طویل نظر کی اور اوپر سے نیچے تک دیکھا یہ مراد نہیں لیا جا سکتا کہ اس عورت نے پیغام نکاح دیا اور پھر چہرہ کو چھپا لیا بلکہ وہ وہیں بیٹھ گئی تھی اور حاضرین میں سے بعض نے اس کو دیکھا تو ایک صحابیؓ کو چہرہ کھلا ہونے کی وجہ سے وہ پسند آگئی اور اس نے عرض کیا کہ میری شادی اس سے کرا دیجئے۔ معلوم ہوا عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

---

[285] البخاری، جلد6، صفحہ 192

[286] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعة

Marfat.com

④ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے:

((قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ))[287]

"کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز کے لئے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خطبے سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھائی پھر بلالؓ پر ٹیک لگائے کھڑے ہوگئے، اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی ترغیب دی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی پھر عورتوں کے پاس جا کر ان کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ صدقہ کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں، عورتوں کے درمیان سے ایک سرخی مائل سیاہ رخساروں والی عورت نے کھڑے ہو کر عرض کیا کیوں؟ یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: کیونکہ تم شکوہ زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری، حضرت جابر فرماتے ہیں وہ اپنے زیوروں کو صدقہ کرنا شروع ہوگئیں حضرت بلالؓ کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔"

طریق استدلال:

شیخ البانی لکھتے ہیں:

وهذا الحديث يدل على أن النساء كن يحضرن الصلاة مكشوفات الوجوه ولذلك استطاع الرواى أن يصف بعضهن بأنها سفعاء الخدين[288]

---

[287] مسلم، الصحیح، جلد 2، صفحہ 603

[288] البانی، الثمر المستطاب فی فقہ السنۃ والکتاب، صفحہ 308

Marfat.com

شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

فمن أين لجابر رضی الله عنه أن يعرف أنها سفعاء الخدين إذا كان وجهها مغطی بالنقاب[289]

عورتیں نماز کی ادائیگی کے لیے کھلے چہروں کے ساتھ حاضر ہوتی تھیں اسی لیے تو راوی حدیث نے سوال کرنے والی عورت کے گالوں کی حالت بیان کی، اگر چہرہ چھپایا ہوتا تو پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو کیسے پتہ چلا کہ اس کے سرخی مائل سیاہ گال ہیں معلوم ہوا چہرہ کا پردہ ضروری نہیں ہے۔

5 حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

((رَأَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم امْرَأَةً، فَأَعْجَبَتْهُ، فَأَتَى سَوْدَةَ، وَهِيَ تَصْنَعُ طِيبًا، وَعِنْدَهَا نِسَاءٌ، فَأَخْلَيْنَهُ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ رَأَى امْرَأَةً تُعْجِبُهُ، فَلْيَقُمْ إِلَى أَهْلِهِ، فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلُ الَّذِي مَعَهَا))[290]

"اللہ کے رسول ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی تو آپ ﷺ حضرت سودہؓ کے پاس آئے اور وہ خوشبو تیار کر رہی تھیں، ان کے پاس اس وقت عورتیں تھیں تو ان عورتوں نے آپ ﷺ کے لیے تنہائی کر دی آپ ﷺ نے اپنی خواہش پوری کی، پھر فرمایا جو بھی شخص کسی عورت کو دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کی کی بیوی کے پاس بھی وہ وہی ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔"

شیخ قرضاوی مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

تدل النصوص والوقائع الكثيرة على أن عامة النساء في عصر النبوة لم يكن منقبات إلا ما ندر، بل كن سافرات الوجوه ......فسبب الحديث يدل على أن الرسول الكريم رأى امرأة معينة، فوقع في قلبه شهوة النساء، بحكم بشريته ورجولته، ولا

[289] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

[290] دارمی، عبد اللہ، ابو محمد، السنن، بیروت، دار الکتاب العربی، جلد 2، صفحہ 196

Marfat.com

يمكن أن يكون هذا إلا إذا رأى وجهها الذي به تعرف فلانة من غيرها، ورؤيته هي التي تحرك الشهوة البشرية[291]

مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ نصوص اور واقعات کی کثرت اس پر دلالت کرتی ہے کہ عصر نبوت میں عام عورتیں نقاب میں نہیں ہوتی تھی شاذ ونادر ہے کہ کوئی نقاب کرتی ہو بلکہ کھلے چہروں کے ساتھ وہ نکلتی تھیں۔ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا اسی لیے وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی حضور اکرم ﷺ چونکہ انسان تھے اور بشری تقاضے کے تحت دل میں بھی خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن ایسے موقع پر اپنی بیوی کے پاس چلے آئے اور اس طرح امت کو بھی یہی تعلیم دی۔

6 حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

((إِن كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ))[292]

"کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز (ایسے وقت میں) پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر جب عورتیں چادریں لپیٹے ہوئے واپس ہوتیں تو اندھیرے کی بنا پر پہچانی نہ جاتی تھیں۔"

طریق استدلال:

شیخ البانیؒ لکھتے ہیں:

فإن مفهومه أنه لولا الغلس لعرفن وإنما يعرفن عادة من وجوههن وهي مكشوفة فثبت المطلوب[293]

شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

وهو يدل بمفهومه على أنه يعرفن في غير حالة الغلس، وإنما يعرفن إذا كن سافرات الوجوه[294]

---

[291] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ
[292] البخاری، جلد 1، صفحہ 296
[293] البانی، جلباب المراۃ المسلمۃ، صفحہ 65
[294] القرضاوی، یوسف، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تاریکی نہ ہوتی تو ان کو پہچان لیا جاتا اور ظاہر ہے کہ چہرے سے پہچانا جاتا ہے تو مطلوب ثابت ہو گیا کہ چہرے کا "حجاب" ضروری نہیں ہے۔

7 حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے کہ مجھے سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا:

((أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا))[295]

"کہ میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھلاؤں، میں نے کہا کیوں نہیں، انہوں نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ میرے حق میں دعا کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا تجھے صبر کرنا چاہئے، تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو تیرے لئے دعا کر دیتا ہوں کہ تو تندرست ہو جائے، اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی، پھر کہا اس میں میرا ستر کھل جاتا ہے، اس لئے آپ دعا کریں کہ ستر نہ کھلنے پائے، آپ نے اس کے حق دعا فرمائی۔"

طریق استدلال:

راوی کو عورت کی رنگت کا علم ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں چہرہ کھول کر نکلتی تھیں۔[296]

---

[295] البخاری، جلد 5، صفحہ 2140

[296] البانی، جلباب المراۃ المسلمۃ، صفحہ 70

Marfat.com

ے دلائل کا تجزیہ

Marfat.com

فصل اول:

قائلین وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ

فصل دوم:

قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے استدلال کا تجزیہ

Marfat.com

فصل اول:

قائلین وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ

اس فصل میں قائلین وجوب حجاب کے قرآن کریم سے پیش کردہ دلائل کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

”اور جلباب، لغت عرب میں وہ زبان جس میں نبی کریم ﷺ گفتگو فرمایا کرتے تھے، اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو تمام بدن کو ڈھانپ لے اور جو کپڑا تمام بدن کو نہ ڈھانپے اسے جلباب نہیں کہتے۔“

امام ابن منظور افریقیؒ(م-711ھ) لکھتے ہیں:

الجلباب: الازار؛ یشتمل به، فیجلل جمیع الجسد؛ و کذلك ازار اللیل، وهو الثوب السابغ الذی یشتمل به النائم، فیغطی جسده کله[300]

”جلباب سے مراد چادر ہے۔ جس کو لپیٹا جائے اور وہ پورے جسم کو ڈھانپ لے، اسی طرح ازار اللیل ہے اس سے مراد وہ کپڑا جس کو سونے والا اپنے جسم پر لپیٹتا ہے اور وہ پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

الجلباب وهو الإزار الکبیر الذی یغطی رأسها وسائر بدنها[301]

جلباب سے مراد بڑی چادر ہے جس سے سر اور پورے جسم کو ڈھانپا جائے۔

علامہ شوکانیؒ(م-1250ھ) لکھتے ہیں:

والجلابیب جمع جلباب وهو ثوب أکبر من الخمار وقیل هو ثوب یستر جمیع بدن المرأة کما ثبت فی الصحیح من حدیث أم عطیة أنها قالت یا رسول الله إحدانا لایکون لها جلباب فقال لتلبسها أختها من جلبابها[302]

”اور جلابیب، جلباب کی جمع ہے اور وہ دوپٹے سے بڑا کپڑا ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات نے کہا اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو عورت کے سارے بدن کو ڈھانپ

---

[300] ابن منظور افریقی، لسان العرب، جلد 1، صفحہ 273

[301] ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، السعودیہ، مجمع الملک فہد، 1416ھ، جلد 22، صفحہ 111

[302] شوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایہ والدرایہ من علم التفسیر، بیروت، دار الفکر، س، ن جلد 4، صفحہ 304

Marfat.com

لے جس طرح کہ صحیح (بخاری) میں ام عطیہؓ کی حدیث سے ثابت ہے ایک عورت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس جلباب نہیں ہوتا، (وہ کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن کو چاہئے کہ اپنا جلباب اسے اوڑھا دے۔"

علامہ محمود آلوسیؒ[303] لکھتے ہیں:

والجلابيب جمع جلباب وهو على ماروى عن إبن عباس الذى يستر من فوق إلى أسفل[304]

"اور جلابیب، جلباب کی جمع ہے اور اس کے بارے میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کپڑا مراد ہے جو عورت کو اوپر سے نیچے تک چھپالے۔"

مندرجہ بالاحوالوں کی روشنی میں معلوم ہوا کہ "جلباب" سے مراد ایسا کپڑا جو "حجاب" کا کام دے سکے جس سے عورت اپنے آپ کو چھپا کر باہر نکلے کہ اغیار کی نظریں اس کی ساخت، خدوخال اور جسمانی نشیب وفراز کو جانچ نہ سکیں۔ علامہ شوکانیؒ نے حدیث ام عطیہؓ[305] سے استدلال کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ "جلباب" سے مراد بڑا کپڑا ہے۔

---

[303] شیخ علامہ محمود آلوسیؒ (متوفی 1270ھ) کا شمار بغداد کے آخری دور کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔ آپ کی شہرہ آفاق تفسیر کا نام "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" ہے۔ تیس جلدوں پر مشتمل ہے آپ نے اس تفسیر کو بڑی تک جامع بنانے کی کوشش کی ہے۔ لغت، نحو، ادب اور بلاغت کے علاوہ فقہ، عقائد، فلسفہ اور ہیئت وتصوف اور متعلقہ روایات پر بھی مبسوط بحثیں کی ہیں، اور کوشش یہ کی ہے کہ آیت سے متعلق کوئی علمی گوشہ تشنہ نہ رہے، روایات حدیث کے معاملہ میں بھی آپ دوسرے مفسرین کے مقابلہ میں محتاط رہے ہیں۔ اس لحاظ یہ بڑی جامع تفسیر ہے، اور اب تفسیر قرآن کے سلسلہ میں کوئی بھی کام اس کی مدد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ (مقدمہ معارف القرآن، صفحہ 56)

[304] آلوسی، محمود، ابوالفضل، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1415ھ، جلد 11، صفحہ 264

[305] پوری حدیث اس طرح ہے۔ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں عید کے دن مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہونے کا حکم دیا، ایک عورت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! "ہم میں سے کسی کے پاس جلباب نہیں ہوتا" (وہ کیسے عید گاہ میں حاضر ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے ساتھ والی کو چاہئے کہ اپنا جلباب اسے اوڑھا دے۔" یعنی اس کو بھی اپنے جلباب میں شریک کرلے (البخاری، الجامع الصحیح، جلد 1، صفحہ 139)

طریق استدلال:

حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو بھی نماز عید میں شریک ہونے کا حکم دیا تو، ایک عورت نے کہا کہ جن کے پاس اوڑھنے کے لیے کوئی کپڑا نہیں وہ کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوسری اس کو اپنا کپڑا، اوڑھادے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اس کا اپنا کپڑا بڑا ہو اگر اس کا اپنا کپڑا چھوٹا ہے وہ تو خود اس کے لیے ناکافی ہے۔ اس کی تائید شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تشریح سے بھی ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں:

لتلبسها أختها من جلبابها أی لتعیرها طرف الجلباب تلتحف به فتلتحف امرأتان بجلباب واحد[306]

"اس کی بہن کو کو چاہئے کہ اپنا جلباب اسے اوڑھادے۔" یعنی اپنے جلباب کی ایک طرف اس کو اوڑھنے کے لیے دیدے تو دو عورتیں ایک جلباب کو اوڑھیں گی۔"

معلوم ہوا جلباب سے مراد بڑی چادر ہے وگرنہ ایک چادر کو دو عورتیں کیسے اوڑھ سکتی ہیں۔

جلباب سے چہرہ چھپانے کی تحقیق:

مندرجہ بالا حوالہ جات سے جلباب کی وضاحت تو ہو گئی لیکن کیا اس جلباب سے چہرہ بھی چھپایا جائے گا؟ اس کی کیفیت پوری طرح واضح نہیں ہے اس کے لیے ضرورت یہ پیش آئی کہ دیکھا جائے اس آیت کی مخاطبات جن کو قرآن مجید نے جلباب اوڑھ کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہے ان کے لیے کسی دوسرے مقام پر حجاب کا حکم ہو اور اس کی کیا کیفیت ہے؟

اسس لیے کہ تفسیر قرآن کا مشہور اصول ہے:

ان القرآن یفسر بعضہ بعضا[307]

"قرآن کریم کا بعض دوسرے بعض کی تفسیر کرتا ہے۔"

---

[306] ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، شرح عمدۃ الفقہ، الریاض، دار العاصمہ، 1418ھ، صفحہ 271

[307] آلوسی، روح المعانی، جلد 4، صفحہ 260

Marfat.com

ازواج مطہرات کے لیے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں "حجاب" کے احکامات موجود ہیں۔ سورۃ احزاب میں ان کو "تبرج" جاہلیت سے منع کیا گیا ہے[308]

تبرج کا مفہوم:

تبرج کے مفہوم میں ماہرین لغت کے اقوال ذکر کرنے کے بعد چند مشہور مفسرین کی آراء کو ذکر کیا جاتا ہے۔

امام زجاج(م-311ھ) لکھتے ہیں:

التبرج اظهار الزينة، وما تستدعى به شهوة الرجل [309]

"تبرج کہتے ہیں زینت کا ظاہر کرنا جس سے مردوں میں شہوت پیدا ہو۔"

امام ابن فارس(م-395ھ) لکھتے ہیں:

التبرج وهو اظهار المراة محاسنها [310]

"عورت کا اپنے محاسن کو ظاہر کرنا تبرج کہلاتا ہے۔"

ابن منظور افریقی(م-711ھ) لکھتے ہیں:

والتبرج: اظهار المراة زينتها ومحاسنها للرجال. وتبرجت المراة: اظهرت وجهها. واذا ابدت المراة محاسن جيدها ووجهها، قيل: تبرجت[311]

"اور تبرج کہتے ہیں عورت کا اپنی زینت اور محاسن کو مردوں کے لیے ظاہر کرنا اور تبرجت المراۃ کا مطلب عورت نے چہرہ ظاہر کیا، اور جب عورت اپنی گردن اور چہرہ کے محاسن کو ظاہر کرتی ہے تو کہا جاتا ہے تبرجت۔"

مفسرین کے اقوال:

ابن جریر طبری[312] لکھتے ہیں:

---

[308] القرآن، الاحزاب:33

[309] زجاج، ابواسحاق، ابراہیم بن السری، معانی القران واعرابہ، بیروت، عالم الکتب، 1408ھ، جلد4، صفحہ 225

[310] ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغۃ، دارالفکر، 1399ھ، جلد1، صفحہ 238

[311] ابن منظور افریقی، لسان العرب، جلد2، صفحہ 212

Marfat.com

التبرج هو إظهار الزينة، وإبراز المرأة محاسنها للرجال [313]

"تبرج کہتے عورت کا اپنی زینت اور محاسن کو مردوں کے لیے ظاہر کرنا۔"

امام واحدیؒ (م-468ھ) لکھتے ہیں:

التبرج أن تظهر المرأة محاسنها من وجهها وجسدها [314]

"تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے اور جسم سے محاسن کو ظاہر کرے۔"

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وقال المبرد: أن تبدي من محاسنها ما يجب عليها ستره. قال الليث: ويقال تبرجت المرأة إذا أبدت محاسنها من وجهها وجسدها [315]

"مبرد نے کہا عورت کا اپنے ان محاسن کو ظاہر کرنا جن کو چھپانا اس کے لیے ضروری ہے تبرج کہلاتا ہے۔ اور لیث نے کہا تبرجت المراۃ تب کہا جاتا ہے جب کوئی عورت اپنے چہرے اور جسم کے محاسن کو ظاہر کرتی ہے۔"

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا شریعت اسلامیہ نے "تبرج" سے منع فرمایا جس کی صورت یہ تھی کہ عورتیں اپنے چہرہ اور دیگر محاسن کو اجنبیوں پر ظاہر کرتی تھیں۔ اور سورہ احزاب میں

---

[312] ابن جریر طبریؒ (متوفی 310ھ) کا نام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ ہے۔ آپ اونچے درجہ کے مفسر، محدث اور مورخ ہیں، اور اہل سنت کے جلیل القدر عالم ہیں اور ائمہ مجتہدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ چالیس سال تک لکھنے میں مشغول رہے، اور ہر روز چالیس ورق لکھنے کا معمول تھا۔ (البدایہ والنہایہ، صفحہ 145 جلد 11) آپ کی شہرہ آفاق تفسیر کا نام "جامع البیان" ہے۔ اور تیس جلدوں میں ہے اور بعد کی تفاسیر کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ آیات کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں اور پھر جو قول ان کے نزدیک راجح ہوتا ہے اسے دلائل کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں۔ البتہ ان کی تفسیر میں صحیح وسقیم ہر طرح کی روایات جمع ہوگئی ہیں، اس لیے ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، تاہم اقوال مختلفہ کو جمع کرنے سے ان کا مقصود یہ تھا اس مواد سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور ہر روایت کے ساتھ آپ نے سند کا بھی ذکر کیا ہے تاکہ جو شخص چاہے راویوں کی تحقیق کرکے روایت کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرسکے۔ (مقدمہ معارف القرآن، صفحہ 52)

[313] طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، 1422ھ، جلد 19، صفحہ 97

[314] الواحدی، علی بن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، بیروت، دار الکتب العلمیہ 1415ھ، جلد 3، صفحہ 328

[315] آلوسی، روح المعانی، جلد 11، صفحہ 189

Marfat.com

ہی ازواج مطہرات سے سوال کے وقت حجاب کی پابندی لگادی گئی [316] چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے ازواج مطہرات کے لیے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ ضروری تھا۔ قاضی عیاضؒ نے ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ سے استدلال کیا ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

قال عیاض فرض الحجاب مما اختصصن به فهو فرض علیهن بلا خلاف فی الوجه والکفین[317]

"عیاض نے کہا، حجاب کی فرضیت جس کے ساتھ ازواج مطہرات خاص تھیں ان کے لیے چہرہ اور ہتھیلیوں کا چھپانا فرض تھا۔"

لہذا جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ازواج مطہرات کے لیے چہرے کا حجاب ضروری تھا اور اس آیت میں ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں کو ایک ہی سیاق میں حکم دیا جارہا ہے تو عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی چہرے کے حجاب کا وجوبی حکم ثابت ہوا۔ باقی قاضی عیاضؒ کا ازواج مطہرات کے ساتھ حجاب کی فرضیت کو خاص کرنا یہ محل نظر ہے جس کا حافظ ابن حجر نے جواب دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولیس فیما ذکره دلیل علی ما ادعاه من فرض ذلك علیهن[318]

حافظ ابن حجرؒ کا اپنا رجحان بھی اس طرف ہے کہ عورتوں کا اجنبیوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔[319]

نیز جلباب چہرہ چھپانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ واقعہ افک کے بارے میں بتاتی ہیں۔

((فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ

---

[316] القرآن، الاحزاب: 53

[317] النووی، المنہاج، جلد 14، صفحہ 151

[318] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 8، صفحہ 530

[319] ایضاً، جلد 9، صفحہ 152

Marfat.com

بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي)) [320]

"اس (صفوان بن معطلؓ) نے مجھے پہچان لیا کیونکہ پردے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا ہوا تھا تو وہ بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے اس کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً دوپٹہ سے منہ چھپا لیا۔"

اس روایت میں حضرت عائشہؓ کا جلباب سے چہرہ چھپانے کا ذکر ہے اور آیت جلباب میں، ازواج مطہرات، بنات رسول ﷺ اور عام عورتوں کو جلباب کے ساتھ باہر نکلنے کا حکم ہے لہذا عام مسلمان خواتین کے لیے بھی چہرے چھپا کر نکلنا ضروری ہوا۔

اور اس کی تائید آیت کریمہ کے آخری جملہ سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ [321]

"اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر ستائی نہ جائیں گی"

فاسق لوگ ان کے پردہ کی وجہ سے متوجہ نہیں ہونگے جس سے وہ اذیت سے دوچار نہ ہونگی، اور اگر وہ پردہ نہیں کرتیں تو پھر اذیت کا شکار ہو جائیں گی اور یہ بھی معلوم ہوا عورت کے محاسن کی معرفت ایذا رسانی کا باعث ہوتی ہے، لہذا اس سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ وہ پردہ کے ساتھ باہر نکلا کریں جبکہ آج تو فساق کی کثرت ہے۔

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں:

اتفاق المسلمين على منع النساء أن يخرجن سافرات الوجوه لا سيما عند كثرة الفساق [322]

"مسلمانوں کا عورتوں کے کھلے چہروں کے ساتھ باہر نکلنے کی ممانعت پر اتفاق ہے بالخصوص جب کہ فساق کی کثرت ہے۔"

واضح رہے کہ یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ ان منافقین کی ایذا رسانیوں سے بچنے کے لیے یہ ایک وقتی تدبیر اور عارضی حکم تھا جس کی اب ضرورت نہیں رہی۔

---

[320] البخاری، جلد 4، صفحہ 1518

[321] القرآن، الاحزاب: 59

[322] الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، مصر، دار الحدیث، 1413ھ، جلد 6، صفحہ 137

Marfat.com

چنانچہ مولانا امین حسن اصلاحی[323] لکھتے ہیں:

"اس زمانہ نزول کو دلیل ٹھہرا کر اگر کوئی شخص یہ کہے "کہ یہ حکم ایک فتنہ کے زمانہ میں ایک عارضی واحتیاطی تدبیر کے طور پر دیا گیا تھا جو فتنہ کا زمانہ گزر جانے کے بعد باقی نہیں رہا" تو یہ سمجھنا مختلف پہلوؤں سے غلط ہو گا۔

اولاً: قرآن مجید کے جتنے احکام بھی نازل ہوئے ہیں سب ضرورت اور حالات کے تقاضے پر نازل ہوئے ہیں۔ اس لیے اگر یہ اصول مان لیا جائے کہ تمام احکام انہی ضروریات وحالات کے تابع ہیں جو ان کے نزول کے وقت موجود تھے، ان کے بدل جانے کے بعد وہ احکام وقوانین آپ سے آپ ہی بدل جائیں گے، تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قرآن کا بیشتر حصہ بالکل بے مصرف ہو کے رہ جائے گا۔

ثانیاً: پردہ کے یہ احکام آنحضرت ﷺ کے بعد ان زمانوں میں بھی بدستور قائم رہے جس زمانہ میں منافقین کا کوئی وجود باقی نہیں رہا تھا اور مدینہ کی سوسائٹی اشرار اور مفسدین سے بالکل پاک ہو چکی تھی اس زمانہ میں نہ صرف پردہ کا حکم باقی رہا، بلکہ عورتوں کو بعض آزادیاں، جو منافقین کی موجودگی کے زمانہ میں حاصل تھیں، مثلاً مسجدوں کی حاضری کی آزادی، ان کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اب عورتوں کے حالات میں جو تغیر ہو گیا ہے اگر آنحضرت ﷺ اس کو دیکھتے تو ان کو مسجدوں کی حاضری سے روک دیتے۔

ثالثاً: یہ حکم جس زمانہ میں نازل ہوا ہے اس زمانہ میں مدینہ کی سوسائٹی ان منافقین کے باوجود صالح ترین سوسائٹی تھی، ایسی صالح کہ ایسی صالح سوسائٹی چشم فلک نے شاید ہی کبھی دیکھی ہو، اس سوسائٹی کے اندر اگر کچھ منافقین موجود تھے بھی تو اولاً ان کی تعداد اتنی کم تھی کہ آسانی سے ان کو انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا اور ثانیاً ایک صالح نظام کے

---

[323] مولانا امین احسن اصلاحی 1904ء کو پیدا ہوئے، اور محترم حمید الدین فراہی (م 1930ء) کے خصوصی شاگرد ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ لیکن زیادہ شہرت آپ کو قرآن کریم کی تفسیر "تدبر قرآن" سے ملی جو آپ نے اپنے استاد محترم کے تفسیری اصولوں پر لکھی۔ اور 1997ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

Marfat.com

قائم ہو جانے کی وجہ سے وہ اگر اس طرح کی کوئی مجرمانہ حرکت کر بھی گزرتے تھے تو ہر وقت اس کی سخت ترین پاداش کے خوف سے کانپتے رہتے تھے۔ پھر جب ایسی سوسائٹی میں پردہ کا حکم ضروری سمجھا گیا تو اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری اس سوسائٹی میں اس کی کس قدر ضرورت ہو گی جس کا حال یہ ہے کہ اس کے اندر شائید مخلصین کی اتنی تعداد نہ ہو جتنی اس سوسائٹی میں منافقین کی تھی۔"[324]

مولانا اصلاحیؒ نے نہایت عمدہ انداز میں اس غلط فہمی کو دور کیا کہ حجاب کے حکم کو وقتی تدبیر کہہ کر اسی زمانے کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ بعد کے زمانوں میں بھی حجاب کے احکامات پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔

اور مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن کریم نے منافقین کی ایذار سانیوں اور شرارتوں سے بچنے کے لیے احکامات "حجاب" دیے تھے۔ تو اس کو ان احکام کے نزول کی ایک وجہ اور حکمت تو کہا جاسکتا ہے۔[325] لیکن اس سے دوسری وجوہات کی نفی نہیں کی جاسکتی۔ احکام شریعت کی گہرائی اور ان کے فوائد و مقاصد کا تو عقل انسانی احاطہ ہی نہیں کر سکتی۔ جہاں احکام حجاب کی پابندی سے منافقین کی ایذار سانیوں سے تحفظ کا حصول تھا وہاں "انسداد فواحش" کے لیے بھی یہ احکام بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

اور یہ استدلال بھی باطل ہے کہ آج باندیوں کا دور نہیں ہے کہ جن سے الگ شناخت کے لیے آزاد عورت کے لیے جلباب کو وجہ شناخت بنا کر ان کے لیے حجاب کو ضروری قرار دیا جائے۔

---

[324] اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، اکتوبر 2009، صفحہ 120

[325] امام قرطبیؒ نے بھی اس کو حکمت قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:
﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ أي الحرائر حتى لا يختلطن بالإماء فإذا عرفن لم يقابلن بأدنى من المعارضة مراقبة لرتبة الحرية فتنقطع الأطماع عنهن "آزاد عورتیں لونڈیوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ پس جب وہ پہچان لی جائیں گی کہ وہ آزاد عورتیں ہیں تو ان کے مقام و مرتبہ اور آزادی کی رعایت رکھتے ہوئے انہیں معمولی تکلیف بھی نہ پہنچائی جائے گی اور ان سے ہر قسم کی غلط اُمیدیں منقطع ہو جائیں گی۔" (الجامع لاحکام القرآن، جلد 14، صفحہ 244)

Marfat.com

اس لیے کہ گو، آج باندیوں کا دور نہیں ہے مگر ایذا رسانی پہلے سے بڑھ گئی ہے ۔بے حجابی اور پر کشش وچست لباس پہن کر نکلنے والی عورت پر ستائشی نظروں کے علاوہ ہوس سے بھری ہوئی نظریں پڑتی ہیں بعض دفعہ تو صرف نظروں سے ہی تعاقب نہیں ہوتا بلکہ ان کا پیچھا کیا جاتا ہے اور تنہائی یا موقع ملتے ہی ان پر فقرے کسے جاتے ہیں۔ اور ان عورتوں کی عزت لوٹنے کے لیے مختلف حیلے و بہانے کیے جاتے ہیں اور اسی پر اکتفاء نہیں ہے کئی دفعہ اغواء کی وارداتیں بھی انہی مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ہوتی ہیں جیسا کہ آئے روز اخبارات ومیڈیا میں اس قسم کی خبریں پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔

جمہور مفسرین کا رجحان:

تقریباً تمام مفسرین اور جمہور علماء نے ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ سے چہرے کا پردہ مراد لیا ہے۔ چند مفسرین کے تفسیری اقوال درج ذیل ہیں۔

امام ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں:

لا يتشبهن بالإماء في لباسهن إذا هن خرجن من بيوتهن لحاجتهن فكشفن شعورهن ووجوههن ولكن ليدنين عليهن من جلابيبهن لئلا يعرض لهن فاسق إذا علم أنهن حرائر بأذى من قول [326]

"مسلمان عورتیں جب گھروں سے نکلیں تو لونڈیوں کے ساتھ لباس میں مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا نہ رکھیں، بلکہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکا لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور فاسقین کی اذیت دہ باتوں سے بچ سکیں۔"

امام ابو بکر جصاص رازیؒ [327] اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[326] طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد 19، صفحہ 180

[327] امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص رازیؒ (متوفی 370ھ) فقہائے حنفیہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں، آپ کی تفسیر "احکام القرآن" کا موضوع فقہی احکام و مسائل کا استنباط ہے اور آپ نے مسلسل آیتوں کی تفسیر کی بجائے صرف ان آیتوں کی فقہی تفصیلات بیان کی ہیں جو فقہی احکام پر مشتمل ہیں۔ اس موضوع پر اور بھی متعدد تفاسیر لکھی گئی ہیں مگر اس تفسیر کو ان سب میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ (مقدمہ معارف القرآن، صفحہ 54)

Marfat.com

في هذه الآية دلالة على ان المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين و إظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن[328]

"یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نوجوان عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپائے، اور وہ اس بات پر بھی مامور ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت ستر اور اور عفت مآبی کا اظہار کرے تاکہ مشکوک افراد ان سے غلط امید و طمع نہ کر پائیں۔"

امام الکیاالھراسیؒ (م-504ھ) لکھتے ہیں:

الجلباب: الرداء، فأمرهن بتغطية وجوههن ورؤوسهن [329]

"جلباب سے مراد چادر ہے اللہ تعالی نے عورتوں کو چہرے اور سروں کو چھپانے کا حکم دیا۔"

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

لما كانت عادة العربيات التبذل و كن يكشفن وجوههن كما يفعل الإماء وكان ذلك داعية إلى نظر الرجال إليهن وتشعب الفكرة فيهن أمر الله رسوله صلى الله عليه وسلم أن يأمرهن بإرخاء الجلابيب عليهن إذا أردن الخروج إلى حوائجهن[330]

"چونکہ عرب خواتین میں کچھ (دور جاہلیت کا) چھچھورا پن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کی طرف دیکھنے اور ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث تھا تو اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ عورتوں کو اپنے اوپر چادریں لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔"

---

[328] الجصاص، ابوبکر، احمد بن علی، احکام القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1405ھ، جلد5، صفحہ 245

[329] الکیاالھراسی، علی بن محمد، عمادالدین، احکام القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1405ھ، جلد4، صفحہ 350

[330] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد14، صفحہ 243

Marfat.com

قاضی بیضاویؒ[331] لکھتے ہیں:

يغطين وجوههن وابدانهن بملاحفهن إذا برزن لحاجة و من للتبعيض فإن المرأة ترخي بعضه جلبابها وتتلفع ببعض[332]

”وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو اپنی چادروں سے ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلیں، اور من تبعیض کے لیے ہے یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکالے اور بعض کو لپیٹ لے۔“

امام نسفیؒ[333] لکھتے ہیں:

ومعنى ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ يرخينها عليهن ويغطين بها وجوههن وأعطافهن يقال إذا زال الثوب عن وجه المرأة إدن ثوبك على وجهك[334]

”﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ جلابیب (چادروں) کو اپنے اوپر لٹکالیں، اوران سے اپنے چہروں اور پہلوؤں کو ڈھانپ

---

[331] قاضی بیضاویؒ کی کنیت، ابوالخیر، لقب ناصر الدین اور نام عبداللہ ہے۔ ”بیضا“ نامی بستی آپ کا اصلی مسکن تھا اور اسی کی طرف منسوب ہو کر بیضاوی کہلاتے ہیں۔ آپ عابد وزاہد، نیک وصالح اور یگانہ روز گار امام تھے۔ آپ کو علوم دینیہ وفنون یقنیہ، حکمت ومیزان غرض جملہ علوم پر مہارت تھی۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں، ”منہاج الوصول الی علوم الاصول، طوالع الانوار، شرح مصابیح وشرح کافیہ“ نمایاں ہیں جو کہ آپ کے تبحر علمی کا بین ثبوت ہیں۔ مگر آپ کی وجہ شہرت آپ کی تفسیر ”انوار التنزیل واسرار التاویل“ ہے۔ جس میں آپ نے، کلام وحکمت، صرف ونحو، فلسفہ ومیزان، قرات وتاویلات، نظم قرآن کا بیش بہا خزینہ یکجا کر دیا ہے۔ آپ کی وفات تبریز میں 685ھ کو ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔ (ظفر المحصلین، صفحہ 27تا29)

[332] البیضاوی، ناصر الدین، قاضی، انوار التنزیل واسرار التاویل، بیروت، دار الفکر، 1996، جلد4، صفحہ 386

[333] امام نسفی کی کنیت، ابوالبرکات، لقب، حافظ الدین اور نام عبداللہ ہے۔ ”نسف“ ماوراء النہر کا ایک شہر ہے اسی نسبت سے آپ کو نسفی کہا جاتا ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے متقی، عابد وزاہد اور فقہ واصول میں کامل دسترس رکھنے والے اور مشہور متون نگار مصنفین میں سے ہیں۔ فقہ میں مشہور متن ”کنز الدقائق“ اور اصول میں متداول مقبول متن ”المنار“ اور اس کی شرح ”کشف اسرار“ فروع میں متن ”وافی“ اور اس کی شرح ”کافی“ اور تفسیر میں ”مدارک التنزیل“ آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات میں شدید اختلاف ہے، ملا علی قاری اور صاحب کشف الظنون نے 701ھ ذکر کی ہے۔ اور علامہ قاسم ابن قطلوبغا (شاگرد رشید شیخ ابن ہمامؒ مصنف فتح القدیر شرح ہدایہ) نے 710ھ ذکر کی ہے۔ اور بعض اہل علم نے 711ھ جمعہ کی شب کا ذکر کیا ہے۔ (ظفر المحصلین، صفحہ 163)

[334] النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، جلد3، صفحہ 45

Marfat.com

لیں۔ اگر عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کرو۔"

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وقال محمد بن سيرين سألت عبيدة السلماني عن قول الله عز وجل ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ فغطى وجهه ورأسه وأبرز عينه اليسرى[335]

"محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ بن سلمانیؒ سے اللہ تعالی کے اس قول ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے (اس آیت کی عملی تفسیر بتاتے ہوئے) اپنا چہرہ اور سر ڈھانپ لیا اور اپنی بائیں آنکھ کو ظاہر کیا۔"

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

والظاهر أن المراد بعليهن على جميع أجسادهن، وقيل: على رؤوسهن أو على وجوههن لأن الذي كان يبدو منهن في الجاهلية هو الوجه [336]

"اور ظاہری بات یہ ہے کہ علیھن سے مراد عورتوں کے پورے جسم پر کپڑا ہو، اور یہ بھی کہا گیا سر پر یا چہرہ پر ہو اس لیے جاہلیت میں عورتیں چہرہ کو ظاہر کرتی تھیں۔"

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

قال الواحدي قال المفسرون يغطين وجوههن ورؤوسهن إلا عينا واحدة فيعلم أنهن حرائر فلا يعرض لهن بأذى[337]

---

[335] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 425

[336] آلوسی، روح المعانی، جلد 11، صفحہ 264

[337] شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایہ والدرایہ من علم التفسیر، بیروت، دار الفکر، س ن جلد 4، صفحہ 304

Marfat.com

"واحدی نے کہا ہے کہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور اپنے سر ڈھانپ لیں سوائے ایک آنکھ کے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے۔"

ان تمام مفسرین نے آیت جلباب کی تفسیر میں عورتوں کے لیے چہرہ چھپانے کو بیان کیا ہے۔ بلکہ اس مقام پر مناسب ہو گا کہ علامہ ابن قیمؒ کی رائے کو بھی نقل کر دیا جائے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہؒ لکھتے ہیں:

أن الشارع شرع للحرائر أن يسترن وجوههن عن الأجانب[338]

"بے شک شارع نے آزاد عورتوں لیے مشروع کیا ہے کہ وہ اجنبیوں سے اپنے چہروں کو چھپائیں۔"

لہٰذا قائلین حجاب کے موقف کو ان مفسرین کی تائید حاصل ہے جس کی وجہ سے ان کی رائے میں اور قوت پیدا ہو گئی ہے۔

❷ آیت غض بصر

مومن عورتوں کو غض بصر اور حفاظت عصمت کا حکم دیا گیا اور یہ بات ظاہر ہے کہ حفاظت عصمت کے لیے جو طریقے اور ذرائع مددگار ثابت ہوسکتے ہیں ان کو اختیار کیا جائے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں بہت ساری بنیادی چیزوں کی طرف شریعت نے نہ صرف اشارہ کیا ہے بلکہ ان کا حکم بھی دیا ہے۔ چہرے کا "حجاب" بھی حفظ عصمت کا اہم ذریعہ ہے جس سے لوگوں کی نظریں عورت کے حسن و جمال کا جائزہ نہیں سکیں گی اور ان کی عزت و آبرو محفوظ رہے گی جس طرح حفظ عصمت فرض ہے ایسے ہی چہرے کا "حجاب" بھی ضروری ہوا۔

❸ آیت زینت

آیت زینت میں اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اپنے سینوں پر دوپٹے ڈالنے کا حکم دیا تاکہ فتنہ کا اندیشہ نہ رہے اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ چہرہ مجمع المحاسن ہے۔ کسی بھی انسان کی خوبصورتی کا اندازہ اس کے چہرے کی ساخت و بناوٹ اور خوبصورتی و کشش سے لگایا جاتا ہے۔ اور

[338] ابن قیم، الجوزیہ، اعلام الموقعین، جلد2، صفحہ 80

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ منتقم المزاج لوگ عورتوں سے بدلہ لیتے وقت ان کے چہرے کو تیزاب سے داغدار اور بدنما کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ آئے روز اخبارات میں اس قسم کی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ تو جس طرح سینوں پر چادروں کا ڈالنا فتنے سے بچنے کے لیے ہے اسی طرح چہرے کا پردہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے تو بطریق دلالۃ النص چہرہ چھپانے کا حکم[339] اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

اور آیت زینت میں عورتوں کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ وہ چلتے وقت پاؤں کو اس قدر زور دار انداز میں حرکت نہ دیں کہ ان کے زیورات کی کھنک اور جھنکار اجنبی مردوں کو متوجہ کرے اب اس مقام پر یہ بات قابل غور ہے کہ زیورات کی کھنک کو اجنبی مردوں تک پہنچنے سے روکا جا رہا ہے جس کی ممانعت کی علت یہی ہے کہ وہ عورتوں کی طرف مائل نہ ہو، اگر عورت گھر میں ایسی صورت حال سے دوچار ہو جائے تو باہر سے گزرنے والا مرد اس عورت کی خوبصورتی اور عمر کا اندازہ نہیں کر سکتا جس کی پازیب یا زیوارت کی وہ آواز سن رہا ہے پھر بھی شریعت نے پابندی لگادی جبکہ وہ عورت جو کھلے چہرے کے ساتھ گھوم رہی ہے اس کی خوبصورتی اور عمر کا اندازہ فوری ہو سکتا ہے۔ لہذا اگر فتنہ کے خوف کی وجہ سے عورت کے لیے پاؤں زمین پر زور سے مارنے کی پابندی ہے تو اسی فتنہ کے خوف کی وجہ سے اس کے لیے چہرے کا حجاب بھی ضروری ہونا چاہیے۔

❹ آیت حجاب

آیت حجاب میں ازواجِ مطہرات سے حجاب کے پیچھے سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کی علت قرآن کریم نے "پاکیزگی قلب" بیان کی ہے۔ لہذا جس طرح ازواج

---

[339] دلالت النص لفظ کی اپنے معنی پر ایسی دلالت کو کہتے ہیں جس سے بغیر غور و فکر اور اجتہاد کے، لغۃً معلوم ہو جائے کہ یہ معنی اس حکم کی علت ہے جس حکم پر نص وارد ہوئی ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ جہاں وہ علت پائی جائے گی وہاں منصوص علیہ کا حکم پایا جائے گا۔ والدین کو اف کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ (اسراء: 23) "تو انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو" اس آیت میں والدین کو "اف" کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کیا ان کو برا بھلا کہنا، مار پیٹ کرنا جائز ہو گا؟ جب کہ اس کا ذکر نہیں ہے۔ تو بطریق دلالت النص یہ بات معلوم ہوئی کہ جب "اف" کہنا منع ہے تو ہر وہ گفتگو یا حرکت جو، ان کو اذیت دے اس سے بچنا ضروری ہے اور وہ منع ہے۔ (اصول الشاشی، مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان، صفحہ 30)

Marfat.com

مطہرات کے دل کی پاکیزگی مطلوب ہے ویسے ہی عام مسلمان عورتوں کی مطلوب ہے چنانچہ حجاب کے یہ احکام عام ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو امت کی مائیں قرار دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾[340]

"اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

اور ان کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کسی شخص کا نکاح بھی جائز نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا﴾[341]

"اور نہ یہ کہ تم اپ (ﷺ) کی بیویوں سے آپ (ﷺ) کے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔"

ازواج مطہرات کو امت کی مائیں کہا گیا اور ان سے نکاح بھی جائز نہیں، اس کے باوجود ان کے لیے "حجاب" کا حکم ہے اور عام امت کی عورتوں کے بارے میں غلط خیالات پیدا ہونا ازواج مطہرات کی بنسبت زیادہ آسان ہے لہذا عام مسلمانوں عورتوں کے لیے بطریق اولی احکامات حجاب ہونے چاہیں۔ بعض اہل علم کی رائے میں یہ احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں چنانچہ علامہ شوکانیؒ ﴿فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ کے بعد لکھتے ہیں:

واجيب بان ذالك خاص بازواج النبى ﷺ[342]

"اس کا جواب دیا گیا کہ یہ آیت ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے۔"

علامہ شوکانیؒ کا اجیب سے قول کو نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ان کا موقف نہیں ہے۔ ایک اور دلیل جو تخصیص کی صلاحیت رکھتی ہے علامہ شوکانیؒ نے امراۃ خثعمیہ والے واقعہ کی دی ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر مسئلہ پوچھنے آئی تھی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے جس سے

[340] القرآن، الاحزاب:6

[341] القرآن، الاحزاب:53

[342] شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، مصر، دارالحدیث، 1413ھ، جلد6، صفحہ 135

Marfat.com

امام ابن بطالؒ اور علامہ ابن حزمؒ نے ابھی استدلال کیا ہے۔[343] اسی موقف کو ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے پیش کیا ہے۔

شیخ قرضاوی کا موقف:

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا موقف یہ ہے کہ حجاب کے یہ احکام ازواج مطہرات کے ساتھ ہی خاص ہیں۔

شیخ قرضاوی[344] لکھتے ہیں:

وترى احدهم يقول "العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب" وهذا صحيح على مافيه من خلاف ،ولكنه لايدرى ماهوا لعام ؟واماهوا لخاص ؟وماهي الفاظ العموم ؟كما قال بعضهم في قوله تعالى في نساء النبي ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ..وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ هذا لجميع النساء والعبرة بعموم اللفظ !واين عموم اللفظ هنا ؟وانما هو خطاب خاص مسبوق بقوله ﴿ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ﴾ مؤكدا خصوصياتهن مثل مضاعفة العذاب لمن عصت منهن ﴿يُضَٰعَفْ لَهَا ٱلْعَذَابُ

---

[343] دیکھیے حوالہ نمبر 592

[344] ڈاکٹر یوسف قرضاوی 9 ستمبر 1926 کو مصر میں پیدا ہوئے۔ نو برس کی عمر میں حفظ مکمل کر لیا۔ آپ اخوان المسلمون کے بانی امام حسن البنا کے عقیدت مند تھے۔ ان کا یہ تعلق جوانی میں بھی بر قرار رہا۔ اخوان المسلمون کے ساتھ تعلق کی بنیاد پر انہیں پہلی بار 1949ء میں جیل بھی جانا پڑا۔ آپ کی بعض تصانیف نے مصری حکومت کو مشتعل کر دیا چنانچہ آپ کو قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ جامعۃ الازہر میں بھی زیر تعلیم رہے، بعد ازاں مصری وزارت مذہبی امور میں کام کرتے رہے۔ پھر آپ قطر چلے گئے جہاں مختلف مختلف یونیورسٹیوں میں تدریسی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ اسی طرح آپ الجزائر کی یونیورسٹیوں میں مختلف ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ آپ کو عرب دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ آپ کی اب تک 50 سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں "اسلام میں حلت و حرمت" اور "اسلامی تحریکوں کی ترجیحات" اور "اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ" اور "الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ" بھی شامل ہیں۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

Marfat.com

﴿ضِعْفَيْنِ﴾ ومضاعفة الثواب لمن احسنت منهن ﴿نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ وتحريم نكاحهن بعده صلى الله عليه وسلم [345]

"علماء اصول فقہ و تفسیر میں یہ جملہ مشہور ہے کہ (العبرة لعموم اللفظ لا بخصوص السبب) "اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوگا نہ کہ سبب نزول کے ساتھ خاص واقعہ کا" یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس مقام پر کوئی ایسا کلمہ یا لفظ ہو جو عموم پر دلالت کرے۔ بہت سے مقامات پر اس اصول کے پیش نظر عموم کا دعوی کر دیا جاتا ہے لیکن دعوی کرنے والا یہ نہیں جانتا کہ وہاں عام کیا ہے اور خاص کیا؟ اور اس جگہ عموم پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ بھی نہیں ہوتا، جیسا کہ قرآن مجید میں ازواج مطہرات کو ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ اور ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ سے خطاب ہو رہا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے سابقہ اصول "الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے" کے پیش نظر، یہ قول اختیار کیا ہے کہ اس میں تمام خواتین اسلام کو خطاب ہے۔ یہاں عموم پر کونسا لفظ دلالت کر رہا ہے؟ جس کی بنیاد پر تمام امت کی عورتوں کو اس حکم میں شامل کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلی آیت ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ﴾ میں اس خطاب کا ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہونا معلوم ہو رہا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کی تاکید ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کے ساتھ لائی گئی ہے۔ اور اسی طرح احکام مکلفہ میں اگر ان کی طرف سے نافرمانی پائی گئی تو دگنا عذاب ہوگا، جیسا کہ ﴿يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ﴾ سے معلوم ہو رہا ہے، اسی طرح نیکی پر ان کے لیے دہرے اجر و ثواب کا وعدہ ہے جو کہ ﴿نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ سے واضح ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح بھی

[345] الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ مع نظرات تحلیلیۃ فی الاجتہاد المعاصر، دار العلم، صفحہ 43

Marfat.com

حرام ہے۔ان تمام آیات کا مضمون انتہائی واضح ہے کہ یہ احکام ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں ۔لہذا جب سیاق وسباق ان احکام کا ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہونے پر دلالت کررہاہے تو پھر عموم کا قول کس دلیل کی بنیاد پر اختیار کیا جارہاہے۔؟"

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا موقف مختصراً درج ذیل ہے۔

حجاب کے احکامات ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں۔

دلیل:

آیات کا سیاق وسباق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ازواج مطہرات ہی کے لیے یہ احکام ہیں۔

جس کی مزید وضاحت چند نکات کی صورت میں درج ذیل ہے۔

1۔ طرز تخاطب میں خاص الفاظ کا انتخاب ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ﴾
2۔ پھر مزید تاکید کے لیے ﴿لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کا اضافہ
3۔ نافرمانی پر دوگنا عذاب
4۔ اعمال صالحہ پر دگنا ثواب
5۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح کی حرمت

یہ سب باتیں اس قدر واضح انداز میں قرآن کریم نے بیان کی ہیں کہ یہ احکام ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان کی رائے :

ڈاکٹر محمد فاروق خان[346] کی رائے بھی یہی ہے کہ سورۃ احزاب میں ازواج مطہرات سے حجاب کے احکامات ان کے ساتھ خاص ہے۔

---

[346] ڈاکٹر محمد فاروق خان ضلع صوابی کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی اور پھر کیڈٹ کالج حسن ابدال اور کوہاٹ میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد میڈیسن کی ڈگری لی اور پھر نفسیاتی امراض کے شعبہ میں تخصص کیا ،مردان میں پرائیوٹ پریکٹس کرتے ہیں، جاوید احمد غامدی کے شاگرد ہیں اور ایک دانشور و کالم نگار کی حیثیت سے پہچانے

Marfat.com

چنانچہ ان کا موقف مختصراً درج ذیل ہے :

"پروردگار کے احکام جس طرح رسولوں کے لیے عام مسلمانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ احکام کے معاملے میں ان پر سختی ہوتی ہے اور کچھ احکام میں انہیں رخصت دی جاتی ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی بیویوں کے لیے بھی بعض قوانین باقی لوگوں سے مختلف تھے، ان پر کئی ایسی پابندیاں لگائی گئیں جو باقی خواتین سے مختلف تھیں، وہ عام طور پر گھروں میں رہیں، زیب وزینت اختیار کر کے باہر نہ نکلیں،، حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دوسری شادی نہیں کر سکتیں۔ جب وہ کسی مرد سے گفتگو کریں تو لہجہ میں نرمی اختیار نہ کریں، اور حجاب کے احکامات یہ ہدایات ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں۔"

دلیل:

قرآن کریم کا ازواج مطہرات سے خطاب کا اسلوب بیان اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ یہ احکام ان کے ساتھ خاص ہیں۔

جس کی وضاحت درج ذیل نکات کی صورت میں ذکر کی جاتی ہے۔

1۔ ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ احکام خاص ہیں۔

2۔ ازواج نبی کی حیثیت مومنین کی ماؤں کی ہے۔

3۔ صریح فحش حرکت پر دہرا عذاب

4۔ نیک عمل پر دہرا اجر و ثواب

5۔ جہاں عام مسلمانوں کو خطاب تھا وہاں ایسا اسلوب اختیار کیا گیا کہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے مثلاً ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ [347]

جاتے ہیں اب تک متعدد کتابیں لکھ چکے ہیں جن میں سے "پاکستان اور اکیسویں صدی" اور "جدید ذہن کے شبہات" اور "اسلام کیا ہے؟" اور "اسلام اور عورت" نمایاں ہیں۔ (بحوالہ اسلام اور عورت)

[347] القرآن، الاحزاب: 35

Marfat.com

اور آگے فرمایا﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾[348]

6- جہاں قرآن کریم نے ازواج مطہرات، بنات رسول ﷺ اور عام عورتوں کو احکامات دیے وہاں قرآن کریم کا اسلوب اور ہے﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[349]

درج بالا حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید نے جہاں ازواج نبی کو براہ راست مخاطب کیا ہے وہ احکامات انہی کے ساتھ خاص ہیں۔ ان ہدایات کو تمام مسلمان خواتین کے لیے عمومی ہدایات نہیں بنایا جاسکتا۔[350] اور اسی نقطہ نظر کے دو مضامین ایک ہی عنوان "امہات المومنین کے لیے حجاب کے خصوصی احکام" ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ میں شائع ہوئے ہیں اور دلائل بھی تقریباً یہی ہیں۔[351]

احکام حجاب میں دعویٰ تخصیص کا جائزہ:

احکام حجاب کا ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کرنا درج ذیل وجوہ سے محل نظر ہے۔

1- مشہور اصول ہے:

العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب[352]

"اعتبار الفاظ کے عموم کا ہو گا نہ کہ سبب نزول کے ساتھ خاص واقعہ کا"

لہٰذا ان آیات حجاب کے احکام کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے عام قرار دینا اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ وگرنہ تو بہت سارے قرآن کریم کے احکام جو کسی نہ کسی خاص سبب یا واقعہ پر نازل ہوئے تھے وہ بھی اپنے موقع کے ساتھ مخصوص متصور ہونگے جس سے سہولت کی بجائے "حرج" واقع ہو گا۔

2- ازواج مطہرات کو جو احکامات دیے گئے ہیں۔ ان میں نماز کا قیام اور زکوۃ کی ادائیگی، قول معروف کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے جب یہ

---

[348] القرآن، الاحزاب:41

[349] القرآن، الاحزاب:59

[350] اسلام اور عورت، لاہور، دار التذکیر رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، صفحہ 32 تا 43

[351] ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ اگست و دسمبر 2007ء

[352] ابن نجیم، زین بن ابراہیم، البحر الرائق، بیروت، دار المعرفت، س ن، جلد 8، صفحہ 577

Marfat.com

احکامات تمام خواتین کے لیے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ قرار فی البیت، حجاب، لوچ دار آواز میں بات کرنے سے اجتناب، تبرج جاہلیت کی ممانعت صرف ازواج مطہرات کے ساتھ ہی خاص ہوں۔ کیا احکام شرعیہ صرف ازواج مطہرات کے لیے تھے؟ صحابہ کرامؓ کی نظر ازواج مطہرات کی طرف عزت و عظمت اور احترام سے بھرپور تھی اس کے باوجود جب ان کے لیے احکام حجاب کی پاسداری ضروری تھی تو عام عورتوں کے لیے بطریق اولی ہونی چاہیے لہذا یہ قول اختیار کرنا کے یہ احکامات تمام عورتوں کے لیے ہیں ان آیات کے سیاق وسباق کے موافق ہے۔

3۔ قرآن مجید کی تعلیمات تمام لوگوں کے لیے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ﴾[353]

"اور وحی کے ذریعے بھیجا گیا میری طرف یہ قرآن تاکہ اس کے ذریعے میں خبر دار کروں تم لوگوں کو بھی اور ہر اس شخص کو بھی جس کو یہ پہنچے۔"

اور یہ بات پیچھے گزر گئی ہے کہ حکم میں عمومیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جو خطاب خاص طور پر انبیاء علیہم السلام کو کیا گیا ہے وہ اہل ایمان کو بھی شامل ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ))[354]

"اللہ نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا۔"

لہذا جب مومنین، انبیاء کے خطاب میں داخل ہیں [355] تو اہل ایمان کی عورتیں، امہات المومنین کے خطاب میں بطریق اولی داخل ہونگی۔

---

[353] القرآن، الانعام:19

[354] مسلم، جلد2، صفحہ215

[355] اس کی بے شمار مثالیں قرآن وسنت میں موجود ہیں، مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو جب اللہ تعالی نے فرعوا کے پاس تبلیغ کے لیے بھیجا تو فرمایا: ﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾ (طہ:44)
"پھر بھی تم دونوں اس سے بات نرمی ہی سے کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا عذاب سے ڈر جائے"
اس میں تبلیغ کا بڑا اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ نرمی سے گفتگو کی جائے لہذا جس طرح یہ حکم حضرت موسیٰ کو دیا گیا اسی طرح امت محمدیہ کے لیے بھی ہے کہ دعوت دین دیتے وقت نرم لہجہ اختیار کرنا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو ے

Marfat.com

رہا قرآن کریم کا خاص ازواج مطہرات کو مخاطب کرنا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ خطاب بھی ان کے ساتھ خاص ہے تا وقتیکہ کوئی دلیل صریح و صحیح و قطعی پائی جائے جس سے تخصیص کا پہلو نکلتا ہو اور عمومی معنی مراد لینے میں کوئی دشواری ہو۔

جیسا کہ خصائص نبوی ﷺ کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کا اسلوب ہے۔

﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[356]

"اور اس مسلمان عورت کو بھی (آپ ﷺ کے لیے حلال کر دیا ہے) جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے یہ خالص آپ کے لیے ہے نہ اور مسلمانوں کے لیے۔"

اس آیت میں ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کا جملہ اس حکم کی آپ ﷺ کے ساتھ تخصیص کو بیان کر رہا ہے۔

اور اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ﴾[357]

"آپ کے لئے (اے پیغمبر!) اس کے بعد اور عورتیں حلال نہیں۔"

اس قسم کا کوئی زائد جملہ جو محض خطاب کے علاوہ تخصیص پر دلالت کرنے والا ہو تو پھر اس خطاب کا ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہونا مراد لیا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ الفاظ تخصیص کے باوجود عمومی معنی مراد ہوتا ہے۔

ازواج مطہرات کو قرآن مجید مخاطب کر کے کہتا ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾[358]

شمار مقام پر مخاطب کر کے قران مجید میں حکم دیا گیا ہے لیکن وہ حکم امت کے لیے بھی جیسا کہ چند مثالیں آگے مزید ذکر ہونگی۔

[356] القرآن، الاحزاب:50

[357] القرآن، الاحزاب:52

[358] القرآن، الاحزاب:34

Marfat.com

"اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتیں ہیں انہیں یاد رکھو۔"

اس آیت کریمہ میں ازواج مطہرات کو خاص طور پر گھروں میں قرآن وسنت کے ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا یہ حکم انہی کے ساتھ خاص ہے؟ ان کے علاوہ دوسری خواتین اسلام کے لیے مشروع نہیں ہے؟ جب کہ اس آیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ خطاب کی خصوصیت پر دلالت کرنے والے ﴿وَاذْكُرْنَ﴾ اور ﴿فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ کے الفاظ موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ حکم سب مسلمان خواتین کے لیے ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو یاد کرتی رہیں۔ تو آیت حجاب ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾[359] میں ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ کہا گیا ہے ﴿حِجَابِكُنَّ﴾ نہیں کہا گیا ہے جیسا کہ ﴿فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ تخصیص پر دلالت کرنے والا جملہ استعمال کیا گیا اس کے باوجود اس حکم میں تعمیم ہے جب کہ یہاں تو تخصیص پر دلالت کرنے والا کوئی جملہ بھی نہیں ہے تو پھر تخصیص کا قول کس بنیاد پر مراد لیا جارہا ہے۔؟

4۔ قرآن کریم کا یہ انداز بیان ہے کہ بظاہر خصوصی انداز ہے لیکن اس کا حکم عمومی ہوتا ہے۔ اکثر مقامات پر وہ مخاطب حضور اکرم ﷺ کو کرتا ہے لیکن احکامات عام مومنین کے لیے ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾[360]

"اے نبی آپ کیوں حرام کرتے ہیں (اپنے اوپر) ایسی چیز کو جس کو اللہ نے حلال فرمایا ہے۔"

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالی کی طرف سے حلال کردہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے سے منع کیا گیا تو کیا اس کا یہ مطلب نکالنا کہ اس میں تو خاص طور نبی کریم ﷺ کو خطاب ہے

[359] القرآن، الاحزاب:53

[360] القرآن، التحریم:1

Marfat.com

لہذا امت میں سے کوئی فرد کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا چاہے تو اس کے لیے گنجائش ہے ظاہر ہے اس قسم کی توجیہ یا تفسیر کسی بھی عالم اور مفسر سے منقول نہیں ہے۔

اور کئی مقامات پر امت کو خطاب ہوتا ہے لیکن وہ حکم آپ ﷺ کے لیے بھی ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾[361]

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔"

اس آیت کے طرز تخاطب سے یہ نتیجہ نکالنا کہ روزے صرف امت مسلمہ پر فرض ہیں نبی کریم ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اس لیے کہ خطاب میں خاص طور پر نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت بات ہو گی۔

5۔ مشہور اصول ہے:

الحکم یدور مع علته وجوداً وعدماً[362]

"حکم وجود اور عدم کے اعتبار سے اپنی علت کے ساتھ جاری ہوتا ہے"

اور آیت حجاب ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ میں گو ظاہری طور پر ازواج مطہرات سے حجاب کی آڑ میں سوال کرنے کا حکم ہے مگر یہ حکم تمام خواتین کو شامل ہے اس لیے کہ قرآن کریم نے اس سے اگلے جملے میں اس کی "علت" بیان کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائی ﴿ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ "یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لیے بھی اور ان کے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے۔" انتہائی واضح اور صریح الفاظ میں وضاحت کر رہا ہے کہ اس حکم کا اطلاق تمام عورتوں پر ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دلوں کی پاکیزگی صرف ازواج مطہرات ہی کے لیے مطلوب نہیں بلکہ تمام مسلمان

[361] القرآن، البقرہ:183

[362] الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 8، صفحہ 430

Marfat.com

عورتوں کے لیے مطلوب ہے، اس لیے آیت کے حکم کو کچھ خاص عورتوں میں منحصر کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔؟

6۔ قرآن مجید بعض مرتبہ انبیاءؑ اور صحابہ کرامؓ کو خاص طور مخاطب کرتا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس حکم میں شامل ہیں۔ اور شریعت کا یہ اسلوب بہت سے مقامات پر ہے۔ کہ جب اعلیٰ اور اشرف فرد کو ایک حکم کا پابند کیا گیا تو اس کا غیر بھی اس میں بطریق اولیٰ شامل ہو گیا۔

حدیث میں ہے:

((لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ قَطَعْتُ يَدَهَا)) [363]

"اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وإنما خص صلى الله عليه وسلم فاطمة ابنته بالذكر لأنها أعز أهله عنده ولأنه لم يبق من بناته حينئذ غيرها فأراد المبالغة في إثبات إقامة الحد على كل مكلف [364]

"اور نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ وہ آپ کے نزدیک خاندان میں بڑی معزز تھیں اور اس وقت دیگر بیٹیاں وفات پا چکی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کا ذکر کر کے ہر مکلف پر حد کے قیام کے اثبات میں مبالغہ کا ارادہ کیا۔"

اس حدیث میں خاص طور پر حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہے مگر اس طرف اشارہ ہے کہ جب ان کے لیے کوئی رعایت نہیں تو عام خواتین کے لیے کیسے گنجائش نکل سکتی ہے۔؟

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

((وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُهُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) [365]

---

[363] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 3، صفحہ 1282

[364] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 12، صفحہ 95

[365] ابو داؤد، السنن جلد 2، صفحہ 185

Marfat.com

"اور پہلا سود جو میں معاف کرتا ہوں وہ میرے چچا (عباس بن عبد المطلب) کا سود ہے۔"

اس حدیث میں خاص طور پر حضرت عباسؓ کا ذکر ہے جب ان کا سود معاف کر دیا گیا تو باقی لوگوں کے لیے بھی اس حکم کی پابندی ضروری ہو گئی۔

اسی طرح حدیث میں ہے:

((وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ))[366]

"اور جاہلیت کے زمانہ کے خون معاف کرتا ہوں اور وہ خون ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے جب کہ بنو سعد میں دودھ پیتا بچہ تھا جسے ہذیل نے بنو سعد سے جنگ کے دوران قتل کر دیا تھا۔"

امام ابن جوزیؒ (م- 597ھ) لکھتے ہیں:

وانما خص الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمہ بالذکر لیعلم انہ لا رخصۃ لاحد فی ھذا۔[367]

"اور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی کا خاص طور پر اس لیے ذکر کیا تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس میں کسی کے لیے گنجائش نہیں ہے۔"

اس حدیث میں ایاس بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کرنے کا ذکر ہے تاہم اس سے مقصود یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی جتنے خون زمانہ جاہلیت میں ہوئے وہ معاف ہیں۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

---

[366] مسلم، الصحیح، جلد 2، صفحہ 886

اس بچہ کا نام ایاس بن ربیعہ تھا امام نوویؒ لکھتے ہیں: فقال المحققون والجمهور اسم هذا الابن إياس بن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب (المنہاج، جلد 8، صفحہ 182)

[367] ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، کشف المشکل من حدیث الصحیحین، الریاض، دار الوطن، س ن، جلد 3، صفحہ 65

Marfat.com

وأن الإمام وغيره ممن يأمر بمعروف أو ينهى عن منكر ينبغي أن يبدأ بنفسه وأهله فهو أقرب إلى قبول قوله[368]

"اور امام ودیگر لوگ جب امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں تو وہ اپنی ذات اور اپنے اہل خانہ سے آغاز کریں اس سے ان کی بات زیادہ قبولیت کی مستحق ہوگی۔"

بہر کیف ان تمام مثالوں سے واضح ہوا کہ شریعت کا خاص طور کسی کو مخاطب کر کے حکم لگانا ضروری نہیں کہ اسی فرد کے ساتھ خاص ہو، بلکہ اس کو اپنے عموم پر باقی رکھا جائے گا اور جہاں کوئی دلیل تخصیص جو عمومی معنی مراد لینے پر مانع ہو وہاں پھر تخصیص کا قول کیا جائے گا۔

7۔ قرآن وحدیث پر غور وفکر بھی اس بات کا موید ہے کہ اس مقام پر آیات کی ازواج مطہرات کے ساتھ تخصیص کرنا دوسری آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کے بالکل خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے احکام تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّهُ عَمُّكِ، فَأْذَنِي لَهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ، وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ عَمُّكِ، فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)) [369]

"کہ ابو القیس کے بھائی افلح نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد مجھ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا میں اجازت نہ دوں گی جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس لئے کہ ابو القیس کے بھائی نے

---

[368] نووی، المنہاج، جلد 8، صفحہ 182

[369] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 3، صفحہ 38

Marfat.com

مجھے دودھ نہیں پلایا ہے بلکہ مجھ کو ابوالقیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مرد نے مجھ کو دودھ تو نہیں پلایا ہے بلکہ اس کی بیوی نے مجھ کو دودھ پلایا ہے آپ ﷺ فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو اس لئے کہ وہ تمہارا چچا ہے تمہارا ہاتھ خاک آلود ہو جائے اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ رضاعت کے سبب سے ان رشتوں کو حرام سمجھو جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔"[370]

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وفيه وجوب احتجاب المرأة من الرجال الأجانب[371]

"اور اس حدیث سے معلوم ہوا عورت کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔"

ملا علی قاریؒ ((وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الحِجَابُ)) کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

أي: بعد ما أمرنا معشر النساء بضرب الحجاب ووضع النقاب عند الأجانب دون الأقارب[372]

"یعنی اس وقت کی بات ہے جب ہم عورتوں کی جماعت کو اجنبیوں کے سامنے حجاب اور نقاب اوڑھنے کا حکم دیا گیا تھا نہ کہ اقارب سے۔"

معلوم ہوا یہ احکام تمام عورتوں کے لیے تھے۔ احکام حجاب کی عمومیت کی ایک اور دلیل ذکر کی جاتی ہے۔

---

[370] رضاعت سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتا ہے، نظر، سفر، خلوت یہ جائز ہے۔ مگر تمام احکام نسبی رشتوں والے مرتب نہیں ہوتے، رضائی رشتوں میں وراثت جاری نہیں ہوگا، نفقہ لازم نہ ہوگا، ایک دوسرے کے مالک بن جانے سے آزادی نہیں ہوگی، کسی ایک کا دوسرے کو قتل کرنے سے قصاص ثابت نہیں ہوگا، ان امور میں وہ اجنبیوں کی طرح ہوں گے۔ (النووی، المنہاج، جلد 10، صفحہ 19)

[371] ابن حجر، فتح الباری، جلد 9، صفحہ 152

[372] ملا علی قاری، مرقاۃ، جلد 5، صفحہ 2078

Marfat.com

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

ولما نزلت الأحزاب آیة الحجاب قال الآباء والأبناء والأقارب یا رسول الله أو نحن أیضاً نکلمهن من وراء حجاب فنزل ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ﴾ ای لا اثم علیهن فی أن لا یحتجبن من هؤلاء [373]

"اور جب سورۃ احزاب کی آیت حجاب نازل ہوئی تو عورتوں کے آباء، بیٹوں اور اقارب نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم بھی پردے کے پیچھے سے اپنی عورتوں سے کلام کریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ﴾ یعنی ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ اقارب سے پردہ نہ کریں۔"

اگر احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص تھے تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے سوال کیوں کیا، ان کا سوال کرنا اس بات پر دال ہے کہ انہوں نے احکام حجاب کو عام سمجھا تھا۔

اسی طرح حضرت اسماءؓ کا واقعہ، فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں۔

((كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ))[374]

"کہ ہم حالت احرام میں خمار سے اپنے منہ ڈھانپتی تھیں اور اسما بنت ابی ابکر صدیق ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بھی ازواج مطہرات میں سے نہیں ہیں مگر وہ بھی اپنے چہرہ کو اجنبیوں سے چھپاتی تھیں۔

---

[373] نسفی، مدارک التنزیل، جلد 3، صفحہ 43

[374] مالک بن انس، ابو عبداللہ، موطا امام مالک، مصر، داراحیاء التراث العربی، س ن، جلد 1، صفحہ 328

Marfat.com

اشکال:

﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ سے احکام حجاب کی ازواج مطہرات کے ساتھ بظاہر تخصیص معلوم ہوتی ہے؟

جوابات:

(الف) ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ میں جو ازواج مطہرات کو خطاب ہو رہا ہے۔ یہ خطاب خاص نہیں بلکہ خطاب مواجہہ (متوجہ کرنا) ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے خطاب کی تین قسمیں ہیں۔

❶ خطاب عام:

جو حضور اکرم ﷺ اور تمام امت کو شامل ہو۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾[375]

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھو لو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو۔"

❷ خطاب خاص:

جو صرف حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہو اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس میں شریک نہ ہو۔ اور ایسے الفاظ کا استعمال ہو جو آپ ﷺ کے ساتھ اس حکم کی تخصیص پر دلالت کریں، لفظی اور معنوی طور پر کسی دوسرے کو شامل نہ ہوں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

[375] القرآن، المائدہ:6

Marfat.com

يَسۡتَنكِحَهَا خَالِصَةٗ لَّكَ مِن دُونِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ﴾[376]

"اور اس مسلمان عورت کو بھی (آپ ﷺ کے لیے حلال کر دیا ہے) جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے یہ خالص آپ کے لیے ہے نہ اور مسلمانوں کے لیے"

اس آیت میں ﴿خَالِصَةٗ لَّكَ﴾ کا جملہ اس حکم کی آپ ﷺ کے ساتھ تخصیص کو بیان کر رہا ہے۔

اور اسی طرح دوسرے مقام پر ہے:

﴿وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةٗ لَّكَ﴾ [377]

"اور کسی وقت رات میں تہجد پڑھا کرو جو تیرے لیے زائد چیز ہے۔"

اس آیت میں ﴿نَافِلَةٗ لَّكَ﴾ کا جملہ اس حکم کی آپ ﷺ کے ساتھ تخصیص کو بیان کر رہا ہے۔

❸ خطاب مواجہۃ:

جس میں لفظی طور پر خطاب حضور اکرم ﷺ کو متوجہ کر کے کیا گیا ہو[378] مگر معنوی طور پر وہ حکم اور اس کا بجالانا تمام امت کے لیے ہو۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ﴾[379]

"آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو۔"

لہٰذا زوال شمس کے بعد نماز (ظہر) کا پڑھنا آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو بھی مکلف اس وقت کو پائے گا اس پر نماز کا پڑھنا لازمی ہو گا۔

---

[376] القرآن، الاحزاب:550

[377] القرآن، الاسراء:79

[378] نبی کریم ﷺ کو خطاب کے ساتھ متوجہ اس لیے کیا گیا کہ وہ اللہ تعالی کی طرف بلانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد کو بیان کرنے والے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کے نام کو مقدم کیا گیا (النووی، شرح نووی علی صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 204)

[379] القرآن، الاسراء:78

Marfat.com

اور اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے :

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾[380]

"سو جب تو (اے نبی) قرآن پڑھنے لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ لے۔"

اسی طرح جو بھی قرآن کریم کی تلاوت کرے گا اس کے لیے استعاذہ (پناہ مانگنے) کا یہ حکم ہے۔

اور اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ﴾[381]

"اے نبی اللہ سے ڈر۔"

اسی طرح اللہ تعالی سے ڈرنے کا حکم تمام امت کے لیے ہے۔

اور اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾[382]

"اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو۔"

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کو مخاطب کر کے طلاق کے مسئلہ کو سمجھایا گیا ہے جو کہ ساری امت کے لیے ہے۔

اور اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے :

﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾[383]

"اے نبی! جب تم مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہو۔"

اس آیت میں صلوۃ الخوف کا ذکر ہے۔ لہذا جہاں ایسے حالات ہو جائیں، جن میں

---

[380] القرآن، النحل: 98

[381] القرآن، الاحزاب: 1

[382] القرآن، الطلاق: 1

[383] القرآن، النساء: 102

Marfat.com

صلوۃ الخوف مشروع کی گئی ہے وہاں صلوۃ الخوف پڑھی جائے گی۔[384]

ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے ہاں صلوۃ الخوف مشروع ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت ہے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی اور ان کا استدلال اس آیت کے الفاظ ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ﴾ سے ہے تو اہل علم کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے متعدد بار صلوۃ خوف پڑھی ہے لہذا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں تھی۔ باقی صیغہ خطاب ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ﴾ میں خطاب خصوصیت نہیں ہے بلکہ خطاب التفات (متوجہ کرنے کے لیے) ہے۔[385]

مذکورہ بالا تمام مثالوں میں خطاب حضور اکرم ﷺ کو کیا گیا ہے مگر حکم تمام امت کو شامل ہے۔ اور بسا اوقات خطاب حضور اکرم ﷺ کو ہوتا ہے مگر مراد آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ﴾ [386]

"سو اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری تو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں بیشک تیرے پاس تیرے رب سے حق بات آئی ہے سو شک کرنے والوں میں ہرگز نہ ہو۔"

---

[384] نووی، المنہاج، جلد 1، صفحہ 204 (فإن خطاب كتاب الله تعالى على ثلاثة أوجه خطاب عام كقوله تعالى: يا أيها الذين آمنوا اذا قمتم إلى الصلاة الآية الخ) قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 8، صفحہ 244 (أما قولهم إن هذا خطاب للنبي صلى الله عليه وسلم فلا يلتحق به غيره فهو كلام جاهل بالقرآن غافل عن مأخذ الشريعة متلاعب بالدين ، فإن الخطاب فى القرآن لم يرد بابا واحدا ولكن اختلفت موارده على وجوه، فمنها خطاب توجه إلى جميع الأمة .... ومنها خطاب خص به ولم يشركه فيه غيره لفظا ولا معنى.... ومنها خطاب خص به لفظا وشركه جميع الأمة معنى وفعلا الخ)

[385] فیض احمد، ملتانی، مولانا، المسائل والدلائل، ملتان، مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ، س ن، صفحہ 263

[386] القرآن، یونس:94

Marfat.com

حالانکہ آپ ﷺ کو کبھی قرآن کریم میں شک نہیں ہوا۔ یہاں خطاب آپ ﷺ کو ہے مگر مراد، دوسرے افراد ہیں۔[387]

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ قرآن کریم کا خطاب ہر جگہ خاص نہیں ہوتا بلکہ کبھی متوجہ کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح زیر بحث مسئلہ میں ازواج مطہرات کو ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ سے جو خطاب ہورہا ہے وہ خطاب "مواجہۃ" ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج کو متوجہ کرنا مقصود ہے کہ تم اپنے آپ کو عام عورتوں کی طرح نہ سمجھنا بلکہ تم نبی ﷺ کی بیویاں ہو لہٰذا تمہیں آئندہ بیان ہونے والے احکام کی نہایت پابندی کرنی ہوگی۔ اس لیے کہ دوسری خواتین اسلام تم سے سیکھیں گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ احکام شریعت صرف تمہارے لیے ہیں اور عام خواتین اسلام ان سے مستثنیٰ ہیں۔

(ب) ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ سے جو ازواج مطہرات کی تخصیص معلوم ہورہی ہے وہ ان معنوں میں نہیں کہ "احکام حجاب" صرف انہی کے ساتھ خاص ہیں بلکہ ان معنوں میں ہے کہ تم محض عام عورتوں کی طرح انسان نہیں ہو بلکہ تم میں وہ صفات اور خصوصیات موجود ہیں جو عام عورتوں میں نہیں ہیں مثلاً تم جمیع مومنین کی امہات اور خیر المرسلین کی زوجات ہو۔

اور یہ بالکل ایسے ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

((اِنِّي لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ))[388]

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔"

اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "میں تمہاری طرح نہیں ہوں" یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مجھے انعامات حاصل ہیں وہ تم کو نہیں ہیں۔ اسی طرح زیر بحث مسئلہ میں ازواج مطہرات کو ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآ﴾ کے خطاب سے مقصود ان کی دوسری خواتین امت پر فضیلت و برتری ثابت کرنا ہے نہ کہ مابعد میں بیان ہونے والے احکام کا انہی کے ساتھ خاص کرنا ہے۔

---

[387] النووی، المنہاج، جلد 1، صفحہ 204

[388] الترمذی، جلد 3، صفحہ 148

Marfat.com

(ج) اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ سے احکام حجاب کی ازواج مطہرات کے ساتھ تخصیص ہے تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ یہ احکام دوسری مسلمان عورتوں کے لیے نہیں ہیں۔ بلکہ تخصیص ان معنوں میں ہے کہ ان کے لیے احکام حجاب میں "شدت" ہے کہ وہ نابینا سے بھی پردہ کریں گی۔ جبکہ عام مسلمان عورت کو نابینا سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

جیسا کہ حضرت ابن مکتوم کی آمد پر ازواج مطہرات جو اس وقت موجود تھیں آپ ﷺ نے انہیں پردہ کرنے کا حکم دیا نابینا سے پردہ کا حکم یہ ازواج مطہرات کی حرمت اور عظمت کی وجہ سے ان کے ساتھ خاص ہے۔[389] ، امام ابوداؤدؒ نے بھی اس حکم کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ یہ حدیث ام سلمہؓ (جس میں حضرت ابن مکتومؓ کے آنے پر پردہ کا ذکر ہے) کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

> "یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے اور اس کی دلیل یہ ہے حضور اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو ابن مکتومؓ کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا کہ اگر تم اپنے اضافی کپڑے بھی اتار دو گی (تو کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے) اس لیے کہ وہ ایک نابینا شخص ہے۔"[390]

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حدیث ام سلمہؓ (جس میں حضرت ابن مکتومؓ کے آنے پر پردہ کا ذکر ہے) کو ازواج مطہرات کے ساتھ خاص قرار دیا ہے اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ کو عام عورتوں کے لیے قرار دیا ہے۔[391]

(د) ﴿لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ سے احکام کی تخصیص مراد نہیں، بلکہ ان پر عمل کے اہتمام کی ہے کہ ازواج مطہرات کی شان اور فضیلت چونکہ عام عورتوں سے

---

[389] العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد 30، صفحہ 26

[390] ابوداؤد، السنن، جلد 4، صفحہ 63

[391] ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 465

Marfat.com

زیادہ ہے اس لیے جو احکام تمام مسلمان عورتوں پر فرض ہیں ان کو زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ مفتی شفیعؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔[392]

مفسرین کے اقوال:

اردو اور عربی کی چند مشہور تفسیروں کے اقتباسات درج ذیل ہیں کہ ان مفسرین نے بھی ان آیات سے عمومی معنی مراد لیتے ہوئے احکامات حجاب کو عام رکھا ہے۔

امام جصاصؒ آیت حجاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وهذا الحكم وإن نزل الموطأ في النبي صلى الله عليه وسلم وأزواجه فالمعنى عام فيه وفي غيره إذ كنا مأمورين باتباعه والإقتداء به إلا ما خصه الله به دون أمته[393]

"اور یہ حکم اگرچہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوا ہے تاہم اس کا معنی عام ہے اور ہم احکامات کی پیروی کرنے کے پابند ہیں مگر وہ احکامات جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے۔"

امام قرطبیؒ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

في هذه الآية دليل على أن الله تعالى أذن في مسألتهن من وراء حجاب في حاجة تعرض أو مسألة يستفتين فيها ويدخل في ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنته أصول الشريعة من أن المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك إلا لحاجة كالشهادة عليها أو داء يكون ببدنها أو سؤالها عما يعرض وتعين عندها[394]

"یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے سوال کرنے یا مسئلہ پوچھنے کی اجازت دی ہے۔

---

[392] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد7، صفحہ 139

[393] الجصاص، احکام القران، جلد5، صفحہ 242

[394] قرطبی، احکام القران، جلد14، صفحہ 227

Marfat.com

اور اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں۔اس لیے کہ اس آیت کے علاوہ شریعت کے دوسرے اصول بھی اس بات کو شامل ہیں کہ عورت کا سارا جسم اور اس کی آواز ستر ہے۔جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا،پس عورتوں کے لیے اپنے جسم کا کھولنا جائز نہیں،مگر ضرورت کے تحت،جیسے گواہی دینا،یا بیماری جو اس کے جسم پر ہو یا کسی ایسی چیز کا سوال کرنا جس کا اس کے پاس ہونا معین ہو۔"

علامہ ابن کثیرؒ ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هذه آداب أمر الله تعالى بها نساء النبي صلى الله عليه وسلم ونساء الأمة تبع لهن في ذلك[395]

"اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو آداب سکھاتا ہے اور چونکہ تمام عورتیں انہی کے ماتحت ہیں۔ اس لئے یہ احکام سب مسلمان عورتوں کے لئے ہیں۔"

آیت حجاب کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"سبب نزول کے خاص واقعہ کی بناء پر بیان اور تعبیر میں خاص ازواج مطہرات کا ذکر ہے،مگر حکم ساری امت کے لیے عام ہے۔اگر عام عورتوں سے دوسرے مردوں کو کوئی استعمال کی چیز لینا ضروری ہو تو سامنے آکر نہ لیں،بلکہ پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔پردے کے احکام ازواج مطہرات کو دیے جارہے ہیں جن کے دلوں کو پاک صاف کرنے کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔دوسری طرف مخاطب وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں۔لیکن اس کے باوجود ان کی طہارت قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لیے یہ ضرور سمجھا گیا ہے کہ مرد وعورت کے درمیان پردہ کرایا جائے۔آج کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ کرامؓ کے نفوس،اور اپنی عورتوں کے نفوس کو ازواج

[395] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم جلد 6 صفحہ 363

Marfat.com

مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعوی کر سکے؟ اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا موجب نہیں ہے "؟[396]

اور ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، نماز اور روزہ کی ادائیگی میں تو کسی کو شبہ نہیں کہ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہوں، اور رہا غیر مردوں سے کلام میں نرمی ونزاکت سے اجتناب اور گھروں سے بلاضرورت نہ نکلنا، اور تبرج جاہلیت کی ممانعت اگر غور کریں تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام بھی ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام امت کی عورتوں کو شامل ہیں۔"[397]

سید مودودیؒ[398] آیت حجاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"آیت حجاب کے نزول کے بعد ازواج مطہرات کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکادیے گئے، اور چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لیے نمونے کا گھر تھا اس لیے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔ مسلمانوں کے گھروں میں پردوں کا لٹک جانا اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے اس حکم کو عام سمجھا اور آیت حجاب کا آخری فقرہ ﴿ذٰلِکُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ﴾ جس طرح ازواج مطہرات کو قلوب کی پاکیزگی کی

---

[396] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، جلد 7، صفحہ 200

[397] مفتی محمد شفیع، احکام القرآن، جلد 3 صفحہ 315

معارف القرآن، جلد 7، صفحہ 139

[398] سید ابو الاعلی مودودیؒ 1903ء کو ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ مشہور عالم دین و مفسر قرآن اور جماعت اسلامی کے بانی تھے۔ بیسویں صدی کے موثر ترین اسلامی مفکرین میں سے ایک تھے۔ آپ کی فکر، سوچ اور تصانیف نے پوری دنیا کی اسلامی تحاریک کے ارتقاء میں گہرا اثر ڈالا۔ سید مودودیؒ کا پاکستانی سیاست میں بھی بڑا کردار تھا۔ پاکستانی حکومت نے انہیں قادیانی فرقہ کو غیر مسلم قرار دینے پر پھانسی کی سزا بھی سنائی، جس پر عالمی دباؤ کے باعث عمل درآمد نہ ہوسکا۔ آپ کی دینی خدمات کے پیش نظر آپ کو شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ کی لکھی ہوئی تفسیر "تفہیم القرآن" کے نام سے مشہور ہے اور جدید دور کی نمائندگی کرنے والی بہترین تفسیروں میں شمار ہوتی ہے۔ 1979ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)

Marfat.com

ضرورت ہے اسی طرح عام مرد اور عورت بھی اگر قلوب کی پاکیزگی رکھنا چاہیں تو وہ یہ طریقہ اختیار کریں۔"[399]

اور ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ الخ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"ان آیات میں خطاب نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے کیا گیا ہے مگر مقصود تمام مسلمان گھروں میں ان اصلاحات کو نافذ کرنا ہے، جب حضور اکرم ﷺ کے گھر اس پاکیزہ عمل کی ابتدا ہوگی تو باقی مسلمانوں کے اک نمونہ ہو گا۔ ان آیات میں جو کچھ فرمایا گیا ہے کونسی بات ایسی ہے جو حضور اکرم ﷺ کی ازواج کے لیے خاص ہو اور باقی مسلمان عورتوں کے لیے مطلوب نہ ہو؟ کیا کوئی معقول دلیل ایسی ہے جس کی بناء پر ایک ہی سلسلہ کلام کے مجموعی احکام میں سے بعض کو عام اور بعض کو خاص قرار دیا جائے۔؟"[400]

مذکورہ بالا مفسرین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ احکام حجاب تمام خواتین اسلام کے لیے ہیں۔

لہٰذا دعوی تخصیص کرنا محل نظر ہے۔

قیاس کا تقاضا:

اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ قرآن کریم نے واضح انداز میں ازواج مطہرات کو ہی حجاب کا حکم دیا ہے اور عام عورتوں کے لیے حجاب کا حکم قرآن مجید میں نہیں، تو اس حوالے سے یہ مسئلہ غیر منصوص ہوا کہ عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ ہے یا نہیں ہے؟ اور غیر منصوص مسائل میں قیاس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے[401] تو اس مسئلہ میں بھی قیاس کی ضرورت ہے۔[402]

---

[399] مودودی، تفہیم القرآن، جلد4، صفحہ 88

[400] ایضاً، جلد4، صفحہ 88

[401] الشاشی، نظام الدین، اصول الشاشی، ملتان، مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ س ن، صفحہ 85

[402] قیاس کا لغوی معنی "اندازہ" کرنا ہے۔ (لسان العرب، جلد6 ص186) جیسے کہا جاتا ہے: قست الثوب بالذراع أی قدرته بہ "میں نے گز کے ساتھ کپڑے کا اندازہ کیا" (الدمشقی، عبد القادر بن بدران، المدخل لابن

Marfat.com

قیاس کے چار ارکان ہیں۔

1-اصل: جس کا حکم صراحتاً مذکور ہو۔ جیسا کہ آیت حجاب میں ازواج مطہرات

2-فرع: جس کا حکم صراحتاً مذکور نہ ہو۔ جیسا کہ عام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا حجاب۔

3-حکم: جو اصل پر لگایا جا رہا ہے۔ پورے جسم کا چھپانا بشمول چہرے کے

4-علت: جس کی وجہ سے حکم پایا جا رہا ہے۔ پاکیزگی قلب

قیاس کی صورت:

پاکیزگی قلب کی علت میں اشتراک واتحاد کی وجہ سے ازواج مطہرات کی طرح عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی پورے پورے جسم کا چھپانا بشمول چہرے کے ضروری ہے۔

لہذا قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس طرح ازواج مطہرات کے لیے حجاب کے احکامات ہیں ویسے ہی عام مسلمان عورتوں کے لیے ہونے چاہیے۔

شیخ قرضاوی کا قیاس پر تبصرہ:

شیخ قرضاوی نے اپنے فتوی "النقاب ليس فرضا وليس بدعة" عام مسلمان عورتوں کو ازواج مطہرات پر قیاس کرنے کو قیاس مع الفارق قرار دیتے ہوئے رد کیا ہے کہ یہاں ازواج مطہرات پر عام عورتوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ ازواج مطہرات کے لیے دگنا ثواب اور گناہ کی صورت میں دگنا عذاب کی وجہ سے احکام میں شدت ہے (یانساء النبی لستن کاحد من النساء) بھی اس کا موید ہے۔

بدران، بیروت، موسسہ الرسالہ 1401ھ، جلد 1، صفحہ 300) اور اصطلاح میں کہتے ہیں: مساواة فرع الأصل في علة حكمه "فرع کا اصل کے برابر ہونا اس کی حکم کی علت میں" (ایضا، جلد 1، صفحہ 300)

Marfat.com

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو یہ خطاب کہ "وہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں" اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ احکام انہی کے ساتھ خاص ہیں بلکہ ان کو عمل میں اہتمام اور احکام شرعیہ پر التزام کے لیے زیادہ ترغیب دی جا رہی ہے چونکہ وہ تمام عورتوں کے لیے نمونہ اور قابل تقلید ہیں اس لیے ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہیں زیادہ اہتمام سے ان احکام کو بجا لانا چاہیے۔

باقی رہا شیخ قرضاوی کا یہ کہنا کہ ازواج مطہرات کو نافرمانی پر دگنا عذاب اور اعمال صالحہ پر دگنا ثواب ملے گا یہ ان کی خصوصیت ہے تو یہ بھی قابل تسلیم نہیں، اس لیے کہ ازواج مطہرات کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں جن کو نافرمانی پر دگنا عذاب کی وعید اور اعمال صالحہ پر دہرے اجر کی نوید سنائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا﴾ [403]

"اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا۔ قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہو گا اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔"

اس آیت میں بعض لوگوں کے لیے دہرے عذاب کا ذکر ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں چند لوگوں کا ذکر ہے جن کو دگنا ثواب ملے گا۔

((ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ

---

[403] القرآن، الفرقان، 68،69

Marfat.com

وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ))[404]

''تین آدمیوں کو دوہرا ثواب دیا جائے گا جس شخص کے پاس باندی ہو اور اس نے اسے اچھی تعلیم دی اور اسے اچھا ادب سکھایا، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اسے دوہرا ثواب ملے گا، اور جو شخص اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر اور مجھ پر ایمان لائے اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا اور جو غلام اپنے مالک اور اپنے خدا کا حق ادا کرے تو اس کا دگنا ثواب ہے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ))[405]

''قرآن کا ماہر معزز اور نیک ایلچی فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھے اور اسے پڑھنے میں دشواری ہو تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔''

حضور اکرم ﷺ نے جو خط روم کے بادشاہ ہرقل کو لکھا تھا اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ[406]

''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (یہ خط) بادشاہ روم ہرقل کی طرف۔ اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اما بعد میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر لو

---

[404] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 1، صفحہ 31

[405] مسلم، الصحیح، جلد 1، صفحہ 549

[406] ایضاً، جلد 3، صفحہ 1393

Marfat.com

سلامت رہو گے اور اسلام قبول کر لے اللہ تجھے دوہرا ثواب عطا کرے گا اور اگر تم نے اعراض کیا تو رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہو گا۔"

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں بہر کیف مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا دہرا اجر و ثواب صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اور بھی لوگ ہیں جن کو اعمال صالحہ پر دگنا ثواب کی خوشخبری دی گئی ہے۔ لہذا ازوج مطہرات پر عام مسلمان عورتوں کو قیاس کرتے ہوئے حجاب کے احکام کے ثبوت میں عمومیت درست ہے۔

⑤ آیت قواعد

آیت قواعد میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے کہ اگر وہ اپنے اضافی کپڑے اتار دیں اور ان کا چہرہ وغیرہ ظاہر ہو جائے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس آیت پر اگر غور کیا جائے تو عام مسلمان عورتوں کے چہرے کا حجاب کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن کریم نے بوڑھی عورتوں کے لیے رخصت کا ذکر کیا ہے۔ اگر چہرے کا پردہ عام مسلمان عورتوں کے لیے نہ ہوتا تو پھر خاص طور بوڑھی عورتوں کے بارے میں رخصت کیوں دی گئی۔ بوڑھی عورتوں کے لیے اس حکم میں تخفیف اور رعایت کا ہونا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ جوان عورتوں کا حکم یہ نہیں ہے کیونکہ اگر سب عورتوں کا ایک ہی حکم ہوتا تو پھر بوڑھی عورت کے لیے الگ سے احکام دینے کی ضرورت نہ تھی۔

امام ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

﴿أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ أي: عند الرجال ويعني بالثياب: الجلباب والرداء والقناع الذي فوق الخِمار، هذا المراد بالثياب، لا جميع الثياب. غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ أي: من غير أن يُرِدْنَ بوضع الجلباب أن تُرى زينتُهن والتبرُّج: إظهار المرأة محاسنها قال القاضي أبو يعلى: وفي هذه الآية دلالة على أنه يُباح للعجوز كشف وجهها ويديها بين يدي الرجال[407]

[407] ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، بیروت، دار الکتاب العربی، 1422ھ، جلد 3، صفحہ 306

Marfat.com

"أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ یعنی مردوں کے پاس اور ثیاب سے مراد جلباب اور چادر ہے جو خمار کے اوپر ہوتی ہے تمام کپڑے مراد نہیں ہیں، یعنی جلباب وغیرہ کے اتارنے سے مقصود اظہار زینت نہ ہو اور تبرج کہتے ہیں عورت کا اپنے محاسن کو ظاہر کرنا، قاضی ابو یعلی نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ بوڑھی عورت کے لیے مردوں کے درمیان چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولنا مباح ہے۔"

معلوم ہوا بوڑھی عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے تو اس کا مفہوم مخالف[408] یہ نکلا کہ اگر جوان عورتیں یہ حرکت کریں گی تو وہ گنہگار ہونگی۔ لہذا ان کے لیے چہرے کا چھپانا ضروری ہو گا ورنہ وہ گنہگار ہونگی۔

[408] مفہوم مخالف، لفظ سے یہ استدلال کرنا ہے کہ جو حکم منطوق کے لیے ثابت کیا جارہا ہے اس کی نقیض (ضد) غیر منطوق کے لیے ثابت ہے۔ مثلا قرآن مجید میں ہے ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ (الحجرات:6) "اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو" یہ آیت اس حکم پر دلالت کرتی ہے کہ اگر فاسق خبر لائے تو تفتیش کرنا واجب ہے اور مفہوم مخالف یہ نکلا کہ اگر عادل شخص خبر لائے تو تفتیش کرنا واجب نہیں ہے۔ (شوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، المکتبہ التجاریہ، 1413ھ، جلد2، صفحہ 56،61) واضح رہے کے احناف کہ ہاں نصوص شرعیہ میں مفہوم مخالف حجت نہیں (ارشاد الفحول، جلد2، صفحہ 57) تاہم جمہور علماء بشمول آئمہ ثلاثہ کے حجت ہے (ارشاد الفحول، جلد2، صفحہ 59) اس لیے آیت قواعد سے نوجوان عورت کے لیے بطریق مفہوم مخالف پردے کا ثبوت بر مسلک جمہور ہے۔

Marfat.com

فصل دوم:

قائلین وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ

اس فصل میں قائلین وجوب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل اور ان پر وارد اعتراضات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

قائلین وجوب حجاب کے
احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ

❶ قیس بن شماس کی حدیث جس میں ام خلادؓ کا واقعہ ہے

چہرے کے حجاب پر یہ حدیث نہایت وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ ام خلادؓ نے بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر بھی حجاب کو بر قرار رکھا۔ عام طور پر جب کوئی غم ناک واقعہ پیش آجائے تو انسان بدحواسی میں غیر شرعی کام کر بیٹھتا ہے لیکن ان کی شریعت پر استقامت دیکھیے کہ ایسے نازک وقت میں بھی انہوں شرعی حکم کی مخالفت نہیں کی، معلوم ہوا تمام مسلمان عورتوں کے لیے چہرے کا حجاب ضروری ہے جبھی تو انہوں نے اس دوران بھی حجاب کو بر قرار رکھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دور میں مصیبت کے وقت عورتیں نقاب میں نہیں ہوتی تھیں اسی لیے بعض صحابہؓ نے اسکا اظہار کیا۔

مگر اس روایت سے حجاب کے عدم وجوب پر بھی استدلال کیا گیا ہے۔ شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

بل ثبت في السنة ما يدل على أن لبس المرأة للنقاب إذا وقع في بعض الأحيان، كان، أمرًا غريبًا يلفت النظر، ويوجب السؤال والاستفهام.[409]

"بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات عورت کے نقاب پہننے کو عجیب سمجھا جاتا تھا اس کی طرف نظر کی جاتی تھی اور اس سے سوال وغیرہ کیے جاتے تھے۔"

اس کے بعد انہوں نے ام خلادؓ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

---

[409] القرضاوی، النقاب لیس فرضا ولیس بدعۃ

Marfat.com

ولو كان النقاب أمرًا معتادًا للنساء فى ذلك الوقت ما كان هناك وجه لقول الراوى: أنها جاءت وهى منتقبة.[410]

"اور اگر نقاب پہننا اس وقت عورتوں کی عادت تھی تو راوی کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ آئی اور نقاب پہنا ہوا تھا۔"

اوراس عورت کا جواب میں کہنا میرے بیٹے پر مصیبت آئی ہے میرے حیاء پر تو نہیں آئی اس سے بھی استدلال کرتے ہوئے شیخ قرضاوی لکھتے ہیں:

"اور عورت کے جواب سے معلوم ہوا کہ اس نے حیاء کی وجہ سے نقاب پہنا تھا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم نہیں دیا تھا، اور اگر نقاب شرعاً واجب ہوتا تو وہ یہ جواب نہ دیتی کہ حیا کی وجہ سے نقاب پہنا ہے۔ بلکہ پھر تو یہ سوال ہی نہیں بنتا تھا اس لیے کہ مسلمان جن چیزوں کا شرعاً حکم آجائے اس کے بارے میں سوال نہیں کرتا، مثلاً یہ نہیں کہتا کہ اس نے نماز کیوں پڑھی ،زکوۃ کیوں دی۔"[411]

شیخ قرضاویؒ کے اس استدلال کو نکات میں تقسیم کر کے جائزہ لیا جاتا ہے۔

1۔ دور نبوی ﷺ میں بعض اوقات نقاب پہننے کو عجیب سمجھا جاتا تھا یعنی نقاب کا رواج نہیں تھا۔

2۔ اَ نقاب کا عام رواج تھا تو پھر راوی کو یہ بیان کی کیا ضرورت تھی کہ اس عورت نے نقاب کیا ہوا تھا۔؟

3۔ اس عورت نے شرم وحیاء کی وجہ سے نقاب کیا تھا نا کہ حکم الٰہی سمجھ کر و گرنہ وہ یہ کہتی کہ بیٹا کھویا ہے حیاء نہیں۔ بلکہ کہتی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعمیل میں نقاب کیا ہے۔؟

[410] القرضاوی، النقاب ليس فرضا وليس بدعة

[411] القرضاوی، النقاب ليس فرضا وليس بدعة

Marfat.com

جائزہ:

1۔ یہ بات ان تمام نصوص کے برعکس ہے جن سے عورتوں کے حجاب کا علم ہوتا ہے جیسا کہ روایات پیچھے گزر گئی ہیں۔ نیز اگر نقاب کا رواج نہیں تھا تو پھر حالت احرام میں عورتوں کو نقاب پہننے سے کیوں منع کیا گیا۔[412]

2۔ راوی کا اس بیان سے مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ اس قدر سانحہ کے باوجود وہ عورت نقاب میں تھی اس سے تو نقاب کا وجوب ثابت ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت بھی اس کا اہتمام کیا۔

3۔ شرم وحیاء شرعاً مطلوب ہے اور اس کے معلوم کرنے کا کوئی پیمانہ نہیں اس لیے شریعت نے کچھ اصول بتلا دیے جن سے اس کیفیت کا پتہ چلتا ہے مثلاً عورتوں کی موجودگی میں نظر نیچی کرنا عورتوں کا مردوں سے خود کو چھپانا یہ سب شرم وحیاء کا ہی اظہار ہے اور حجاب سے بھی شرم وحیاء کی تکمیل ہوتی ہے، اور حجاب کے احکامات کا اسے علم تھا تو اسی لیے اس نے نقاب کیا تھا اور ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ میرا شرم وحیاء باقی ہے۔ اگر اس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نقاب پہنا ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے بغیر از خود ایک چیز کا التزام کر لیا۔

شیخ البانیؒ نے اس حدیث کی سند پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں ایک راوی عبد الخبیر مجہول ہے۔ اور اس میں ایک راوی فرج بن فضالۃ ضعیف ہے۔[413]

امام بخاریؒ عبد الخبیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

حديثه ليس بقائم [414]

امام ابن حبانؒ (م-354ھ) نے اپنی کتاب "المجروحین" میں عبد الخبیر کو "مُنكر الحديث جدا" لکھا ہے۔[415]

---

[412] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 3، صفحہ 15

[413] البانی، ناصر الدین، ضعیف ابی داؤد، الکویت، موسسۃ غراس للنشر والتوزیع، 1423ھ، جلد 2، صفحہ 297

[414] البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، جلد 6، صفحہ 137

[415] محمد بن حبان، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، حلب، دار الوعی، 1396ھ، جلد 2، صفحہ 141

Marfat.com

اور دوسری طرف امام ابن حبان نے عبد الخبیر کا ذکر اپنی کتاب "الثقات" میں بھی کیا ہے۔[416]

امام بخاریؒ فرج بن فضالۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

فرج بن فضالۃ حدیثه لیس بالقائم عندہ مناکیر [417]

امام مسلمؒ لکھتے ہیں:

منکر الحدیث[418]

امام نسائیؒ لکھتے ہیں:

فرج بن فضالۃ ضعیف [419]

مگر امام ابو داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد سکوت کیا ہے اور جس حدیث پر امام ابو داؤدؒ کلام نہ کریں تو وہ ان کے نزدیک قابل استدلال ہے۔ چنانچہ اپنے اس رسالہ میں جو اہل مکہ کے نام ہے۔ لکھتے ہیں:

مالم اذکر فیه شیئا فھو صالح[420]

"جس حدیث پر میں کوئی کلام نہ کروں اس کو صالح (قابل حجت) سمجھنا چاہیے۔"

امام ابو داؤدؒ نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ وہ متروک الحدیث راوی کی روایت نہیں لیتے اور اگر کوئی حدیث منکر ہو تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں۔

امام ابو داؤد لکھتے ہیں:

ولیس فی کتاب السنن الذی صنفته عن رجل متروک الحدیث

---

[416] محمد بن حبان، الثقات، دکن، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1393ھ، جلد 8، صفحہ 425

[417] البخاری، محمد بن اسماعیل، الضعفاء الصغیر، حلب، دار الوعی، 1396ھ، صفحہ 79

[418] مسلم بن حجاج، الامام، الکنی والاسماء، السعودیۃ، عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ، 1414ھ، جلد 2، صفحہ 685

[419] النسائی، احمد بن شعیب، الضعفاء والمتروکون، حلب، دار الوعی، 1396ھ، صفحہ 87

[420] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، رسالۃ ابی داؤد الی اہل مکۃ، بیروت، دار العربیۃ، جلد 1، صفحہ 27

Marfat.com

شی[421]

اور آگے لکھتے ہیں:

واذا کان فیه حدیث منکر بینت انه منکر ولیس علی نحوه فی البَاب غیره[422]

یہ روایت مسند ابی یعلی اور سنن الکبری بیہقی میں بھی موجود ہے۔[423] اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو یہ حدیث اس درجہ کی ضعیف نہیں ہے جو کہ بالکل قابل استدلال نہ ہو اس لیے کہ جو اس روایت کی سند پر جرح ہوئی ہے وہ مبہم ہے۔

علامہ ابن صلاحؒ (م-643ھ) لکھتے ہیں:

واحتج مسلم بسوید ابن سعید و جماعة اشتهر الطعن فیهم وهكذا فعل أبو داود السجستانی وذلك دال علی أنهم ذهبوا إلی أن الجرح لا یثبت إلا إذا فسر سببه[424]

"اور مسلمؒ نے سوید بن سعید اور ایک ایسی جماعت کی روایات کو حجت تسلیم کیا ہے جس پر کھلم کھلا جرح ہوئی ہے اور امام ابو داؤد نے بھی ایسا کیا ہے اور یہ چیز اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمام لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جرح اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک جرح کا سبب نہ بیان کیا جائے۔"

اور دوسری بات ضعیف روایت سے استدلال اور اس پر عمل کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے جمہور کی رائے یہ ہے کہ فضائل واعمال کی صورت میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے تین شرطیں ہیں۔

---

[421] ابو داؤد، رسالہ ابی داؤد الی اہل مکہ، جلد 1، صفحہ 27

[422] ایضاً، جلد 1، صفحہ 27

[423] ابو یعلی، احمد بن علی بن المثنی التمیمی، مسند ابی یعلی، دمشق، دار المامون للتراث، 1404ھ، جلد 3، صفحہ 164
البیہقی، احمد بن الحسین، السنن الکبری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1424ھ، جلد 9، صفحہ 295

[424] ابن صلاح، معرفۃ انواع علوم الحدیث، المعروف مقدمہ ابن صلاح، صفحہ 107

Marfat.com

امام سیوطیؒ[425] لکھتے ہیں:

أحدها أن يكون الضعف غير شديد فيخرج من انفرد من الكذابين، والمتهمين بالكذب ومن فحش غلطه؛ الثاني: أن يندرج تحت أصل معمول به؛ الثالث: أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته، بل يعتقد الاحتياط [426]

مذکورہ عبارت کا مفہوم نکات کی صورت میں درج ذیل ہے۔

1۔ ضعف زیادہ شدید نہ ہو، اس سے کذاب، متہم بالکذب اور فحش غلطیاں کرنے والے نکل جائیں گے۔

2۔ وہ حدیث کسی ایسے اصل کے تحت آتی ہو جس پر عمل ہو رہا ہو۔

3۔ اور اس روایت پر عمل کرتے وقت یہ اعتقاد نہ ہو کہ یہ عمل شریعت سے ثابت ہے بلکہ یہ اعتقاد ہو کہ احتیاط اسی میں ہے۔

زیر بحث روایت کا مضمون "پردہ" کو ثابت کر رہا ہے اور یہ حکم کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی شرعی قاعدہ وکلیہ کے خلاف ہو اور کسی اصل کے تحت نہ آتا ہو بلکہ پردہ کا حکم دوسری آیات واحادیث سے بھی ثابت ہے لہذا اس روایت سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

---

[425] سیوطیؒ کا نام، عبد الرحمن، لقب جلال الدین، کنیت ابو الفضل ہے۔ جلال الدین سیوطی کے نام سے مشہور ہیں۔ یکم رجب 849ھ کو نواح مصر میں دریائے نیل کے مغربی جانب واقع شہر "سیوط" میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے نامت باکمال ائمہ فن میں شمار ہوتا تھا۔ اور قدرت کی طرف سے آپ کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گی تھیں۔ (محمد حنیف گنگوہی، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، کراچی، درالاشاعت، مارچ 2000ء، صفحہ 35) آپ کی مشہور تفسیر کا نام "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" ہے۔ اس میں آپ نے ان تمام روایات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے جو قرآن کریم کے تفسیر سے متعلق آپ کو ملی ہیں، گو ان سے پہلے بہت سے محدثین، حافظ ابن جریرؒ، امام بغویؒ، ابن مردویہ، ابن حبانؒ اور ابن ماجہؒ وغیرہ اپنے طور پر یہ کام کر چکے تھے، لیکن آپ نے ان سب کی بیان کردہ روایات کو اس کتاب میں جمع کر دیا، اور پوری سند ذکر کرنے کی بجائے صرف اس مصنف کا نام ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے جس نے اس روایت کو اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ تاکہ بوقت ضرورت اس کی مراجعت کر کے سند کی تحقیق کی جاسکے۔ چنانچہ اس کتاب میں بھی صحیح وسقیم ہر طرح کی روایات جمع ہو گئی ہیں۔ سند کی تحقیق کے بغیر ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جاسکتا۔ 910ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (مقدمہ معارف القرآن، صفحہ 55)

[426] سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دار طیبہ، س ن، جلد 1، صفحہ 351
البیھقی، السنن الکبری، جلد 9، صفحہ 295

Marfat.com

❷ ام عطیہؓ کی روایت:

اس حدیث سے صراحتاً چہرے کے حجاب پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ نزول احکام حجاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بغیر چادر کے باہر نکلنے کا کوئی تصور نہ تھا۔ لیکن کیا چہرے کا حجاب کیا جائے گا؟ اس کا صراحتاً ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔

تاہم دوسری نصوص کی روشنی میں اس روایت کا مفہوم متعین کیا جاسکتا ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت چہرے کو چھپالیا جائے۔ اس لیے کہ سائلہ نے کہا اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ تو آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ دوسری عورت کی چادر میں شرکت کرے یا چادر ادھار لینے[427] کا حکم اسی لیے دیا جارہا ہے کہ احکام حجاب امت کی تمام عورتوں کے لیے ہیں۔

❸ حدیث عائشہؓ جس میں قافلوں کی آمد پر چہرے کے حجاب کا ذکر ہے۔

اس روایت میں حضرت عائشہؓ نے حالت احرام میں سفر کے دوران لوگوں کے قافلوں کی آمد پر چہرے کا حجاب کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے لفظ "نحن" (ہم) سے واضح ہورہا ہے کہ یہ صرف ان کا طرز عمل نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ جتنی اور بھی خواتین شریک تھیں وہ چہرے کو چھپالیتی تھیں۔

شیخ قرضاوی کے اعتراضات:

شیخ قرضاوی نے اس حدیث پر چند اعتراضات کیے ہیں۔

1۔ اس حدیث کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی موجود ہے جس پر کلام کیا گیا ہے اور اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے احکام میں اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے۔

2۔ یہ حضرت عائشہؓ کا فعل ہے جس سے وجوب پر استدلال کیا نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ فعل رسول ﷺ بذات خود وجوب پر دلالت نہیں کرتا چہ جائیکہ کسی اور کے فعل سے وجوب کا قول کیا جائے۔

3۔ اس میں احتمال ہے کہ یہ ازواج مطہرات کی خصوصیت ہو لہذا جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔

---

[427] التمیمی، محمد بن حبان بن احمد، ابوحاتم، صحیح ابن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، 1993، جلد 7، صفحہ 57

Marfat.com

جوابات:

پہلے اعتراض کا جواب:

سند کے لحاظ سے یہ حدیث صالح للاستدلال اور قابل حجت ہے۔ اس لیے کہ امام ابو داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد سکوت اختیار کیا ہے اور جس حدیث پر امام ابو داؤد سکوت فرمائیں وہ قابل حجت ہوتی ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس حدیث کو یزید ابن ابی زیاد کی سند سے نقل کیا ہے۔[428]

اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی یہ روایت اسی راوی کے ساتھ مذکور ہے۔[429]

مصنف عبد الرزاق میں یزید ابن زیاد کی زیر بحث روایت تو موجود نہیں تاہم اور روایات موجود ہیں۔[430] اور امام بخاریؒ کی تصریح کے مطابق مصنف عبد الرزاق کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔[431]

اسی طرح نسائی شریف میں بھی یزید بن ابی زیاد کی روایت موجود ہے[432] اور قوت سند کے اعتبار سے بخاری و مسلم کے بعد نسائی شریف ہے۔[433]

امام ترمذیؒ[434] نے بھی یزید بن ابی زیاد کی روایات ذکر کی ہیں اور متعدد مقامات پر ان کی

---

[428] احمد بن حنبل، مسند احمد، مصر، موسسہ قرطبہ س ن، جلد 6، صفحہ 30

[429] ابن خزیمہ، الصحیح جلد 4، صفحہ 203

[430] عبد الرزاق بن ہمام، ابو بکر، مصنف عبد الرزاق، بیروت، المکتب الاسلامی، 1403ھ، جلد 4، صفحہ 479، جلد 7، صفحہ 175

[431] تقی عثمانی، مفتی، درس ترمذی، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 2003ء، جلد 1، صفحہ 48

[432] النسائی، احمد بن شعیب، السنن، حلب، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، 1986، جلد 4، صفحہ 54

[433] درس ترمذی، جلد 1، صفحہ 77

[434] امام ترمذیؒ کی کنیت، ابو عیسیٰ، نام محمد ہے اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی۔ بنو سلیم سے تعلق کی وجہ سے "سلمی" کہلاتے ہیں۔ آپ 209ھ میں "ترمذ" مقام پر پیدا ہوئے۔ طلب حدیث کے لیے آپ نے مختلف علاقوں اور ملکوں کا سفر کیا۔ بصرہ، کوفہ، خراسان اور حجاز میں برسوں زندگی گزاری۔ امام بخاریؒ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ہیں اور آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ سے امام بخاریؒ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے۔ جس کی صراحت آپ نے "ابواب التفسیر" سورۃ الحشر کی تفسیر میں کی ہے۔ اور "ابواب المناقب" میں بھی ایک حدیث ہے جس

Marfat.com

تحسین فرماتے ہوئے ”حسن صحیح“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔[435]

اور ایک مقام پر سنن ترمذی میں لکھتے ہیں:

یزید بن أبی زیاد الکوفی أثبت من هذا و أقدم [436]

امام عجلیؒ[437] نے یزید بن ابی زیاد کو جائز الحدیث کہا ہے۔[438]

امام زیلعی (م- 763ھ) لکھتے ہیں:

قال الشیخ فی "الامام" یزید بن أبی زیاد معدود فی أهل الصدق کوفی الغرماء أبا عبد الله ذکر أبو الحارث القروی قال أبو الحسن یزید بن أبی زیاد جید الحدیث[439]

”شیخ (امام ابن دقیق العیدؒ) نے (اپنی کتاب) ”امام“ میں فرمایا ”یزید بن ابی زیادہ ابو عبد اللہ کوفی سچے راویوں میں شمار کیا جاتا ہے اور امام ابو الحارث قرویؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو الحسن (علی بن عمر دار قطنی) نے یزید بن ابی زیاد کو جید الحدیث کہا ہے۔“

کو امام بخاریؒ نے آپ سے سنا۔ آپ زہد و تورع اور خوف خدا میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ خوف الٰہی کی وجہ سے بکثرت روتے روتے آنکھوں کی بینائی چلی گئی۔ آپ کو حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ اور تفسیر پر بھی عبور تھا جو آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ”السنن“ سے ظاہر ہے۔ آپ نے متعدد موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں جن میں، الشمائل، العلل، المفرد، الاسماء والکنی، کتاب التاریخ اور ”السنن“ (المعروف جامع ترمذی) شامل ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب ”السنن“ میں امام ابو داؤدؒ سجستانی اور امام بخاریؒ دونوں کے طریقوں کو جمع کیا ہے۔ ایک طرف تو آپ نے احادیث احکام میں سے صرف ان احادیث کو لیا ہے جن پر فقہاء کا عمل رہا ہے دوسری طرف امام بخاریؒ کی طرح، سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، مناقب سب ابواب کی احادیث کو لے کر اپنی اس کتاب کو ”جامع“ بنادیا ہے۔ آپ کی وفات 13 رجب المرجب 279ھ میں ”ترمذ“ کے مقام پر ہوئی۔ (ظفر المحصلین، صفحہ 117 تا 119)

[435] الترمذی، جلد 1، صفحہ 194، جلد 3، صفحہ 147، جلد 3، صفحہ 194

[436] الترمذی، جلد 4، صفحہ 33

[437] امام عجلی کا پورا نام، ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح بن مسلم العجلی الکوفی ہے۔ 182ھ کوفہ میں پیدا ہوئے اور 261ھ میں وفات پائی۔ امام الحافظ الناقد سے مشہور ہیں۔ یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ بن ثقہ کہا ہے۔ (الذهبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1413ھ، جلد 12، صفحہ 506)

[438] عسقلانی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل، تہذیب التہذیب، بیروت، دار الفکر، 1984، جلد 11 صفحہ 288

[439] الزیلعی، عبد اللہ بن یوسف، ابو محمد، نصب الرایۃ مصر، دار الحدیث، 1357ھ، جلد 1، صفحہ 402

Marfat.com

امام بخاریؒ محدث جریر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

كان أحسن حفظا من عطاء بن السائب[440]

"یزید بن ابی زیاد کا حافظہ عطاء بن السائب سے بہتر تھا۔"

اور عطاء بن سائب صحاح ستہ کا روای ہے۔[441]

مندرجہ بالا تصریحات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یزید بن ابی زیاد قابل اعتماد اور جائز الحدیث راوی ہے۔

چونکہ آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا اس لیے انؒ پر ضعف کا قول کیا گیا۔ تاہم جنہوں نے آخری عمر سے پہلے سماع حاصل کیا ان کی روایات صحیح اور معتبر ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

قال ابن حبان كان صدوقا إلا أنه لما كبرساءحفظه وتغيروكان يلقن مالقن فوقعت المناكير فى حديثه فسماع من سمع منه قبل التغير صحيح[442]

"ابن حبانؒ نے کہا یزید بن ابی زیاد سچا راوی ہے لیکن جب وہ بوڑھے ہو گئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا اور تلقین قبول کرنے لگے، جس کی وجہ سے ان کی روایت میں اوپری چیزیں آ گئیں، لیکن تغیر حافظہ سے پہلے جس نے ان سے روایات سنی وہ صحیح ہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ یزید بن ابی زیاد سے جن روایوں نے تغیر حافظہ اور آخری زمانہ سے پہلے سماع حاصل کیا ان کی روایات صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔

---

[440] البخاری، محمد بن اسماعیل۔ ابو عبد اللہ، التاریخ الکبیر، بیروت، دار الفکر، س ن، جلد 8، صفحہ 344

[441] ابن حجر عسقلانی، الفضل، تقریب التهذیب، گوجرانوالہ، دار نشر الکتب الاسلامیہ، س ن، جلد 1، صفحہ 239

[442] تهذیب التهذیب، بیروت، دار الفکر، 1984، جلد 11 صفحہ 288

Marfat.com

چنانچہ امام بیہقی[443] نے چند راویوں کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے یزید بن ابی زیاد سے اول عمر میں، تغیر حافظہ کے زمانے سے قبل سماع حاصل کیا ان میں، شعبہ، سفیان ثوری، اور ہشیم وغیرہ شامل ہیں۔[444]

زیر بحث یزید بن ابی زیاد کی روایت میں اس کا شاگرد ہشیم موجود ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہشیم نے ان سے تغیر حافظہ سے قبل سماع حاصل کیا ہے لہذا یہ روایت صحیح، قابل حجت اور صالح للاستدلال ہے۔

نیز یزید بن ابی زیاد کی تضعیف اتفاقی نہیں ہے اور اگر اس کی تضعیف تسلیم بھی کر لی جائے تو یہ اس درجہ کی نہیں ہے کہ ان کی روایت قبول نہ ہو۔

امام مسلمؒ[445] صحیح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فإذا نحن تقصينا أخبار هذا الصنف من الناس أتبعناها أخبارا يقع في أسانيدها بعض من ليس بالموصوف بالحفظ والإتقان كالصنف المقدم قبلهم على أنهم وإن كانوا فيما

---

[443] امام بیہقی کی کنیت، ابو بکر، لقب شیخ خراسان اور نام احمد بن حسین بن علی بن موسی ہے۔ آپ بیہق (نیشاپور) کے رہنے والے تھے۔ شعبان 384ھ کو پیدا ہوئے۔ طلب علم کی خاطر مختلف شہروں کے سفر کیے، اور اس قدر علمی کمال حاصل کیا کہ اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف و تالیف فرمائیں جن میں کتاب السنن الکبیر، شعب الایمان، السنن الصغیر، دلائل النبوۃ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی وفات 456ھ /458ھ کو (علی اختلاف القولین) نیشاپور میں ہوئی اور بستی بیہق میں دفن ہوئے۔ (تذکرۃ المحدثین، صفحہ 214،212)

[444] البیہقی، سنن بیہقی الکبری، جلد 2، صفحہ 110 (قال أبو سعيد الدارمي ومما يحقق قول سفيان بن عيينة أنهم لقنوه هذه الكلمة (ثم لا يعود) أن سفيان الثوري وزهير بن معاوية وهشيما وغيرهم من أهل العلم لم يجيئوا بها إنما جاء بها من سمع منه بآخره)

[445] امام مسلمؒ کی کنیت ابو الحسین، لقب عساکر الدین اور نام مسلم ہے۔ خراسان کے شہر نیشاپور میں 202ھ /206ھ کو (علی اختلاف القولین) پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے طلب حدیث میں لگ گئے تھے اور مختلف اسلامی بلاد و امصار کے اسفار کیے، آپ کی امامت و جلالت اور مہارت و صداقت پر اہل علم کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی بڑی دلیل آپ کی کتاب الجامع الصحیح (المعروف صحیح مسلم) ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد صحیحین (بخاری و مسلم) کا مرتبہ ہے۔ البتہ صحیح بخاری بعض دیگر فوائد کی وجہ سے فائق و ممتاز ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف میں، المسند الکبیر علی الرجال، کتاب الطبقات، کتاب اوہام المحدثین، کتاب العلل نمایاں ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت صحیح مسلم کو حاصل ہوئی۔ 25 رجب 261ھ پیر کے روز نیشاپور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ (، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، صفحہ 94، کامران اعظم سوہدروی، تذکرۃ المحدثین، لاہور، فکشن ہاؤس بک سنٹر، 2010ء، صفحہ 47)

Marfat.com

وصفنا دونهم فإن اسم الستر والصدق وتعاطي العلم يشملهم كعطاء بن السائب ويزيد بن أبي زياد وليث بن أبي سليم [446]

"پھر ہم اس قسم کے لوگوں (جو زیادہ قوی، ثقہ) کی مرویات کا ذکر کرنے کے بعد ایسی احادیث لائیں گے جن کی اسانید میں وہ لوگ ہوں جو اس درجہ اتقان اور حفظ سے موصوف نہ ہوں جو اوپر ذکر ہوا لیکن تقوی پرہیز گاری اور صداقت وامانت میں ان کا مرتبہ ان سے کم نہ ہوگا کیونکہ ان کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور ان کی روایت بھی محدیثن کے ہاں مقبول ہے جیسا کہ عطا بن سائب اور یزید بن ابی زیاد ولیث بن ابی سلیم"

امام مسلمؒ نے یزید بن ابی زیاد کا نام ذکر کر کے صراحتاً کہا کہ ان کی روایت محدثین کے ہاں قبول ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ یزید ابن ابی زیاد کی زیر بحث روایت کی ہم معنی موید روایات بھی موجود ہیں۔

فاطمہ بنت منذرؒ کہتی ہیں:

((كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.))[447]

"کہ ہم حالت احرام میں خمار سے اپنے منہ ڈھانپتی تھیں اور اسما بنت ابی ابکر صدیق ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔"

امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔[448]

اسماعیل خالد اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں:

"کہ ہم 8 ذی الحجہ کو ام المومنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں، میں نے کہا، اے ام المومنین! یہاں ایک ایسی عورت جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھایا اور اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔"[449]

یہ روایات یزید ابن ابی زیاد کی روایت کے ہم معنی ہیں چنانچہ اگر ان کا ضعیف ہونا تسلیم بھی کرلیا جائے تو ان روایات کی وجہ سے ان کا ضعف مندفع ہوگیا۔

---

[446] مسلم، الصحیح، جلد 1، صفحہ 5

[447] موطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 328

[448] عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، ابوالفضل، تلخیص الحبیر، مدینہ منورہ، 1964، جلد 2، صفحہ 272

[449] ایضاً، جلد 2، صفحہ 272

Marfat.com

دوسرے اعتراض کے جوابات:

1۔ حضرت عائشہؓ کا یہ فعل حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہے۔اور جو کام آپ ﷺ کی موجودگی میں ہو اور آپ ﷺ اس پر سکوت اختیار فرمائیں وہ حدیث تقریر میں داخل ہے۔[450] اور حدیث تقریر سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

2۔ راوی جب اپنے عمل کی نسبت حضور اکرم ﷺ کے زمانے کی طرف کرے تو وہ بھی حدیث مرفوع ہوتی ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

قول الصحابي كنا نقول أو نفعل كذا إن لم يضفه إلى زمن النبي صلى الله عليه و سلم فهو موقوف وإن إضافه فالصحيح أنه مرفوع[451]

"صحابیؓ کا کہنا کہ ہم کہتے تھے یا ایسے کرتے تھے اگر اس کی نسبت حضور ﷺ کے زمانے کی طرف نہ کرے تو وہ حدیث موقوف ہے۔اور اور اگر اس کی نسبت حضور اکرم ﷺ کے زمانے کی طرف کرے تو صحیح قول کے مطابق وہ حدیث مرفوع ہے۔"

اس سے معلوم ہوا حضرت عائشہؓ کی روایت حدیث مرفوع ہے۔جس سے قرائن کی روشنی میں وجوب پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

3۔ اگر ایک صحابیؓ کی بات دوسرے صحابہؓ تک پہنچے اور وہ اس پر انکار نہ کریں تو وہ اجماع کہلاتا ہے۔اور جو چیز اجماع سے ثابت ہو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ملا جیونؒ[452] لکھتے ہیں:

---

[450] الدھلوی، عبدالحق، مقدمہ فی اصول الحدیث، بیروت، دارالبشائر الاسلامیہ، 1986، جلد 1، صفحہ 38

[451] النووی، یحیٰ بن شرف، ابوزکریا، التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن لبشیر النذیر فی اصول الحدیث، بیروت، دارالکتاب العربی، 1405ھ، صفحہ 33

(۱) محل نظر ہے، فعل رسولؐ سے وجوب کا اثبات ہوتا ہے۔جب کوئی قرینہ وجوبی پایا جائے

[452] ملا جیونؒ کا اصل نام، شیخ احمد ہے۔اور اورنگزیب عالمگیرؒ کے استاد تھے۔علم تفسیر، فقہ اور اصول فقہ و تصوف کے ماہر تھے۔1130ھ میں دہلی وفات پائی۔(بحوالہ مقدمہ نورالانوار)

Marfat.com

"جب کسی صحابیؓ کا قول دوسرے صحابہؓ کو پہنچے اور وہ خاموشی اختیار کریں تو وہ اجماع ہوتا ہے۔ اور اجماع کی تقلید بالاتفاق واجب ہے۔"[453]

حضرت عائشہؓ کی اس روایت پر کسی صحابیؓ کا اعتراض اور انکار منقول نہیں ہے جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ روایت سالم عن المعارض ہے اور اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

فعل رسول ﷺ سے وجوب کا ثبوت:

باقی شیخ قرضاوی کا مطلقاً یہ کہنا کہ فعل رسول ﷺ سے وجوب ثابت نہیں ہوتا یہ بات محل نظر ہے امام ابو بکر جصاص رازیؒ نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ فعل رسول ﷺ سے وجوب کے ثبوت کے بارے میں کئی قسم کی آراء ہیں۔

1۔ بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ فعل رسول ﷺ کی اقتدا ہم پر واجب ہے جب تک کوئی ایسی دلیل نہ سامنے آجائے جس سے اس کا غیر واجب ہونا معلوم ہو جائے۔

2۔ آپ ﷺ کے افعال میں سے ہم پر کچھ واجب نہیں جب تک کہ اس کے وجوب کی کوئی دلیل نہ آجائے۔

3۔ ہمارے لیے فعل رسول ﷺ کی اقتدا اباحت کے درجہ میں ہوگی جب کہ آپ ﷺ نے اس کو ادنی مرتبہ پر کیا ہو ادا ئے ہے۔

4۔ بعض نے کہا ہم توقف کریں گے اس فعل کو نہ اباحت کے طور پر کریں گے اور نہ وجوب کے جب تک اس پر کوئی دلیل نہ آجائے۔

5۔ امام جصاص کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ ہم اس طرح ان افعال کو کریں گے جس طرح آپ ﷺ نے بجالائے۔[454]

فعل رسول ﷺ کی اقتدا کے حوالے سے ملاجیونؒ لکھتے ہیں:

والصحيح عندنا ان ماعلمنا من افعال ﷺ واقعا على جهة من الوجوب او الندب اوالاباحة نقتدى به فى ايقاعه على تلك

[453] ملاجیون، شیخ احمد، نورالانوار، کراچی، ایچ ایم سعید، صفحہ 218

[454] الجصاص، الرازی، احمد بن علی، ابو بکر، الفصول فی الاصول الکویت، وزارۃ الاوقاف، 1414ھ، جلد 3، صفحہ 215

Marfat.com

الجهة حتى يقوم دليل الخصوص فما كان واجبا عليه يكون واجبا علينا ،وما كان مندوبا عليه يكون مندوبا علينا ،وماكان مباحاله يكون مباحا لنا ،وما لم نعلم على اى جهة فعله قلنا فعله على ادنى منازل افعاله وهو الاباحة[455]

"اور صحیح قول ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ افعال رسول ﷺ جن کو ہم جانتے ہیں، وہ وجوب، مستحب یا اباحت کی جس جہت سے بھی واقع ہوئے ہیں ہم بھی اسی جہت سے ان کی اقتدا کریں گے۔ یہانتک کہ کوئی دلیل تخصیص قائم ہو جائے (جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے) پس جو فعل آپ ﷺ پر واجب تھا ہمارے لیے بھی وہ واجب التعمیل ہو گا، اور جو آپ کے لیے مستحب تھا، ہمارے لیے بھی وہ استحباب کے درجہ میں رہے گا، اور جو آپ ﷺ کے لیے مباح تھا وہ ہمارے لیے بھی مباح ہو گا۔ اور جس فعل کو ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ نے کس حیثیت سے کیا (کہ واجب ہے یا مستحب یا مباح) تو ہم کہیں گے کہ آپ ﷺ نے اپنے افعال کے ادنی مرتبہ پر اس کو کیا ہے اور وہ اباحت کا درجہ ہے۔"

معلوم ہوا بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ فعل رسول ﷺ سے مطلقاً وجوب ثابت ہوتا ہے مگر حنفیہ اور جمہور کا موقف یہ ہے کہ جس جہت سے آپ ﷺ کے افعال واقع ہوئے اسی جہت سے ہم اقتدا کریں گے۔ رہی یہ بات کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے وجوب ثابت نہیں ہو گا یہ درست ہے مگر جب کوئی مسئلہ عورتوں سے متعلق ہو تو اس میں عورتوں کی رائے معتبر ہوتی ہے بالخصوص سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کی فقہاہت و علم کے سب قائل ہیں اگر انہوں نے احکام حجاب کو لازم نہ سمجھا ہوتا تو وہ اس موقع پر پردہ نہ کرتیں ان کا یہ عمل دیگر دلائل سے مستنبط تھا اور پھر یہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہو رہا ہے جس پر

[455] نورالانوار، صفحہ 213

Marfat.com

آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا۔ لہٰذا حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے وجوب حجاب پر استدلال درست ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب:

احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ عام خواتین اسلام کے لیے بھی ہیں جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

4 حدیث عبد اللہ بن عمرؓ جس میں احرام والی عورت کو نقاب و دستانے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔

یہ روایت وجوب حجاب کی بڑی وزنی دلیل ہے۔ جو عورتوں کے لیے حجاب کی پابندی پر دلالت کرتی ہے کہ حکم حجاب کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں نے اس حکم کو عام سمجھتے ہوئے چہرے اور ہاتھوں کو چھپانا شروع کر دیا تھا جبھی تو حالت احرام میں عورتوں کو چہرے اور ہاتھوں کے حجاب سے منع کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

وهذا مما يدل على أن النقاب والقفازين كانا معروفين في النساء اللاتي لم يحرمن وذلك يقتضي ستر وجوههن وأيديهن[456]

"اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نقاب اور دستانے پہننا ان عورتوں میں معروف تھا جو احرام کی حالت میں نہیں ہوتی تھیں اور یہ اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو چھپائیں۔"

حالت احرام میں نقاب سے منع کیا گیا ہے لیکن اگر پردہ کسی ایسی چیز سے کیا جائے جو چہرہ سے الگ رہے تو یہ جائز ہے۔[457] اگر مسلمان عورتیں احکام حجاب کو عام نہ سمجھتیں تو اس قدر حجاب کا اہتمام اور التزام نہ کرتیں کہ آپ ﷺ کو حالت احرام میں نقاب پر پابندی لاگو کرنے کی ضرورت پیش آتی یہ استدلال بھی مفہوم مخالف سے ہے۔

---

[456] ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، جلد 15، صفحہ 372

[457] ملا علی قاری، مرقاۃ، جلد 5، صفحہ 1846

Marfat.com

❺ حدیث عائشہؓ جس میں ایک عورت کا حضور ﷺ کو پردے کے پیچھے سے خط دینے کا ذکر ہے۔

یہ حدیث بھی عورتوں کے لیے چہرے کے حجاب پر دلالت کر رہی ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے خط دیا، اگر عورتوں کے لیے حجاب کے احکامات نہ ہوتے تو وہ آپ ﷺ کے روبرو ہو کر یہ خط پیش کرتی، یہ بھی معلوم ہوا کہ ہاتھوں کا پردہ نہیں ہے بلکہ اس کی زینت کا حکم ہے لہذا ہاتھوں پر دستانے چڑھانا انتہا پسندی ہے۔

اشکال:

اس حدیث پر ایک اشکال ہے کہ بخاری کی روایت سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک صحابیہؓ کے روبرو، قریب بیٹھے تھے۔

خالد بن ذکوان حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

((جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا، يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي، كُنْتِ تَقُولِينَ))[458]

"کہ جب میری رخصتی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ میرے بستر پر آکر اس طرح بیٹھ گئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں، ایک ان میں پڑھنے لگی ہم میں ایک نبی ﷺ ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں کہ کل کو کیا ہو گا ﷺ نے فرمایا اس شعر کو چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہے جاؤ۔"

[458] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 7، صفحہ 19

Marfat.com

اشکال یہ ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ حضور اکرم ﷺ کے لیے غیر محرم اور اجنبیہ تھیں پھر آپ ﷺ ان کے قریب روبرو کیسے تشریف فرمائے ہوئے۔؟ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کے کئی جوابات دیے ہیں۔

جن میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

1۔ پردے کی آڑ میں ہوں۔

2۔ نزول آیت حجاب سے پہلے کا واقعہ ہو۔

3۔ نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کا اجنبیہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا اور اس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ حافظؒ نے اسی جواب کو راجح قرار دیا۔ مزید کہا کہ حضور ﷺ کا ام حرام بنت ملحانؓ کے گھر جا کر آرام کرنا اور ان کا آپ ﷺ کے سر مبارک سے جوئیں تلاش کرنا باوجود اس کے نہ آپ ﷺ کا ان کے ساتھ محرمیت کا رشتہ تھا اور نہ زوجیت کا اس کی وجہ بھی یہی تھی۔[459] شیخ علی بن برہان الدین حلبیؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔[460]

حافظ ابن حجرؒ کی اس رائے پر کہ آپ ﷺ کے لیے اجنبیہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا اور اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے ملا علی قاریؒ نے اعتراض کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وهذا غريب فإن الحديث لا دلالة فيه على كشف وجهها ولا على الخلوة بها بل ينافيها مقام الزفاف و كذا قولها: (فجعلت) أي: شرعت[461]

"اور یہ بات عجیب ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں ان کے چہرہ کے کھلا ہونے اور تنہائی میں بیٹھنے پر کوئی دلالت نہیں ہے بلکہ زفاف کا مقام خود اس کے منافی

[459] ابن حجر، فتح الباری، جلد 9، صفحہ 203

[460] شیخ علی بن برہان الدین حلبی (م-1044ھ) لکھتے ہیں: أن من خصائصه صلى الله عليه وسلم جواز نظر الأجنبية والخلوة بها لامنه صلى الله عليه وسلم "اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور اور اس کی طرف دیکھنے کا جواز آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے اس لیے کہ آپ ﷺ فتنہ سے امن میں تھے۔" (سیرت حلبیہ، بیروت، دار المعرفت، 1400ھ، جلد 2، صفحہ 587)

[461] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 5، صفحہ 2065

Marfat.com

ہے۔اور اسی طرح ان کا قول فجعلت اور چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا بجا کر
شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں بھی اس کی نفی کرتا ہے۔"

ملا علی قاریؒ کی رائے میں وزن ہے کہ اس روایت میں نہ تو صحابیہ کا چہرہ کھلا ہونے کی صراحت ہے اور نہ ہی یہ باتیں خلوت میں ہو رہی ہیں کیونکہ چھوٹی بچیاں موجود تھیں۔

باقی دعوی خصوصیت کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب حکم حجاب سے نبی کریم ﷺ کی تخصیص پر قرآن مجید و سنت مطہرہ سے کوئی قوی دلیل قائم ہو جائے۔

چنانچہ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

بأن الخصائص لا تثبت بالاحتمال وثبوت العصمة مسلم لكن الأصل عدم الخصوصية وجواز الاقتداء به في أفعاله حتى يقوم على الخصوصية[462]

"نبی کریم ﷺ کی خصوصیات محض احتمال سے ثابت نہیں ہوتیں، اور آپ ﷺ کی عصمت تسلیم شدہ ہے لیکن آپ ﷺ کے افعال میں اصل عدم خصوصیت ہے اور آپ ﷺ کے افعال کی اقتدا کرنی جائز ہے یہاں تک کہ اس فعل کے آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہونا معلوم ہو جائے۔"

رہا ام حرام بنت ملحانؓ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے خصوصیت کا دعوی کرنا کہ عورتوں کے لیے حضور اکرم ﷺ سے حجاب کا حکم نہیں تھا۔یہ استدلال بھی قوی نہیں ہے۔اس لیے کہ ام حرامؓ حضور اکرم ﷺ کی محرم تھیں۔

چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يدخل على أم حرام بنت ملحان فتطعمه وتفلي رأسه وينام عندها اتفق العلماء لى أنها كانت محرما له صلى الله عليه وسلم واختلفوا في كيفية ذلك

[462] ابن حجر، فتح الباری، جلد 11، صفحہ 78

Marfat.com

فقال ابن عبدالبر وغيره كانت احدى خالاته من الرضاعة وقال آخرون بل كانت خالة لابيه[463]

"بے شک نبی کریم ﷺ ام حرامؓ کے پاس تشریف لیجاتے تھے پس وہ آپ کو کھانا کھلاتی اور سر سے جوئیں تلاش کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ آپ ﷺ کی محرم تھیں اور کس رشتے سے محرم تھیں اس میں اہل علم کا اختلاف ہے ابن عبد البر وغیرہ کہتے ہیں وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں اور بعض کہتے ہیں آپ کے والد محترم کی خالہ تھیں۔"

بہر کیف اس اشکال کا راجح جواب یہی ہے کہ یہ واقعہ یا تو نزول حکم حجاب سے قبل کا ہے یا پھر آپ ﷺ ان کے قریب حجاب کی آڑ میں بیٹھے ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت خالد بن ذکوان کا حضرت ربیع بنت معوذ سے کیا رشتہ تھا جو وہ ان کے اتنے قریب بیٹھے تھے اگر ان سے کوئی رشتہ نہ ہو تو پھر عین ممکن ہے حجاب سے پہلے کا واقعہ ہو اگر بعد کا ہو تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے محرم یا مملوک ہونگے۔

استاذ مصطفی دیب البغا[464] لکھتے ہیں:

والظاهر أن خالدا كان محرما عليها أو مملوكا لها[465]

معلوم ہوا "احکام حجاب" ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں تھے بلکہ دیگر صحابیاتؓ نے بھی ان احکام کو عام سمجھا تھا۔ اور وہ حضور اکرم ﷺ سے بھی پردہ کرتی تھیں۔

❻ حدیث ابن عمرؓ جس میں کپڑے کو تکبر سے لٹکانے کی ممانعت آئی ہے۔

اس حدیث میں صراحتاً عورتوں کے لیے چہرے کے حجاب کا ذکر نہیں ہے تاہم عورتوں کے لیے پاؤں چھپانے کا ذکر ہے بطریق دلالت النص چہرے کے حجاب کا ثبوت ہو رہا ہے کہ جب پاؤں کو چھپانے کا حکم دیا جا رہا ہے تو چہرے کا حجاب تو بطریق اولی ہونا چاہیے۔

❼ حدیث عائشہؓ جس میں مہاجرات عورتوں کے چادریں کاٹ کر دوپٹے بنانے کا ذکر ہے۔

---

[463] النووی، المنہاج، جلد 13، صفحہ 57

[464] استاذ مصطفی دیب البغا، جامعہ دمشق میں استاذ الحدیث ہیں بخاری شریف پر ان کی تعلیقات ہیں۔

[465] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 5، صفحہ 82، تعلیق استاذ مصطفی دیب البغا

Marfat.com

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ مہاجرات عورتوں کے بارے میں بتارہی ہیں کہ انہوں نے جب پردے کا حکم نازل ہوا تو اپنی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنا لیے جن سے وہ اپنے چہروں کو چھپاتی تھیں۔ گو حدیث میں (فَاخْتَمَرْنَ) کے لفظ ہیں جن کا ترجمہ بعض نے دوپٹوں سے کیا ہے۔ مگر مراد چادر سے چہرے کا چھپانا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

فاختمرن أی غطین وجوھھن [466]

"(حضرت عائشہؓ کے قول (فاختمرن) کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا تھا۔"

اور خمار سے چہرے کو چھپانے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

فاطمہ بنت منذرؓ کہتی ہیں:

((كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ)) [467]

"کہ ہم حالت احرام میں خمار سے اپنے منہ ڈھانپتی تھیں اور اسما بنت ابی ابکر صدیق ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔"

8 محمد بن مسلمہ کی روایت جس میں ان کا مخطوبہ عورت کو چھپ کر دیکھنے کی کوشش کا ذکر ہے۔

محمد بن مسلمہ کا مخطوبہ عورت کو چھپ کر دیکھنے کی کوشش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو چھپا کر رکھتی تھیں۔

---

[466] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 8، صفحہ 490

[467] مالک بن انس، ابو عبد اللہ، موطا امام مالک، مصر، دار احیاء التراث العربی، س ن، جلد 1، صفحہ 328

Marfat.com

اعتراض:

اس حدیث میں حجاج بن ارطاۃ راوی کو ضعفاء میں شمار کیا گیا ہے۔[468]

جواب:

امام ترمذیؒ نے حجاج بن ارطاۃ کی روایات کو ذکر کیا ہے اور "حسن صحیح" سے اپنے رائے دی ہے۔[469]

مصنف عبدالرزاق میں بھی حجاج بن ارطاۃ کی روایت موجود ہے۔[470] اور یہ بات پہلے گزر گئی ہے کہ امام بخاریؒ نے مصنف عبدالرزاق کی تمام روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔

سفیان بن عیینہؒ[471] نے کہا کہ ہم منصور بن معتمر[472] کے پاس بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے ایک حدیث کو ذکر کیا تو منصور نے کہا کس نے تم سے یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا حجاج بن ارطاۃ نے، سفیانؒ نے کہا حجاج کی حدیث لکھی جائے گی؟ تو منصور نے کہا ہاں[473]

---

[468] ابن العجمی ابراہیم بن محمد بن سبط، ابو الوفاء، التبیین لاسماء المدلسین، بیروت، موسسۃ الریان للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1994ء، جلد1، صفحہ 61

[469] الترمذی، السنن، جلد4، صفحہ 92

[470] عبدالرزاق، المصنف، جلد8، صفحہ 68

[471] سفیان بن عیینہ، بن ابی عمران آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔107ھ میں پیدا ہوئے۔ ثقہ، حافظ، فقیہ اور امام حجۃ سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اور آپ کی جلالت علمی اور مہارت حدیث وفقہ کے اہل علم معترف ہیں۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ رجب 198ھ میں وفات پائی۔ (ابن حجر، تقریب التہذیب، کراچی، قدیمی کتب خانہ، جلد1، صفحہ 697،698)

[472] منصور بن معتمر بن عبداللہ اسلمی (متوفی 132ھ) صحاح ستہ کا راوی ہے اور ثقہ راویوں میں اس کا شمار ہے۔ (تقریب التہذیب، جلد2، صفحہ 215) امام ترمذیؒ یحیٰ بن سعید کے حوالے سے لکھتے ہیں:

يقول إذا حدثت عن منصور فقد ملأت يدك من الخير لا ترد غيره ثم قال يحيى ما أجد في إبراهيم النخعي ومجاهد أثبت عن منصور قال وأخبرني محمد عن عبد الله بن أبي الأسود قال قال عبد الرحمن بن مهدي منصور أثبت أهل الكوفة (الترمذی، السنن، جلد3، صفحہ 557)

یحیٰ بن سعید کہتے ہیں "کہ جب تمہیں منصور کے واسطے سے کوئی حدیث پہنچے تو سمجھ لو کہ تمہارے دونوں ہاتھ خیر سے بھر گئے اور اس کے بعد کسی اور کی ضرورت نہیں، یحیٰ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی اور مجاہد سے روایت کرنے والوں سے منصور سے اثبت کوئی نہیں۔ امام بخاری، عبداللہ بن اسود سے اور وہ عبدالرحمن بن مہدی سے نقل کرتے ہیں کہ منصور کوفہ کے تمام راویوں سے اثبت ہیں۔"

[473] عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، جلد2، صفحہ 174

Marfat.com

امام عجلی کہتے ہیں:

"حجاج بن ارطاۃ فقیہ ہیں اور کوفہ کے مفتیوں میں سے ہیں اور جائز الحدیث ہیں۔"[474]

محدث ابوزرعہؒ[475] اور ابو حاتمؒ[476] نے ان کو صدوق کہا ہے اور ابو حاتم مزید کہتے ہیں "ان کی روایت لکھی جائے گی۔"[477]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

وکان شعبة یثنی علیه[478]

"شعبہ[479] (حجاج بن ارطاۃ کی) تعریف کرتے تھے۔"

اور شعبہ، حجاج بن ارطاۃ کے شاگرد ہیں۔[480]

شعبہؒ کے بارے میں علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

وقد قال بعض أئمة الحدیث إذا رأیت شعبة فی إسناد حدیث فاشدد یدیك به[481]

---

[474] ایضاً، جلد2، صفحہ 173

[475] محدث ابوزرعہؒ کا نام، عبید اللہ بن عبد الکریم ہے۔200ھ میں پیدا ہوئے۔ تیسری صدی ہجری کے مشہور، ثقہ امام الحدیث ہیں۔ صحیح مسلم، جامع ترمذی، نسائی شریف اور سنن ابن ماجہ کے راوی ہیں۔264ھ میں وفات ہوئی۔ (تقریب التہذیب، جلد1، صفحہ 636)

[476] محدث ابو حاتم کا نام، محمد بن ادریس بن منذر ہے، تیسری صدی ہجری کے حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ ابو داؤد شریف، نسائی شریف اور ابن ماجہ کے راوی ہیں 277ھ میں وفات پائی۔ (تقریب التہذیب، جلد2، صفحہ 53)

[477] تہذیب التھذیب، جلد2، صفحہ 173

[478] عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التھذیب، جلد2، صفحہ 174

[479] شعبہ بن حجاج، دوسری صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ حافظ الحدیث ہیں اور ثقہ رواۃ میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ سفیان ثوریؒ جو کوفہ کے مشہور فقہاء میں سے ہیں وہ فرماتے تھے: شعبہ امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ بہت عبادت گزار تھے۔ صالح بن محمد کہتے ہیں: راویوں پر نقد وجرح سب سے پہلے شعبہ نے کی، پھر یحیی القطانؒ، احمد بن حنبلؒ اور ابن معین ان کے نقش قدم پر چلنے لگے۔ (تقریب التہذیب، جلد1، صفحہ 418، قدیمی کتب خانہ کراچی، تذکرۃ المحدثین، صفحہ 237)

[480] ایضاً، جلد2، صفحہ 173

[481] ابن قیم الجوزیہ، اعلام الموقعین، جلد1، صفحہ 202

Marfat.com

"اور تحقیق بعض ائمہ حدیث نے کہا جب تم شعبہ کو حدیث کی سند میں دیکھو تو اس کو اپنے ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔"

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فمن جعل شعبة بينه وبين الله فقد استوثق لدينه [482]

"جس شخص نے اپنے اور اللہ کے درمیان شعبہ کو واسطہ بنالیا (یعنی ان کی روایات پر عمل کیا) اس نے اپنے دین کو مضبوط کر لیا۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ حجاج بن ارطاۃ نہ صرف فقیہ تھے بلکہ کوفہ کے مفتیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کے شاگرد شعبہؒ کے بارے میں ابن قیمؒ نے ائمہ حدیث کے حوالے سے نہایت عمدہ توثیق بیان کی۔ حجاج بن ارطاۃ پر ضعف کا عیب ان کے سوءِ حفظ، فقاہت میں کمی کی وجہ سے نہیں لگا، بلکہ تدلیس [483] کے الزام نے ان کی شخصیت کو عیب دار بنا دیا، تاہم ان کی روایات کو لیا جائے گا۔

---

[482] ایضاً، جلد 3، صفحہ 168

[483] وہ حدیث جس کی سند کے عیب کو چھپا کر بظاہر سنوار کر پیش کیا جائے "تدلیس" کہلاتا ہے۔
تدلیس کی دو بنیادی قسمیں ہیں۔
۱) تدلیس الاسناد: جس شیخ سے راوی نے کچھ سنا ہو، روایت تو اسی سے کرے مگر وہ حدیث روایت کرے جو اس نے نہ سنی ہو اور روایت کرتے وقت اس کا ذکر ہی نہ کرے کہ اس نے شیخ سے سنی ہے۔
۲) تدلیس الشیوخ: راوی کسی ایسے شیخ سے روایت کرے جس سے اس نے حدیث سنی ہو پھر اس شخص کو ایسے نام، کنیت، نسب یا لقب سے یاد کرے جو غیر معروف ہو تاکہ اس کو پہچانا نہ جا سکے۔
تدلیس کا حکم: حدیث "مدلس" کو قبول کرنے کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مگر صحیح و معتمد قول یہ ہے۔
(الف) اگر سماع کی تصریح کر دی جائے تو حدیث مقبول ہو گی۔ یعنی راوی صاف صاف اپنے سننے یا شیخ کے اس سے بیان کرنے کو ذکر کر دے۔
(ب) اگر سننے کی تصریح نہ کرے بلکہ محض محتمل الفاظ ذکر کرے یا عن کا لفظ استعمال کرے تو حدیث قبول نہیں ہو گی۔
(ج) معتمد رواۃ جو "ثقات" سے تدلیس کیا کرتے ہیں ان کی روایت قبول ہو گی اور جو "غیر ثقات" سے تدلیس کریں وہ جب تک براہ راست سننے کی تصریح نہ کر دیں ان کی حدیث مقبول نہیں ہو گی۔ (الطحان، محمود بن احمد، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبۃ العارف للنشر والتوزیع، 1425ھ، صفحہ 96 تا 103)
الاسعدی، عبید اللہ، مفتی، علوم الحدیث، کراچی، ادارۃ المعارف، 1429ھ، صفحہ 140 تا 145)

Marfat.com

ابن حجر لکھتے ہیں:

وقال ابن عدی إنما عاب الناس علیه تدلیسه عن الزهری وغیره ربما أخطأ فی بعض الروایات فأما أن یتعمد الکذب فلا وهو ممن یکتب حدیثه[484]

"محدث ابن عدی [485] نے کہا لوگوں نے اس پر زہری وغیرہ سے تدلیس کا عیب لگایا اور بسا اوقات وہ بعض روایات میں خطا کرتا تھا بہر حال اس کا جان بوجھ کر جھوٹ بولنا ثابت نہیں ہے اور ان راویوں میں سے ہے جن کی حدیث کو لکھا جائے گا۔"

مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حجاج بن ارطاۃ کی تضعیف اتفاقی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ مختلف فیہ راوی ہوا اور مختلف فیہ راوی کی حدیث "حسن" کے درجہ میں ہوتی ہے۔[486]

اور اگر علی سبیل الفرض حجاج بن ارطاۃ کا ضعیف ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو سند کے ضعیف ہونے سے متن کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔

امام نووی لکھتے ہیں:

إذا رأیت حدیثاً بإسناد ضعیف فلك أن تقول: هو ضعیف بهذا الإسناد ولا تقل ضعیف المتن لمجرد ضعف ذلك الإسناد إلا أن یقول إمام أنه لم یرو من وجه صحیح أو أنه حدیث ضعیف مفسر أضعفه[487]

---

[484] تہذیب التھذیب، جلد2، صفحہ 174

[485] محدث ابن عدی ذی قعدہ 277ھ میں پیدا ہوئے، امام الحافظ سے مشہور ہیں۔ اور بہت ساری کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں الکامل، علل الحدیث وغیرہ شامل ہیں۔ جمادی الاخری، 365ھ کو جرجان میں وفات ہوئی۔ (بحوالہ، مختصر الکامل، بیروت، دار الجیل، 1422ھ، صفحہ 8،6،5)

[486] ظفر احمد عثمانی، مولانا، قواعد فی علوم الحدیث، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، (س،ن) صفحہ 47

[487] النووی، التقریب والتیسیر، صفحہ 48

Marfat.com

"جب تو کسی حدیث کو دیکھے کہ اس کی سند ضعیف ہے پس تو اس کی سند کو تو ضعیف کہہ سکتا ہے لیکن محض اس حدیث کی سند کے ضعیف ہونے سے اس کے متن کو ضعیف نہ کہہ، مگر یہ کوئی امام کہے کہ یہ حدیث صحیح طریقے سے مروی ہی نہیں ہے یا وہ اس حدیث ضعیف کے ضعف کو کھول کر بیان کر دے۔"

امام نوویؒ کے اس کلام سے واضح معلوم ہوا کہ کسی حدیث کی محض سند کے ضعیف ہونے سے اس حدیث کے متن کو ضعیف نہیں قرار دیا جاسکتا، لیکن اگر کوئی حدیث کی فنی باریکیوں کو سمجھنے والا امام یہ کہہ دے کہ یہ حدیث صحیح طریقے سے روایت ہی نہیں کی گئی، یا وہ اس حدیث ضعیف کے، ضعف کو کھول کر بیان کر دے تو پھر ایسی صورت حال میں اس حدیث کے متن کو ضعیف قرار دیا جاسکتا ہے۔

گو حجاج مدلس راوی ہے اور مدلس کی روایت میں سماع کی تصریح ضروری ہے اور زیر بحث روایت معنعن ہے۔ مگر پھر بھی یہ روایت قابل استدلال ہے اس لیے کہ یہی روایت صحیح ابن حبان میں ایک دوسری سند کے ساتھ مذکور ہے۔

سلیمان بن ابی حثمہؓ سے روایت ہے:

قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ يُطَارِدُ ابْنَةَ الضَّحَّاكِ عَلَى إِنْجَارٍ مِنْ أَنَاجِيرِ الْمَدِينَةِ يُبْصِرُهَا. فَقُلْتُ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِءٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا [488]

جب کہ زیر بحث روایت کے ہم معنی روایات موجود ہیں جن کو بطور تائید کے پیش کیا جاسکتا ہے اور ان میں حجاج بن ارطاۃ بھی نہیں ہے۔

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے:

---

[488] ابن حبان، الصحیح، جلد 9، صفحہ 349

Marfat.com

((قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطُبُهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا وَأَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم فَكَأَنَّهُمَا كَرِهَا ذَلِكَ. قَالَ فَسَمِعَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا فَقَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ. وَإِلاَّ فَإِنِّي أَنْشُدُكَ كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ. قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا))[489]

"میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عورت کا تذکرہ کیا جسے میں نکاح کا پیغام دے رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اسے دیکھ بھی لو اس لیے کہ یہ تمہاری باہمی محبت کے لئے بہت مناسب ہے تو میں ایک انصاری عورت کے پاس گیا اور اس کے والدین کے ذریعے اسے پیغام نکاح دیا اور میں نے اس کے والدین کو نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی سنا دیا، شاید انہیں یہ اچھا نہ لگا (کہ دولہا لڑکی کو دیکھے) تو اس عورت نے پردے میں یہ ساری بات سن لی کہنے لگی اگر تو اللہ کے رسول نے تمہیں اجازت دی ہے کہ دیکھو تو دیکھ سکتے ہو ورنہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتی ہوں (کہ ایسا نہ کرنا) گویا اس نے اسے بڑی بات سمجھا، فرمایا پھر میں نے اسے دیکھ لیا پھر بعد میں اس سے شادی کر لی۔"

اس روایت سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ عورتیں حجاب میں ہوا کرتی تھیں۔

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا))[490]

[489] ابن ماجہ، السنن، جلد 1، صفحہ 600

[490] ابوداؤد، السنن، جلد 2، صفحہ 228

Marfat.com

"رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے پیغام نکاح دے تو اگر ممکن ہو اس کو دیکھ لے اس کے بعد نکاح کرے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا اور میں نے اس کو چھپ کر دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے اس میں وہ چیز پائی جو نکاح پر رغبت کا سبب بنی پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا۔"

اس روایت میں حضرت جابرؓ کا مخطوبہ لڑکی کو چھپ کر دیکھنے کا ذکر ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں حجاب میں ہوتی تھیں۔ اگر بغیر حجاب کے ہوتیں تو پھر چھپ کر دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔

Marfat.com

باب چہارم

قائلین عدم وجوب حجاب کے دلائل کا تجزیہ

Marfat.com

فصل اول:

قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ

فصل دوم:

قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے استدلال کا تجزیہ

Marfat.com

فصل اول:

قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ

اس فصل میں قائلین عدم وجوب حجاب کے
قرآن کریم سے پیش کردہ دلائل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

قائلین عدم وجوب حجاب کے قرآنی دلائل کا تجزیہ

قائلین عدم وجوب حجاب نے قرآن کریم سے جو دلائل پیش کیے پہلے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

❶ آیت غض بصر

آیت غض بصر سے استدلال کرتے ہوئے شیخ البانیؒ و شیخ قرضاوی نے عدم وجوب حجاب کا قول اختیار کیا ہے کہ اگر عورتوں کے لیے حجاب ضروری ہو تو پھر مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کے حکم کا کیا مطلب؟ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے چہرے کا چھپانا ضروری نہیں۔ قاضی عیاضؒ کا موقف بھی یہی ہے ان کا مستدل وہ روایت ہے جسے حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ "اچانک" نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا:

((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي))[491]

"میں اپنی نظر پھیر لوں"

اس حدیث کی تشریح میں قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

قال العلماء وفي هذا حجة أنه لا يجب على المرأة أن تستر وجهها في طريقها وإنما ذلك سنة مستحبة لها ويجب على الرجال غض البصر عنها في جميع الأحوال إلا لغرض صحيح شرعي[492]

"علماء نے کہا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت پر راستہ میں اپنے چہرہ کو چھپانا واجب نہیں ہے بلکہ یہ سنت و مستحب ہے اور مردوں پر تمام احوال میں نظریں نیچی کرنا واجب ہے سوائے اس وقت جب کوئی عذر شرعی ہو۔"

---

[491] مسلم، الصحیح، جلد 4، صفحہ 1699

[492] النووی، المنہاج، صفحہ 14، جلد 139

Marfat.com

چنانچہ قاضی عیاضؒ، شیخ البانیؒ، شیخ قرضاوی کا موقف ایک ہی ہے۔

لیکن یہ استدلال کمزور ہے۔ جس کی وضاحت درج ذیل نکات میں ذکر کی جاتی ہے۔

1۔ "غض بصر" کے حکم سے چہرے کے حجاب کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ مسلمان مردوں کو معاشرتی زندگی کے آداب اور حفظ عصمت کے طریقے سکھانا مقصود ہے۔ عورتوں کے لیے حجاب کے احکام کے ساتھ مردوں کے لیے نیچی نظریں کرنے کا حکم اس لیے کہ عین ممکن ہے کہ کسی عورت کا حجاب ہوا کی وجہ سے سرک جائے اور اس کا چہرہ عیاں ہو جائے تو شریعت نے حفظ ماتقدم کے طور پر نظروں کی حفاظت کا حکم دیا۔

2۔ معاشرے میں غیر مسلم خواتین کے لیے تو احکام حجاب نہیں ہیں۔ اگر وہ عورتیں بغیر حجاب کے ہوں تو کیا ان کو دیکھنا جائز ہو گا۔؟

3۔ اگر کوئی عورت مکمل حجاب میں ہو تو کیا پھر نظریں جھکانے کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ گو اب اس درجہ کا فتنہ نہیں ہے جو کسی بے حجاب عورت کو دیکھنے سے ہو سکتا ہے تاہم اخلاقی طور اب بھی ایسی عورتوں کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ناپسندیدہ ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ مردوں کو نظریں جھکانے کا حکم دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ عورتوں کے لیے چہرے کا حجاب نہ ہو۔

4۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ مردوں کو نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دے کر شریعت نے عورتوں کو چہرے کے حجاب سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ تو یہ بات مقاصد شریعہ کے خلاف ہو گی۔ اس لیے کہ شریعت کا "غض بصر" اور "حفاظت عصمت" سے مقصود نسب انسانی کی حفاظت ہے۔ اس مقصد کے لیے مردوں کو تو "غض بصر" کا حکم دیدیا جائے اور عورتوں کے لیے "حجاب" کا حکم نہ ہو تو پھر اس مقصد کا حصول دشوار ہے۔ چونکہ بے راہ روی میں ابتلاء کی ایک وجہ بے پردہ حسین چہروں کا دیکھنا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بدکاری سے ممانعت کے ساتھ اسباب اور ذرائع پر بھی پابندیاں عائد کر دیں۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے حجاب کے حکم کی نفی مقاصد شریعہ کے منافی ہو گی۔

5۔ علی سبیل الفرض اگر مردوں کو غض بصر کا حکم دے کر عورتوں کے لیے عدم حجاب کا ثبوت مقاصد شریعہ کے خلاف نہ ہونا معلوم ہو جائے، تو پھر یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ معاشرہ

[493]
[494]

Marfat.com

میں تمام لوگ "غض بصر" والے حکم کی پابندی کریں اس لیے کہ ان میں غیر مسلم لوگ بھی شامل ہیں جن پر "غض بصر" والا حکم لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ تو کیا ان سے حجاب کرنا مسلمان عورت کے لیے ضروری نہ ہو گا۔؟

6۔ نیز اگر کوئی مسلمان مرد "غض بصر" کی پابندی نہیں کرتا اور دوسری طرف خواتین بھی بے حجاب ہوں تو اس کا نقصان زیادہ ہے اور اگر وہ حجاب میں ہوں تو اس کا نقصان اتنا نہیں ہو گا فافہم۔

7۔ شریعت کا یہ عمومی اصول ہے جب کسی معاملہ کا تعلق فریقین سے ہو تو وہاں دونوں کو حکم دیا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اذا امر الله تعالی احدا بشی من معاملة الناس اقتضی ذلك ان یومر الناس بالانقیاد له فیها. فلما امر القضاة ان یقیموا الحدود اقتضی ذلك ان یومر العصاة بان ینقادوا لهم فیها. ولما امر المصدق باخذ الزکاة من القوم امروا الا یصدر عنهم الا راضیا. ولما امر النساء ان یسترن امر الرجال ان یغضوا ابصارهم عنهن[493]

"جب اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کسی کو کسی چیز کا لو لوگوں کے ساتھ معاملہ کے سلسلے میں تو وہ حکم چاہتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیا جائے مامور کی تابعداری کا، جب قاضیوں کو حدود جاری کرنے کا حکم دیا گیا تو اس کا مقتضی یہ ہوا کہ مجرم قاضیوں کی اطاعت کا حکم دیے جائیں، جب عامل کو زکوۃ وصول کرنے کا حکم دیا تو قوم کو حکم دیا گیا کہ وہ عامل ان سے راضی لوٹے [494]، اور

---

[493] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، جلد 1، صفحہ 108

[494] مسلم، الصحیح، جلد 2، صفحہ 757 حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ))

Marfat.com

اسی طرح جب عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا تو مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔"

شاہ صاحب نے ایک اور مقام پر یہ بحث چھیڑی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

واذا امر الشارع احدا بشی اقتضی ذلك ان یومر الاخر ان یفعل معه حسب ذلك. فلما امرت النساء بالتستر وجب ان یرغب الرجال فی غض البصر، وایضا فتهذیب نفوس الرجال لا یتحقق الا بغض الابصار[495]

"اور جب شارع کسی ایک کو کسی چیز کا حکم دیتا ہے تو وہ حکم تقاضا کرتا ہے کہ دوسرے فرد کو بھی حکم دیا جائے تاکہ وہ اس کے مطابق کام کرے پس جب عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا تو ضروری ہوا مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کی ترغیب دی جائے، اور مردوں کے نفوس کی تہذیب بھی نظریں نیچی کرنے کے بغیر پائی نہیں جائے گی۔"

شاہ صاحب کے مذکورہ کلام سے بات واضح ہوگئی کہ جب معاملہ فریقین سے متعلق ہو تو حکم بھی دونوں کو ہوگا، لہذا جب مردوں کا نظریں جھکانے کا حکم دیا گیا تو عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا یا اس کے برعکس یوں بھی کہاں جاسکتا ہے کہ جب عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا تو مردوں کو نظریں نیچی کرنے کا حکم دیا گیا، لہذا یہ استدلال کمزور ہے کہ مردوں کو غض بصر کا حکم دے کر عورتوں کو پردے سے رخصت دینا مقصود ہے۔

شاہ صاحبؒ نے ایک اور اہم بات لکھی ہے کہ جب شریعت کسی چیز سے منع کرتی ہے تو وہ نہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کے مقدمات ودواعی پر بھی پابندی ہو شاہ صاحب نے کچھ مثالیں بھی دی ہیں، مثلاً مورتیوں کی پوجا سے منع کیا تو مجسمہ سازی اور تصویر سازی سے منع کیا گیا، شراب نوشی سے منع کیا گیا تو اس مقصد کے لیے انگوروں کے نچوڑنے سے ممانعت کی

[495] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، جلد 2، صفحہ 126

Marfat.com

گئی۔[496] لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ نظریں جھکانے کا حکم ہو اور چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہو، معلوم ہوا نظریں نیچی کرنے کے حکم میں عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

8۔ اس آیت و حدیث سے عدم حجاب پر استدلال اشارۃ النص سے ہو رہا ہے[497]۔ اور دوسری طرف آیت حجاب و آیت جلباب و دیگر احادیث سے چہرے کا حجاب بطریق عبارۃ النص ہو رہا ہے[498]۔ اور جب عبارۃ النص اور اشارۃ النص میں تعارض ہو جائے تو عبارۃ النص کو ترجیح ہوتی ہے۔

امام ابن الھمامؒ (م- 861ھ) لکھتے ہیں:

أن عبارة النص ترجح على إشارة النص عند التعارض[499]

"تحقیق عبارت النص کو تعارض کے وقت اشارہ النص پر ترجیح دی جائے گی۔"

لہذا آیت غض بصر سے چہرہ کے عدم حجاب پر استدلال کمزور ہے۔

❷ آیت زینت کا درج ذیل حصہ:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[500]

---

[496] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، جلد 1، صفحہ 108

[497] اشارۃ النص اپنے معنی پر لفظ کی ایسی دلالت کو کہتے ہیں جو نص کا اصلی مقصود نہ ہو اور نہ ضمنی و تبعی طور پر اس معنی کے لیے نص وارد ہوئی ہو نص کی عبارت اور صیغہ وہ معنی نہ بتلاتے ہوں بلکہ نص کے نظم کلام سے بطریق التزام اس معنی کی طرف اشارہ ہوتا ہو اور اس معنی کی خاطر نص میں کسی لفظ کا اضافہ کرنے کی بھی نوبت نہ پیش آتے، اشارۃ النص میں لفظ کی اپنے معنی پر دلالت اس لفظ کی بجائے لفظ کے اشارہ سے ہوتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ﴾ (الحشر: 8) "وہ مال وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لیے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔" فقرا مہاجرین کا بھی مال فئے میں حصہ ہے تو یہ عبارۃ النص سے معلوم ہوا، اور جو جائیدادیں مہاجرین کی مکہ میں رہ گئی تھیں اور کفار ان پر قابض ہو گئے تو اب وہ کفار کی ملکیت میں ہیں ان مہاجرین کی ملکیت سے نکل چکی ہیں۔ یہ بات اشارۃ النص سے معلوم ہوئی ہے۔ اور اگر مکہ میں چھوڑی ہوئی جائیدادوں کا ان کو بدستور مالک تصور کیا جائے تو ان کے لیے پھر ان کا فقر ثابت نہ ہوا جبکہ قرآن مجید نے ان کو فقراء کہا ہے۔ (اصول الشاشی، صفحہ 29)

[498] عبارۃ النص اپنے معنی پر لفظ کی ایسی دلالت کو کہتے ہیں جس کی طرف ذہن خود بخود متوجہ ہو اور لفظ کا مفہوم اس کے صیغہ سے از خود سمجھ آ جائے، نص کے سیاق سے معلوم ہو کہ شارع نے اسی معنی و مفہوم کے لیے وہ لفظ قصداً استعمال کیا ہے۔ (اصول الشاشی، صفحہ 28)

[499] ابن الھمام، محمد بن عبد الواحد، کمال الدین، فتح القدیر، دار الفکر، س ن، جلد 10، صفحہ 211

[500] القرآن، النور: 31

Marfat.com

"اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے چہرے اور ہتھیلیوں کا علی الاطلاق استثناء کرنا محل نظر ہے۔ اور جبکہ حضرت ابن مسعودؓ کی بیان کردہ تفسیر اس کے برعکس ہے۔

آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول:

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے ﴿إلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں "ثیاب" کا استثناء کیا ہے۔

ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں:

حدثنی یونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرنی الثوری، عن أبی إسحاق الهمدانی، عن أبی الأحوص، عن عبد الله، أنه قال: ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: هی الثیاب[501]

حدثنا ابن المثنی قال ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن أبی إسحاق عن أبی الأحوص عن عبد الله قال ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال الثیاب[502]

"حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: ﴿وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد کپڑے ہیں۔"

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اس سے مراد، چادر اور کپڑا لیا ہے جس کو چھپانا ناممکن ہے۔"[503]

---

[501] طبری، جامع البیان، جلد 18، صفحہ 117

[502] ایضا، جلد 18، صفحہ 117

[503] ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 41 (حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: وَأخرج الطَّبَرَانِي عَن ابْن مَسْعُود قَالَ هِيَ الثِّيَاب وَإِسْنَاده قوی، عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ، بیروت، دار المعرفت، جلد 2، صفحہ 225)

Marfat.com

آیت زینت کی تفسیر میں جو اقوال صحابہ کرام سے منقول ہے ان کا جائزہ لینے سے پہلے اس بات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں لفظ زینت کا استعمال اور اطلاق کن معنوں پر ہوا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ زینت کا استعمال اور اس کا اطلاق:

آیت کریمہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں "زینت" کے لفظ کی تفسیر میں اہل علم کا اختلاف ہے جس کی وجہ سے مختلف قسم کے اقوال کتب تفسیر میں مذکور ہیں۔ قرآن مجید میں "زینت" کا لفظ اکثر مقامات پر استعمال ہوا ہے جس سے اس آیت کا مفہوم متعین کرنے میں مدد مل سکتی ہے، کہ اس کا اطلاق زیادہ تر کن چیزوں کے لیے ہوا ہے۔؟

ارشاد باری تعالی ہے:

1۔ ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾[504]

"اے آدم کی اولاد! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو"

اس آیت کے شان نزول میں امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے۔

((قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ فَتَقُولُ مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُولُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْكُلُّهُ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ))[505]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتی تھی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتی چلی جاتی کہ کون ہے جو مجھے ایک کپڑا دیتا اور اسے میں اپنی شرمگاہ پر ڈال لیتی اور پھر وہ کہتی کہ آج کے دن کھل جائے کچھ یا سارا اور پھر جو کھل جائے گا تو میں اسے کبھی حلال نہیں کروں گی، تو پھر یہ آیت ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ نازل ہوئی"

---

[504] القرآن، الاعراف: 31

[505] مسلم، الصحیح جلد 4، صفحہ 2320

Marfat.com

اس آیت میں "زینت" کا لفظ کپڑوں کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور راوی حضرت ابن عباسؓ ہیں جب وہ اس آیت کے شان نزول سے واقف ہیں تو ان سے بڑا بعید ہے کہ وہ آیت زینت میں چہرے کا استثناء کریں۔ اور آیت جلباب کی تفسیر میں وہ بڑی سخت تاکید کے عورت کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا قول کریں۔

2۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾[506]

"کہہ دو اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

يقول تعالى ردا على من حرم شيئا من المآكل أو المشارب أو الملابس من تلقاء نفسه من غير شرع من الله[507]

"اللہ تعالیٰ نے ان (مشرکوں) کے طرز عمل کی تردید کی ہے جنہوں نے احکام الٰہی کے بغیر کھانے، پینے اور پہننے کی چیزوں کو حرام کر لیا تھا۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں پر بولا گیا ہے۔

3۔ ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾[508]

"جو کچھ زمین پر ہے بیشک ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون اچھے کام کرتا ہے۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ ان تمام مادی اشیاء کے لیے استعمال ہوا جو زمین کی زینت کا باعث ہیں۔

4۔ ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾[509]

---

[506] القرآن، الاعراف: 31

[507] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 3، صفحہ 367

[508] القرآن، الکھف: 7

[509] القرآن، الکھف: 46

Marfat.com

"مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں"

اس آیت میں مال اور اولاد کے لیے "زینت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

5۔ ﴿قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى﴾[510]

"موسیٰ نے جواب میں فرمایا کہ تمہارے (مطلوبہ) وعدے کا وقت جشن کا دن ہے، اور یہ کہ اکٹھا کر دیا جائے سب لوگوں کو دن چڑھے"

اس آیت میں میلے کے دن پر "زینت" کا لفظ بولا گیا۔ (حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے کھلے میدان میں مقابلہ ہوا تھا اسی واقعہ کو بیان کیا جا رہا ہے جس کی تفصیل کتب تفسیر میں مذکور ہے)

6۔ ﴿قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا﴾ [511]

"کہنے لگے ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی، بلکہ (ہوا یہ کہ) ہم پر اس قوم کے زیورات کا بوجھ ڈال دیا گیا تھا، تو ہم نے اسے پھینک دیا۔"

اس آیت میں "زینت" کے لفظ سے زیورات مراد لیے گئے ہیں۔ (قوم فرعون کے زیورات جن کو اکٹھا کر کے سامری نے بچھڑا بنالیا تھا اس کی بات ہو رہی ہے جس کی تفصیل کتب تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے)

7۔ ﴿فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ﴾[512]

"(قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ ظاہری شان و شوکت (لباس فاخرہ) اور اس کے لوازمات پر بولا گیا ہے جن سے آراستہ ہو کر قارون باہر نکلا۔

---

[510] القرآن، طٰہٰ:59

[511] القرآن، طٰہٰ:87

[512] القرآن، القصص:79

Marfat.com

8- ﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ﴾[513]

"بلاشبہ ہم ہی نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ "تاروں" کے لیے استعمال ہوا ہے۔

9- ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ﴾[514]

"جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل و تماشا اور زیبائش ہے۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ بناؤ سنگھار کے لیے استعمال ہوا ہے۔

10- ﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾[515]

"گھوڑے خچر، گدھے بھی، (اس نے تمہارے لئے پیدا فرمائے) تاکہ تم ان پر سواری بھی کرو اور وہ تمہاری رونق بھی بنیں۔"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ سواری کے جانوروں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾[516]

"اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے"

اس آیت میں "زینت" کا لفظ زیورات کے لیے استعمال ہوا ہے۔

بہر کیف مندرجہ بالا آیات میں "زینت" کا لفظ، کپڑوں، بناؤ سنگھار، زیورات اور دیگر مادی اشیاء کے معنوں میں زیادہ استعمال ہوا ہے۔

اور تفسیر قرآن کے اصول کے مطابق اگر ایک لفظ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے اور کسی جگہ اس کے مفہوم کی تعیین میں اختلاف ہو جائے تو دیکھا جائے گا دوسرے مقامات پر وہ لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اور جن معنوں میں وہ زیادہ تر استعمال ہوا ہے اس اختلافی جگہ پر وہی معنی مراد لیا جائے گا۔

علامہ شنقیطی لکھتے ہیں:

---

[513] القرآن، الصافات: 6

[514] القرآن، الحدید: 20

[515] القرآن، النحل: 8

[516] القرآن، النور: 31

Marfat.com

وأن من أنواع البيان التی تضمنها أن يكون الغالب فی القرآن إرادة معنی معين فی اللفظ مع تكرار ذلك اللفظ فی القرآن فكون ذلك المعنی هو المراد من اللفظ فی الغالب يدل علی أنه هو المراد فی محل النزاع لدلالة غلبة إرادته فی القرآن بذلك اللفظ[517]

"اور بے شک بیان کی انواع میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن کریم میں ایک لفظ کثرت سے معنی معین کے لیے مراد لیا گیا ہو اور بار بار قرآن میں یہ لفظ آرہا ہو ،پس اس لفظ کا معنی معین میں استعمال ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جہاں بھی اس لفظ کے معنی میں اختلاف واقع ہو گا وہاں یہی غالب معنی مراد ہو گا۔"

چونکہ قرآن مجید میں "زینت" کا لفظ، کپڑوں، بناؤ سنگھار، زیورات اور دیگر مادی اشیاء کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور کلام عرب میں بھی یہ معنی معروف ہے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔

یأ خذن زینتهن أحسن ما تری
و إذا عطلن فهن خیر عواطل [518]

ترجمہ:

وہ اپنی زینت اختیار کرتی ہیں بہت اچھی جو تو دیکھتا ہے
اور جب وہ زیور اتاریں تو وہ سادگی میں بہترین ہوتی ہیں

اس لیے آیت کریمہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں زینت سے مراد وہ ظاہری اور مادی اشیاء ہیں۔ جن کو عورت اپنے بناؤ سنگھار کے لے استعمال کرتی ہے مثلاً، بالیاں، ہار،

---

[517] شنقیطی، محمد امین، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، بیروت، دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع، 1415ھ، جلد 5، صفحہ 515

[518] ایضاً، جلد 27، صفحہ 290

Marfat.com

کانٹے، چوڑیاں، پازیب مادی چیزیں وغیرہ۔ان کے ظاہر کرنے پر قرآن کریم نے پابندی لگائی ہے کہ اگر ان کو ظاہر کیا جائے تو مقامات زینت بھی ظاہر ہو جائیں گے۔

لہذا ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں استثناء بھی انہی مادی چیزوں سے ہونا چاہیے۔ کہ جو چیز خود بخود ظاہر ہو جائے جس کے چھپانے میں مشقت ہو۔ جیسے آنکھوں کا سرمہ، ہاتھوں کی مہندی، کپڑوں کی زینت وغیرہ اس زینت کا ظہور چہرہ چھپانے کے منافی نہیں ہے۔

واضح رہے کہ زینت چھپانے سے لازمی طور پر مقامات زینت بھی چھپ جائیں گے۔ اور قرآن کریم کا یہ اسلوب کہ مقامات زینت کی بجائے زینت کا لفظ استعمال کرنے سے مقصود حکم میں مبالغہ پیدا کرنا ہے۔

جیسا کہ علامہ محمود آلوسیؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

وذكر الزينة دون مواقعها للمبالغة في الأمر بالتستر لأن هذه الزين واقعة على مواضع من الجسد لا يحل النظر إليها[519]

"اور مقامات زینت کو چھوڑ کر زینت کا تذکرہ کرنا پردہ کے حکم میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے ہے اس لیے کہ یہ زینت جسم کے ان حصوں میں ہوتی ہے جن کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔"

آیت زینت میں قرآن کریم کا اسلوب بیان:

آیت زینت ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں میں ہر قسم کے اظہار زینت سے ممانعت کی گئی ہے۔ اور ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں قرآن کریم نے (ظَهَرَ) فعل لازم استعمال کیا ہے۔ چونکہ استثناء میں "ظہور" کا لازمی صیغہ ہے "اظہار" کا متعدی صیغہ نہیں ہے اور یہ لازمی صیغہ اس طرف صاف اشارہ کر رہا ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا استطاعت سے خارج ہے اور بلا قصد

[519] آلوسی، روح المعانی، جلد 18، صفحہ 140

Marfat.com

کسب، اور عمل کے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان کو چھپانے میں ضرر ہوتا ہے، ان کا استثناء کرنا مقصود ہے۔[520]

یہی بات شیخ ابن عثیمین[521] لکھتے ہیں:

إن الله تعالى نهى عن إبداء الزينة مطلقا إلا ما ظهر منها وهي التي لا بد من أن تظهر كظاهر الثياب؛ ولذلك قال إلا ما ظهر منها لم يقل إلا ما أظهرن منها [522]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مطلقاً زینت کے اظہار سے منع کیا سوائے اس کے جو ظاہر ہو جائے اور وہ زینت مراد ہے جس کا اظہار ضروری ہے جیسا کہ کپڑے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کہا سوائے اس زینت کے جو ظاہر ہو جائے اور یہ نہیں کہا إلا ما أظهرن منها سوائے اس زینت کے جسے عورتیں ظاہر کریں۔"

اسلوب قرآن سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ عورت کے وہ کپڑے مراد ہیں جن کا ظاہر کرنا عورت کے لیے ضروری ہے چہرہ مراد نہیں ہے اس لیے کہ چہرہ خود بخود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ کرنا پڑتا ہے۔

اب آیت زینت کی تفسیر میں اقوال صحابہ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کا قول:

1۔ امام ابن ابی شیبہ[523] نے حضرت ابن عمرؓ کے درج ذیل قول کو ذکر کیا۔

---

[520] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 470

[521] آپ کا نام محمد بن صالح بن محمد عثیمین ہے۔ 1347ھ کو پیدا ہوئے، عالم وفقیہ تھے جامعہ امام محمد بن سعود کی شاخ میں کلیۃ الشریعۃ کے استاذ رہے، 1421ھ میں وفات ہوئی۔

[522] ابن عثیمین، محمد بن صالح، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور)، صفحہ 84

[523] آپ کا نام، ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے۔ 159ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے متعدد مقامات کا سفر کیا۔ اپنے زمانہ کے ممتاز ترین محدث اور فقیہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے حدیث اور تاریخ پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ انہی میں آپ کی یہ شہرہ آفاق کتاب "مصنف" شامل ہے۔ 235ھ کو وفات پائی۔ (تذکرۃ المحدثین، صفحہ 187،186)

Marfat.com

حدثنا شبابة بن سوار قال نا هشام بن الغاز قال نا نافع قال ابن عمر الزينة الظاهرة الوجه والكفان[524]

"حضرت ابن عمرؓ نے زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں۔"

اس روایت کی سند میں شبابہ بن سوار پر کلام کیا گیا ہے۔

امام ذہبیؒ[525] اس کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

قال أحمد بن حنبل كان داعيه إلى الإرجاء وقال أبو حاتم لا يحتج به صدوق وروى أحمد بن أبي يحيى عن أحمد بن حنبل قال تركت شبابة للإرجاء وقال ابن المديني صدوق إلا أنه يرى الإرجاء[526]

"امام احمد بن حنبلؒ نے کہا "(شبابہ) ارجاء کی طرف دعوت دینے والا تھا"، اور ابو حاتمؒ نے کہا اس کی روایت حجت نہیں ہے وہ صدوق ہے اور احمد بن یحیی، امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے شبابہ کو ارجاء کی وجہ سے چھوڑ دیا"، اور ابن مدینیؒ نے شبابہ کو صدوق کہا ہے مگر وہ بھی اس کو مرجئ سمجھتے تھے۔"

حضرت ابن عمرؓ کے قول میں احتمال:

اگر سند حدیث سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر بھی حضرت ابن عمرؓ کے اس قول سے چہرے کے عدم وجوب حجاب پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ عین ممکن ہے کہ ان کی زینت ظاہرہ سے مراد یہ ہو کہ یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں ہیں۔ اور اس احتمال سے دوسری نصوص جو ان اعضاء کے حجاب پر دلالت کرتی ہیں ان سے ٹکراؤ نہیں ہو گا۔

---

[524] ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 284

[525] علامہ ذہبی کا نام، محمد بن احمد بن عثمان، ہے۔ 673ھ کو پیدا ہوئے اور 748 کو دمشق میں وفات ہوئی۔ آٹھویں صدی کے مشہور محدث، مورخ، محقق، کثیر التصانیف شافعی عالم ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، سیر اعلام النبلاء، وغیرہ شامل ہیں۔ (آپ فتوی کیسے دیں، صفحہ 153)

[526] ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1995ء جلد 3، صفحہ 359

Marfat.com

اور یہ احتمال بھی موجود ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا مذکورہ بالا قول ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ کی تفسیر میں ہے یا اس آیت کا اگلہ حصہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں ہے۔ اور اگر آیت کے پہلے حصہ کی تفسیر میں ہو تو پھر چہرے اور ہتھیلیوں کا حکم حجاب سے استثناء یہ حالت مجبوری کے ساتھ خاص ہے۔[527] اور اگر آیت کے دوسرے حصہ کی تفسیر میں ہو تو پھر اس سے اجنبیوں کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیوں کے کشف پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول:

حضرت ابن عباسؓ کے قول سے چہرے اور ہتھیلیوں کا حکم حجاب سے استثناء کرنا دوسری نصوص اور خود حضرت ابن عباسؓ کے اقوال سے متصادم ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ان کی طرف جو اقوال منسوب ہیں وہ ذکر کیے جاتے ہیں۔

1۔ ابن جریر طبریؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے درج ذیل قول کو ذکر کیا:

حدثنا أبو كريب، قال: ثنا مروان، قال: ثنا مسلم الملائی، عن سعيد بن جُبير، عن ابن عباس ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال: الكحل والخاتم [528]

"حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد، سرمہ اور انگوٹھی ہے۔"

اس روایت کی سند میں مسلم الملائی راوی ضعیف ہے۔ جس کی وجہ سے اس روایت پر استدلال کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی شیخ مقریزیؒ (م- 845ھ) لکھتے ہیں:

قال أحمد: ضعيف الحديث لا يكتب حديثه وقال ابن معين: ليس بثقة وقال البخاری: يتكلمون فيه وقال النسائی: متروك الحديث [529]

---

[527] تاکہ سب نصوص پر عمل ہو جائے۔

[528] طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد 17، صفحہ 258

[529] مقریزی، تقی الدین احمد بن علی، مختصر الکامل فی الضعفاء، مکتبۃ السنہ، 1994ء، جلد 1، صفحہ 707

Marfat.com

"امام احمد بن حنبلؒ نے اس (مسلم بن کیسان، ابو عبد اللہ الضبی الکوفی الملائی الاعور) کو حدیث میں ضعیف قرار دیتے ہو کہا کہ اس کی حدیث لکھی نہیں جائے گی۔ اور یحییٰ بن معین نے کیا یہ ثقہ راوی نہیں ہے۔ اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ اور امام نسائیؒ نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔"

اور امام ترمذیؒ اس کی روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

مسلم الأعور ليس عندهم بذلك القوى[530]

"مسلم اعورؒ محدثین کے ہاں قوی راوی نہیں ہے۔"

2۔ امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے درج ذیل قول کو نقل کیا:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو سعيد بن أبو عمرو قالا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا حفص بن غياث عن عبد الله بن مسلم بن هرمز عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال ما في الكف والوجه [531]

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد وہ چیز جو ہتھیلی یا چہرے پر ہو۔"

اس روایت کی سند میں، احمد بن عبد الجبار العطاردی ضعیف راوی ہے۔

امام ذہبی احمد بن عبد الجبار العطاردی کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال ابن عدى رأيتهم مجمعين على ضعفه وقال مطين كان يكذب وقال أبو حاتم ليس بالقوى[532]

[530] الترمذی، السنن، جلد 5، صفحہ 640

[531] البیہقی، السنن الکبری، جلد 2، صفحہ 225

[532] الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد 1، صفحہ 52

Marfat.com

"محدث ابن عدی نے کہا کہ میں نے (اہل عراق) کو دیکھا وہ اس کے ضعف پر متفق ہیں۔ اور مطین ؒ نے کہا وہ جھوٹ بولتا تھا، اور ابو حاتم ؒ نے کہا کہ وہ قوی راوی نہیں ہے۔"

3۔ امام ابن ابی شیبہ ؒ نے حضرت ابن عباس ؓ کے درج ذیل قول کو ذکر کیا۔

حدثنا زیاد بن الربیع ،عن صالح الدھان ،عن جابر بن زید عن ابن عباس ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال :الکف ورقعة الوجه[533]

"حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد ہتھیلی اور چہرہ۔"

اس روایت کی سند میں زیاد بن الربیع ضعیف راوی ہے۔

امام ذہبی ؒ لکھتے ہیں:

قال البخاری فی إسناد حدیثه نظر[534]

"امام بخاری ؒ نے کہا اس کی حدیث کی سند میں نظر ہے (یعنی غور و فکر کرنا چاہیے)"

اور محدث ابن عدی ؒ نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔[535]

علامہ سیوطی ؒ نے مختلف کتب کے حوالے سے حضرت ابن عباس ؓ کے آیت کریمہ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں "الکحل والخاتم والقرط والقلادۃوخضاب الکف" (سرمہ ،انگوٹھی ،بالی اور ہار ہتھیلی کا رنگ) کا ذکر کیا ہے۔[536]

---

[533] ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، ابو بکر، المصنف، طبع الدار السلفیہ الھندیہ القدیمہ، س ن، جلد 4، صفحہ 283

[534] الذھبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، جلد 2، صفحہ 88

[535] درویش مصطفی حسن، فصل الخطاب فی مسالۃ الحجاب، صفحہ 82

[536] سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، بیروت، دار الفکر، 1992، جلد 6، صفحہ 180،179

Marfat.com

مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

ان تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شنقیطی نے جو تجزیہ کیا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

آیت زینت کی تفسیر میں جتنے بھی اقوال گزرے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

1۔ زینت سے مراد عورت کی وہ زینت جس کا تعلق اصل خلقت سے جیسا کہ عورت کا چہرہ، ہتھیلیاں وغیرہ

2۔ عورت کا خود کو ایسی چیز سے مزین کرنا جن کا تعلق اصل خلقت سے نہ ہو بلکہ خارج سے ہو لیکن اس زینت کو دیکھنے سے لازمی طور پر عورت کا بدن بھی نظر آجائے جیسے مہندی، سرمہ، کانٹے وغیرہ۔

3۔ زینت سے مراد عورت کا ایسی چیز سے خود کو مزین کرنا جس کا تعلق خارج سے ہو، اصل خلقت سے نہ ہو اور اس کی طرف نظر کرنے سے عورت کا بدن نظر نہ آتا ہو جیسے کپڑے پہننے سے عورت کی زیب وزینت کا تعلق اصل خلقت سے نہیں بلکہ خارج سے ہے۔ جیسا کہ آیت زینت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول گزرا۔

اس قول میں احتیاط کا زیادہ پہلو غالب ہے اور اسباب فتنہ سے دور رکھنے والا ہے۔

آیت زینت کی تفسیر میں چہرہ اور ہتھیلیوں کے استثناء پر اس آیت میں کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ لغت عرب میں زینت سے مراد ایسی زینت کے ساتھ عورت کا خود کو مزین کرنا جس کا تعلق خارج سے ہو اصل خلقت سے نہ ہو۔ جیسے زیورات وغیرہ۔ اور زینت کے لفظ سے چہرہ مراد لینا خلاف ظاہر اور محل نظر ہے اور اس کے لیے دلیل کا ہونا بھی ضروری ہے جو کہ اس مقام پر نہیں ہے۔[537]

[537] شنقیطی، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، 1995ء، جلد 5، صفحہ 515

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ کی بیان کردہ تفسیر میں احتمال:

آیت زنیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے جتنے اقوال پیچھے گزرے ہیں اگر ان کی اسناد سے قطع نظر کرلی جائے تو پھر بھی ان سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ حضرت ابن عباسؓ کی بیان کردہ تفسیر اپنے مدلول پر محکم نہیں ہے۔

اس لیے کہ آیت کریمہ کا پہلا حصہ ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ "نہی" ہے۔ اور دوسرا حصہ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ "استثناء" ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے اس آیت کی تفسیر میں جو اقوال گزرے ہیں ان میں یہ احتمال بہر حال موجود ہے کہ ان کا تعلق "نہی" سے ہے یا "استثناء" سے۔

عین ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے ان اقوال کا تعلق ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ "نہی" سے ہو اور ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ "استثناء" سے نہ ہو۔

اور چہرہ، ہتھیلی، انگوٹھی، کے ذکر سے مقصود ان کا ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ میں مذکور لفظ "زینت" کی تفسیر کرنا ہو یعنی ان جگہوں پر زینت ہو سکتی ہے اور ان کے ظاہر کرنے سے شریعت نے منع کر دیا۔

چنانچہ امام ابن کثیرؒ نے بھی اس احتمال کو ذکر کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

> وهذا يحتمل أن يكون تفسيرا للزينة التي نهين عن إبدائها[538]
>
> "اور یہ احتمال بھی ہے کہ ابن عباسؓ نے زینت کی تفسیر کی ہو (یعنی زینت کے محل یہی ہیں) جن کے ظاہر کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔"

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان اقوال کا تعلق ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ "استثناء" سے ہو۔ یعنی ان چیزوں کو ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

---

[538] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 42

Marfat.com

ویحتمل أن ابن عباس ومن تابعه أرادوا تفسیر ما ظهر منها بالوجه والکفین وھذا ھو المشھور عند الجمھور [539]

اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابن عباس اور ان کے متبعین نے ماظہر منہا کی تفسیر میں چہرہ اور ہتھیلیاں مراد لیا ہو اور یہ جمہور کے ہاں مشہور ہے۔"

لیکن پھر اس قول کا حضرت ابن عباسؓ کے ﴿یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ﴾ کی تفسیر میں چہرے کی پردے کی سخت تاکید والے قول سے تعارض ہو گا۔

چنانچہ ابن جریر طبریؒ آیت جلباب کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا درج ذیل قول نقل کیا:

حدثنی علی قال ثنا أبو صالح قال ثنی معاویة عن علی عن ابن عباس قوله ﴿ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ﴾ أمر الله نساء المؤمنین إذا خرجن من بیوتھن فی حاجة أن یغطین وجوھھن من فوق رؤوسھن بالجلابیب ویبدین عینا واحدة [540]

"حضرت ابن عباسؓ آیت کریمہ ﴿یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡہِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِہِنَّ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مومنین کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی حاجت کی غرض سے گھر سے باہر آئیں تو وہ اپنے سروں کے اوپر سے چہروں کو ڈھانپ لیں صرف ایک آنکھ ظاہر ہو۔"

امام قرطبی آیت جلباب کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ذکر کیا:

---

[539] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 42
[540] طبری، ابن جریر، جامع البیان، جلد 22، صفحہ 46

Marfat.com

فقال ابن عباس وعبيدة السلماني ذلك أن تلويه المرأة حتى لا يظهر منها إلا عين واحدة تبصر بها[541]

”حضرت ابن عباسؓ نے (جلباب اوڑھنے کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے) فرمایا عورت جلباب کو اس طرح لپیٹ لے کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی ظاہر نہ ہو سوائے ایک آنکھ کے جس سے وہ دیکھ سکے۔“

اگر آیت زینت میں ان کے قول کو چہرے کے استثناء پر محمول کیا جائے اور آیت جلباب میں اس کے برعکس تو ان کے اقوال میں بڑا شدید قسم کا تعارض ہو گا۔ اور حضرت ابن عباس جیسی عظیم شخصیت سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ پہلے ایک بات کہیں اور پھر اس کے خلاف دوسرا قول کہیں۔

شیخ درویش حسن مطفی لکھتے ہیں:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایات صحیح ہیں اور جو اس کے برعکس ہیں وہ ضعیف ہیں۔[542]

جس پر تفصیلی بحث اس مقام میں دیکھی جا سکتی ہے۔

محتمل کلام کو صریح کلام پر محمول کرنا:

آیت جلباب کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول صریح ہے۔ جو کسی دوسرے معنی کا احتمال نہیں رکھتا اور آیت زینت میں ان کا قول دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ کہ چہرہ کا استثناء ہے یا نہیں؟ لہذا محتمل المعانی روایت کو صریح روایت پر محمول کر لیا جائے تو ان کے اقوال کے مابین تعارض بھی نہ رہے گا۔

چہرہ کا استثناء مراد لینے کی صورت میں توجیہات:

1۔ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد، چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں کہ جن کو کھلے رکھنے کی اجازت ہے لیکن اس کا تعلق ”حجاب“ سے نہیں ”ستر“ سے ہے یعنی چہرہ اور

---

[541] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 14، صفحہ 243

[542] درویش مصطفی حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، صفحہ 46

Marfat.com

ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں۔ اور رہی یہ بات کہ چہرہ اور کفین کس کے سامنے کھولنے کی اجازت ہے اس کا قرآن کریم نے آگے بیان کیا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾[543]

"اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں۔"

اس آیت میں حصر کے ساتھ ان افراد کی فہرست دیدی گئی جن کے سامنے عورت اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھول سکتی ہے۔

اور اگر کہ کہا جائے کہ علی الاطلاق تمام مردوں کے سامنے عورتوں کا چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا جائز ہے۔ تو پھر قرآن کریم نے خاص طور پر باپ، بیٹا، شوہر کا ذکر کیوں کیا؟ اس لیے کہ جب عام افراد کے سامنے ان اعضاء کا کھولنا جائز ہے تو قرآن کریم کی بیان کردہ فہرست کے آگے تو بطریق اولی کھولنا جائز تھا۔

2۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں چہرہ اور ہتھیلیاں بھی داخل ہیں اور ان کے کھولنے کی رخصت دینی مقصود ہے تو پھر یہ چہرے کا کھولنا محرم رشتے داروں کے لیے ہوگا نہ کہ غیر محرم مردوں کے لیے، اور اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ جس کو امام ابن جریر طبریؒ نے ذکر کیا ہے۔

ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں:

[543] القرآن، النور: 31

Marfat.com

حدثني علي، قال ثنا عبد الله، قال ثني معاوية، عن علي، عن ابن عباس قوله﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾قال: والزينة الظاهرة: الوجه، وكحل العين، وخضاب الكف، والخاتم، فهذه تظهر في بيتها، لمن دخل من الناس عليها[544]

"حضرت ابن عباسؓ ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زینت ظاہرہ سے مراد، چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہاتھ کی مہندی، اورانگوٹھی ہے۔اور یہ وہ زینت ہے جو عورت ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرتی ہے جو اس کے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔"

حضرت ابن عباسؓ کے قول(دخل من الناس) سے مراد، محرم رشتے دار افراد ہیں۔غیر محرم افراد قطعاً نہیں ہیں۔اس لیے کہ غیر محرم افراد کے گھروں میں داخلہ کی ممانعت پر درج ذیل نصوص دال ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ))[545]

"عورتوں کے گھر (تنہائی میں) جانے سے پرہیز کرو، ایک انصاری شخص نے کہا کہ دیور کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔(یعنی اس سے زیادہ بچنا چاہئے)

ایک اور حدیث میں ہے:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))[546]

"کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے مگر اس حال میں کہ اس کے پاس کوئی محرم موجود ہو۔"

---

[544] طبری، جامع البیان، جلد19، صفحہ157

[545] مسلم، جلد4، صفحہ1711

[546] البخاری، الجامع الصحیح، جلد7، صفحہ37

Marfat.com

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾[547]

"اور جب نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی ہے۔"

مذکورہ نصوص بڑی تاکید سے اجنبیوں کے گھروں میں داخل ہونے کی ممانعت پر دلالت کر رہی ہیں اور بوقت ضرورت پردے کے پیچھے سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس کا مذکورہ بالا قول شوہر کے علاوہ محرم رشتے داروں کی گھر آمد پر اتنی زیب وزینت کے اظہار پر مبنی ہے جتنا کہ اس کے لیے مخفی رکھنا دشوار ہے۔ نہ کہ غیر محرم افراد کے سامنے اس ہیئت اور کیفیت میں آنے کے جواز پر محمول ہے۔

3۔ اور اگر غیر محرم افراد کے سامنے چہرہ کھولنا مراد ہو تو وہ ایسے رشتہ دار مراد ہیں جن کی آمد بکثرت سے ہوتی ہے اور ان سے اجنبیوں کی طرح پردہ کرنا میں دشواری ہوتی ہے۔ عام طور پر فقہاء نے اجنبی اور غیر محرم رشتہ داروں میں کوئی فرق نہیں کیا لیکن فتاوی بزازیہ میں ان دونوں میں فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ شیخ ابن بزازؒ[548] لکھتے ہیں:

والحکم بالفرق بین الاجنبی وذی الرحم اذا کان النظر لاعن شہوۃ فاما بالشہوۃ فلا یحل لاحد النظر[549]

"اجنبی اور قریبی رشتہ دار کے درمیان حکم کا فرق ہے جبکہ اس رشتہ دار کا دیکھنا شہوت سے نہ ہو اور اگر شہوت سے ہو تو پھر اس کا ایک نظر دیکھنا بھی جائز نہ ہوگا۔"

---

[547] القرآن، الاحزاب:53

[548] صاحب بزازیہ، علامہ کردری، ابن البزاز، محمد بن شہابؒ، مشہور حنفی ہیں۔ علامہ بزازی سے مشہور ہیں۔ 827ھ میں وفات ہوئی۔ (آپ فتوی کیسے دیں، صفحہ 146)

[549] ابن بزاز، محمد دین، محمد بن شہاب، الکردری، الحنفی، بزازیہ علی ھامش الہندیہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، جلد6، صفحہ 373

Marfat.com

4۔ اور اگر غیر محرم اجنبی افراد کے سامنے "کشف وجہ" کا قول مراد لیا جائے تو پھر یہ حالت اضطرار پر محمول ہے جس کے بغیر چارہ کار نہیں، یا عورت کوئی ضروری کام کر رہی ہے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ کھل جاتا ہے یا کوئی ہنگامی صورت ہے یا ہوا وغیرہ کی وجہ سے بغیر قصد کے چہرہ کھل جائے تو وہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔

امام قاضی ابن عطیہؒ[550] لکھتے ہیں:

ویظهر لی فی محکم ألفاظ الآیة المرأة مأمورة بأن لا تبدی وأن تجتهد فی الإخفاء لکل ما هو زینة ووقع الاستثناء فی کل ما غلبها فظهر بحکم ضرورة حرکة فیما لا بد منه أو إصلاح شأن ونحو ذلك فما ظهر علی هذا الوجه فهو المعفو[551]

"آیت کے محکم الفاظ سے یہ بات میرے لیے ظاہر ہوئی، کہ عورت کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زیب وزینت کو اچھی طرح چھپانے کی کوشش کرے اور (آیت کریمہ کے) استثناء سے مراد ہر وہ چیز جو عورت پر غالب آجائے، مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے، یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے۔"

امام قرطبیؒ نے قاضی ابن عطیہؒ کی اس رائے کو ذکر کر کے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔[552]

مفتی محمد شفیعؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ[553] کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

---

[550] قاضی ابن عطیہؒ کا نام ابو محمد عبد الحق بن غالب ہے۔ مشہور، مفسر، محدث اور فقیہ ہیں۔ آپ کی تفسیر، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، نہایت عمدہ اور شہرہ آفاق تفسیر ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں "کہ آپ مفسرین کے شیخ اور فقہ و تفسیر کے امام ہیں۔" 546ھ میں وفات پائی۔ (مقدمہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2001ء جلد1، صفحہ26)

[551] ابن عطیہ، عبد الحق بن غالب، ابو محمد، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، لبنان، دار الکتب العلمیہ، 1993ء، جلد4، صفحہ216

[552] الجامع لاحکام القرآن، جلد12، صفحہ229

[553] مولانا اشرف علی تھانویؒ، 5 ربیع الثانی 1280ھ کو ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ 1300ھ میں دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کو مولانا یعقوب نانوتویؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا سید احمد صاحبؒ سے تلمذ کا شرف حاصل

Marfat.com

"ہمارے شیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس موضوع پر (القاء السکینۃ فی تحقیق ابداء الزینۃ) رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اگر تعمق اور اور گہری نظر ڈالی جائے تو یہ نظر آئے گا کہ دونوں تفسیروں [554] کے درمیان حقیقی اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ لفظ ﴿مَا ظَهَرَ﴾ کی تفسیر اگرچہ چہرہ اور کفین سے کی گئی ہے لیکن استثناء میں "ظہور" کا لازمی صیغہ ہے "اظہار" کا متعدی صیغہ نہیں ہے اور یہ لازمی صیغہ اس طرف صاف اشارہ کر رہا ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا استطاعت سے خارج ہے اور بلا قصد کسب، اور عمل کے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان کو چھپانے میں ضرر ہوتا ہے، ان کا استثناء کرنا مقصود ہے لہذا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے مطابق بھی مجبوری کی حالت میں چہرہ اور کفین کا کھولنا مستثنیٰ ہے اور یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے قول کی منافی نہیں ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس کی تائید علامہ ابن کثیرؒ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں کہا ہے۔ وہ یہ کہ خواتین اجانب کے سامنے اپنی زینت کا کوئی حصہ بھی ظاہر نہ کریں۔ الا یہ کہ ایسی زینت جس کا اخفاء ممکن نہ ہو۔" [555]

مولانا تھانویؒ کی اس کلام سے بھی واضح ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں چہرے اور ہتھیلیوں کا استثناء کیا ہے یہ مجبوری کی حالت میں ہے۔

ہوا۔ آپ کی تبلیغی واصلاحی خدمات کی بدولت بے پناہ مقبولیت ملی۔ متعدد علماء، وصلحاء، مشائخ اور خواص وعوام آپ کے حلقہ میں داخل ہوئے۔ ایک ہزار سے زیادہ تصانیف اور مواعظ شائع ہوئے۔ تحریک پاکستان کی بھرپوری حمایت کی۔ 1362ء میں وفات ہوئی۔ (بخاری، اکبر شاہ، محمد، تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، اشرف الجواب، مقدمہ، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ 2002ء)

[554] حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی بیان کردہ تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔

[555] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 470

Marfat.com

اور مولانا تھانوی ؒ کا استدلال بھی نہایت وزنی ہے۔ کہ قرآن کریم نے اس آیت میں ﴿ظَهَرَ﴾ فعل لازم کا استعمال کیا ہے "اظہار" متعدی صیغہ استعمال نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا استطاعت سے خارج ہے اور بلا قصد کسب، اور عمل کے وقت ظاہر ہو جاتے ہیں اور ان کو چھپانے میں ضرر ہوتا ہے، ان کا استثناء کرنا مقصود ہے اور یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کے منافی بھی نہیں ہے۔

اور حضرت تھانوی ؒ مزید کہتے ہیں کہ اس کی تائید علامہ ابن کثیرؒ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں کہا ہے۔ "وہ یہ کہ خواتین اجانب کے سامنے اپنی زینت کا کوئی حصہ بھی ظاہر نہ کریں۔ الا یہ کہ ایسی زینت جس کا اخفاء ممکن نہ ہو۔"

5۔ اور اگر علی الاطلاق بغیر کسی مجبوری کے عورت کا چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھولنا مراد لیا جائے تو پھر یہ اس وقت جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

چنانچہ امام سرخسیؒ[556] نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

> "عورت کا چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا مباح ہے۔ اس لیے کہ مردوں کے ساتھ معاملات کرتے وقت عورت کو اپنا چہرہ کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور اشیاء کو لیتے، دیتے وقت ہتھیلی کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی طرح ننگے پاؤں یا جوتے کے ساتھ چلنے کے دوران قدم کھولنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ کیونکہ اس کو ہر وقت موزے میسر نہیں ہوسکتے۔ اور قاضی ابو

[556] امام سرخسیؒ کا پورا نام شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سھل ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے مشہور حنفی فقیہ ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "مبسوط" تیس جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ علاوہ ازیں، سیر کبیر کی شرح چار جلدوں میں، اصول سرخسی، بھی مطبوعہ ہیں 483ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (پالن پوری، سعید احمد، مفتی، آپ فتوی کیسے، دیں، کراچی، مکتبہ نعمانیہ، صفحہ 138)

Marfat.com

یوسفؒ [557] سے مروی ہے کہ عورت کے بازو کی طرف بھی نظر کرنا مباح ہے اس لیے کہ روٹی پکاتے وقت اور کپڑے دھوتے وقت اس کو اپنے بازو کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور عورت کے سامنے کے دانتوں کی طرف بھی دیکھنا مباح ہے اس لیے کہ مردوں سے بات چیت کرتے وقت دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔"[558]

لیکن اس تفصیل کو ذکر کے امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

وهذا كله إذا لم يكن النظر عن شهوة فإن كان يعلم أنه إن نظر اشتهى لم يحل له النظر إلى شيء منها[559]

"اور یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب مرد کی وہ نظر شہوت سے نہ ہو، لیکن اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں اس مرد کے لیے عورت کے کسی عضو کو بھی دیکھنا حلال نہ ہوگا۔"

گو حنفیہ کے ہاں فتنہ سے امن کے وقت عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے کی اجازت ہے مگر چونکہ اس زمانے میں بے راہ روی اور عریانی و فحاشی کا سیلاب نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے اور اس شرط کا فی زمانہ پایا جانا مشکل ہے اس لیے متاخرین حنفیہ نے مطلقاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔

---

[557] امام ابو یوسف کا نام یعقوب ہے۔113ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔امام ابو حنیفہؒ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ان کی صحبت میں بہت سارا وقت گزارا اور ان سے کسب فیض کیا۔فقہ حنفی کی ترویج واشاعت میں ان کا بہت بڑا کردار ہے۔ 166ھ میں خلیفہ مہدی عباسی نے قاضی مقرر کیا۔ہادی اور ہارون رشید کے زمانہ میں بھی قاضی رہے، آپ وہ پہلی شخصیت ہیں جن کو تاریخ اسلام میں سب سے پہلے قاضی القضاۃ کہا گیا، آپ کی متعدد کتب ہیں جن میں "کتاب الخراج، اختلاف الامصار، ادب القاضی، امالی فی الفقہ، الرد علی مالک بن انس" نمایاں ہیں۔182ھ میں وفات پائی۔(الزرکلی، اعلام، جلد8، صفحہ193)

[558] السرخسی، المبسوط جلد10 صفحہ264

[559] ایضا، جلد10، صفحہ264

Marfat.com

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام وهذا في زمانهم وأما في زماننا فمنع من الشابة قهستاني وغيره إلا النظر لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها [560]

"پس اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ لہٰذا عدم شہوت کی قید کے ساتھ عورت کی طرف نظر کرنا حلال ہے و گرنہ حرام ہے۔ یہ حکم ان (پہلے) فقہاء کے زمانے کا ہے۔ اور جہاں تک ہمارے اس دور کا تعلق ہے، اس میں تو نوجوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قہستانی وغیرہ، البتہ ضرورت کے وقت، دیکھنا جائز ہے مثلاً قاضی کا فیصلہ سناتے وقت دیکھنا یا گواہ کا گواہی دیتے وقت دیکھنا۔"

علامہ قہستانیؒ [561] کے نزدیک شہوت کا اندیشہ نہ ہو پھر بھی عورت کی طرف نظر کرنے سے منع کیا جائے گا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

وقال القهستاني: منع النظر من الشابة في زماننا ولو بلا شهوة [562]

"قہستانیؒ نے کہا نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں دیکھنا ممنوع ہے اگرچہ بلا شہوت ہی کیوں نہ ہو۔"

اور اس پر فتن دور میں عورت کے لیے چہرہ کھولنے کی ممانعت ہے۔

---

[560] حصکفی، الدر المختار، بیروت، دار الفکر، 1386ھ، جلد 6، صفحہ 370

[561] علامہ قہستانی کا نام، شمس الدین محمد ہے آپ بخارا کے مفتی تھے۔ 953ھ میں وفات پائی۔ (آپ فتوی کیسے دیں، صفحہ 142)

[562] آلوسی، روح المعانی، جلد 22، صفحہ 89

Marfat.com

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة[563]

"اور نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا، یہ حکم اس لیے کہ نہیں کہ چہرہ ستر میں داخل ہے بلکہ فتنہ کے خوف کی وجہ سے۔"

مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا اس وقت حلال ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور جب فتنہ کا اندیشہ ہو تو عورت کو بھی چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔

لیکن یہ ساری گفتگو مسلک حنفیہ کے مطابق ہے ورنہ مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ کے ہاں (استثنائی صورتوں کے علاوہ) عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا مطلقا حرام ہے۔ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

والحاصل ان النظر الى وجه الاجنبية وكفيها حرام عند المالكيهوالشافعيه والحنابله ،سواء خيفت الفتنة او لا ،كانهم راو ان النظر الى الوجه الجميل مستلزمة للفتنة والميلان عادة فاقاموه مقام الفتنة، كما اقيم النوم مقام خروج الريح لكونه مظنة،وادير حكم نقض الوضوء على نفس النوم،سواء تحقق خروج الريح ام لاوكذالك اقيمت الخلوة الصحيحة بالمراة مقام الوطى فى سائر الاخلوة[564] سواء تحقق الوطى اولا[565]

---

[563] شامی، الدر المختار، جلد 1، صفحہ 406

[564] مفتی صاحبؒ کا "سائر الاحکام" لکھنا "تسامح" ہے۔ اس لیے کہ خلوت صحیحہ تمام احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے، بلکہ بعض احکام میں ہے جس کی تفصیل اگلے صفحہ پر آرہی ہے۔

[565] مفتی شفیعؒ، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 468

Marfat.com

"اور اجنبیہ عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرام ہے۔ عام ازیں فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔ اور ان حضرات کا خیال ہے کہ خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے سے عام طور پر انسان فتنہ میں واقع ہو جاتا ہے اور دل میں میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا، اجنبیہ کی طرف نظر کرنا، خود فتنہ کے قائم مقام ہے۔ جس طرح نیند کو خروج ریح کے احتمال کی وجہ سے اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ اور محض سونے سے وضو کے ٹوٹنے کا حکم لگا دیا جاتا ہے خواہ ریح کا خروج ہو یا نہ ہو، اور اسی طرح خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ وطی کے قائم مقام ہے تمام احکام میں عام ازیں اس خلوت میں وطی پائی گئی ہو یا نہ پائی گئی ہو۔"

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ذکر گئی ہے کہ اکثری حالات میں خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھ کر انسان اس کی طرف مائل ہو کر فتنہ میں واقع ہو سکتا ہے۔ لہذا جس طرح، نیند کو خروج ریح کے قائم مقام قرار دے کر وضو ٹوٹنے کا حکم لگا دیا جاتا ہے خواہ ہوا خارج ہو یا نہ ہو۔ اور خلوت صحیحہ [566] میں وطی نہ پائی گئی ہو مگر اس خلوت کو وطی کے قائم مقام کر کے احکام جاری کیے جاتے ہیں [567]۔ اسی طرح عورت کی طرف نظر کرنے سے انسان فتنہ میں پڑ سکتا ہے لہذا اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص فتنہ میں واقع ہو جائے۔

---

[566] خلوت صحیحہ سے مراد نکاح کے بعد مرد و عورت کی ایسی تنہائی کی ملاقات ہے جہاں پر وطی سے کوئی حسی، شرعی اور طبعی مانع نہ ہو، حسی سے مراد وہاں پر کوئی اور ان کے علاوہ موجود نہ ہو اور شرعی سے مراد عورت ماہواری کے ایام میں نہ ہو یا فرضی روزہ نہ رکھا ہو، اور طبعی سے مراد مرد و عورت دونوں میں سے کسی کو ایسی بیماری نہ ہو جو وطی کرنے سے مانع ہو یا ضرر کا اندیشہ ہو، جس خلوت میں یہ رکاوٹیں موجود نہ ہوں وہ خلوت صحیحہ کہلاتی ہے۔
فتاوی ہندیہ المعروف عالمگیریہ میں یہی تعریف کی گئی ہے۔: والخلوة الصحيحة ان يجتمعا في مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا او شرعا او طبعا (فتاوی ہندیہ، بیروت، دارالفکر، 1411ھ، جلد 1، صفحہ 304)

[567] ایسی خلوت صحیحہ جس میں مرد نے عورت سے وطی نہ کی تو اس عورت پر بعض احکام وہ لاگو ہونگے جو ایسی عورت پر لاگو ہوتے ہیں جس کے ساتھ خلوت صحیحہ میں وطی ہو چکی ہو، فتاوی ہندیہ میں ہے: واصحابنا اقاموا الخلوة

Marfat.com

اور جمہور علماء کے ہاں عورت کے لیے بلا ضرورت چہرہ کھول کر باہر آنا جائز نہیں ہے۔

مفتی شفیعؒ لکھتے ہیں:

اما عند الجمهور فلانهم لم يجدوا دليلا على جوازه، لاختيارهم تفسير ابن مسعود فی قوله تعالی ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا﴾ بالثياب والجلباب .فبقى الوجه والكفان تحت الجلباب المامور به[568]

"بہر حال جمہور علماء کے نزدیک عورت کے چہرہ اور ہتھیلیاں کھول کر باہر نکلنے کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور ان حضرات نے ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا﴾ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول، ثیاب اور جلباب مراد لیا ہے۔ لہذا، ان کے نزدیک چہرہ اور ہتھیلیاں جلباب کے نیچے چھپانے کا حکم باقی رہا جس کا حکم دیا گیا تھا۔"

الغرض اب جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ عورت چہرہ کا پردہ کرے۔

3 آیت زینت کا درج ذیل حصہ:

الصحيحة مقام الوطء فی حق بعض الاحكام دون البعض فاقاموها مقامله فی حق تاكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فی هذه العدة وحرمة نكاح اختها واربع سواها "ہمارے اصحاب" نے کہا خلوت صحیحہ (جس میں وطی نہ ہوئی ہو) بعض احکام میں وطی کے قائم مقام ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ پس وہ وطی کے قائم مقام ہے مہر کے لازم ہونے میں، ثبوت نسب میں، اور عدت میں، اور دوران عدت نفقہ اور سکنی کی مستحق ہونے میں، اور عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کے حرام ہونے میں، اور اس کی عدت میں مزید چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی حرمت میں۔"

اور خلوت صحیحہ بعض احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے۔ مثلاً وطی کے بعد غسل فرض ہوتا ہے مگر ایسی خلوت جس میں وطی نہ ہو اس کے بعد غسل فرض نہیں ہو گا، اور ایسی خلوت کے بعد اگر طلاق ہو گئی تو وہ زوج اول کے لیے حلال نہیں ہو گی، مرد یا عورت محصن نہ ہونگے، رجعت کا حق نہ ہو گا، وغیرہ اور بھی مسائل ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

(فتاوی ہندیہ، جلد 1، صفحہ 306)

حالانکہ جب اس عورت کے ساتھ وطی نہیں کی گئی تو اس پر یہ احکام لاگو نہیں ہونے چاہئیں، مگر فقہاء نے خلوت صحیحہ کو وطی کے قائم مقام کر کے وہی احکام جاری کیے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں اسی طرح بد نظری چونکہ عورت کی طرف میلان اور وقوع فتنہ کا سبب ہے اس لیے یہ فتنہ کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

[568] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 469

Marfat.com

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ [569]

"اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں"

اس آیت سے شیخ البانیؒ و شیخ قرضاوی نے عدم وجوب حجاب سے استدلال کیا ہے اور یہی موقف علامہ ابن حزمؒ کا ہے۔

وہ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وفيه نص على إباحة كشف الوجه[570]

"اور اس آیت میں چہرہ کے کھولنے کی اباحت پر صراحت ہے۔"

شیخ قرضاوی کے اس آیت سے عدم وجوب حجاب کے استدلال کو دو نکات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ قرآن کریم نے عورتوں کو اپنے سینے چھپانے کا حکم دیا لیکن اس آیت میں چہرے کا ذکر نہیں ہے؟

2۔ جس طرح صراحت کے ساتھ سینے چھپانے کا حکم دیا ہے اتنی صراحت کے ساتھ چہرے چھپانے کا حکم نہیں دیا؟

لیکن شیخ قرضاوی کا یہ استدلال تام نہیں ہے۔

اس لیے کہ قرآن کریم اگر کوئی حکم دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس چیز کو اس نے بیان نہیں کیا وہ اس حکم سے خارج ہے۔ تاوقتیکہ قرائن اس کی نفی پر دلالت کریں۔ اس لیے کہ قرآن کریم ایک مقام پر ایک حکم دیتا ہے تو دوسرے مقام پر دوسرا حکم دیتا ہے۔ اس طرح تو پھر یہ اشکال بھی ہوگا کہ غیر محرم مرد اور اجنبیہ عورت کے درمیان فاصلہ رکھنے کے لیے شریعت نے جتنے احکام دیے ہیں وہ بھی اس آیات میں ذکر نہیں ہوئے تو کیا ان کی نفی کی جاسکتی ہے۔؟ گو اس جگہ قرآن کریم نے صراحتاً چہرے کے حجاب کا ذکر نہیں کیا تاہم دوسری

[569]القرآن، النور: 31

[570]ابن حزم، المحلی، جلد 2، صفحہ 247

Marfat.com

آیات (حجاب وجلباب) سے اس کا ثبوت مل رہا ہے۔ یہ ایسے ہی جیسے قرآن کریم کی اس آیت میں ہے۔

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾[571]

"اے آدم کی اولاد! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو"

اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ مسجد میں حاضری کے وقت تو لباس کا پہننا ضروری ہے مگر مسجد سے باہر لباس کا پہننا ضروری نہیں اس لیے کہ اس آیت میں تو صرف مسجد میں آتے وقت لباس کی شرط لگائی گئی ہے۔ ظاہر ہے کوئی بھی عالم اس استدلال کو تسلیم نہ کرے گا۔ مسجد سے باہر لباس پہننے کا ثبوت دوسری نصوص سے ہو رہا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی یہ آیت:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[572]

"جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

اس آیت میں ایمان بالرسالت کا تذکرہ نہیں ہے کیا اس کے بغیر ایمان متحقق ہو جائے گا۔؟ کیا یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہے کہ اس آیت میں ایمان باللہ اور یوم آخرت کا ذکر ہے مگر رسالت کا نہیں، معلوم ہوا کہ ایمان بالرسالت ضروری نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کا ذکر نہیں کیا؟ ظاہر ہے اس قسم کا مفہوم نہ کسی نے لیا ہے اور نہ کوئی اس کی تائید کرے گا۔ اس لیے کہ اگر اس آیت میں ایمان بالرسالت کا ذکر نہیں تو دوسرے مقام پر قرآن کریم نے تذکرہ کیا ہے۔[573]

---

[571] القرآن، الاعراف:31

[572] القرآن، البقرہ:62

[573] القرآن، البقرہ:177

Marfat.com

اسی طرح زیر بحث آیت میں قرآن کریم نے سینے ڈھانپنے کا حکم دیا ہے وہ اصل میں اس رسم کا مٹانا تھا جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھی۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

إن نساء الجاهلية كن يشددن خمرهن من خلفهن، وإن جيوبهن كانت من قدام فكان ينكشف نحورهن وقلائدهن، فأمرن أن يضربن مقانعهن على الجيوب ليتغطى بذلك أعناقهن ونحورهن وما يحيط به من شعر وزينة من الحلى فى الأذن والنحر وموضع العقدة منها[574]

"زمانہ جاہلیت میں عورتیں دوپٹہ سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پیچھے باندھ لیتی تھیں۔ اور ان کے گریبان سامنے کی جانب تھے جس سے ان کے سینے اور ہار کھلے ہوتے تھے، اس لیے مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گریبانوں پر ڈال لیں تاکہ اس عمل سے ان کی گردنیں، سینے، بال اور زیورات کی زینت جو کانوں اور سینے پر ہوتی ہے اور ہار کی جگہ یہ تمام چھپ جائیں۔"

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس آیت میں چہرے کا حجاب کا ذکر نہیں لہذا چہرے کا حجاب ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر حجاب کا واضح حکم موجود ہے۔ شریعت مطہرہ نے سینے ڈھانپنے کی ہدایت کی جس سے مقصود فتنہ سے بچنا ہے تو چہرہ جو "مجمع المحاسن" ہے کیا اس کے حجاب کی وہ نفی کرے گی۔

زیادہ سے زیادہ چہرے کے پردے کے حوالے سے یہ آیت مسکوت (خاموش) ہے کہ چہرے کا حجاب ہے یا نہیں؟ تو دوسری آیات جن میں حجاب کا ذکر ہے ان پر محمول کر کے کہا جا سکتا ہے، کہ چہرے کا حجاب ہے۔

---

[574] الرازی، مفاتیح الغیب، جلد 23، صفحہ 364

Marfat.com

اور اگر یہ مان بھی لیا جائے۔کہ اس آیت سے چہرہ کھولنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے تو آیت جلباب جس میں چادر چہرہ پر لٹکانے کا حکم ہے وہ ایک نئے حکم کو بیان کر رہی ہے تو اس پر عمل ہو گا۔

رہا یہ استدلال کہ اگر چہرے کا حجاب بھی ضروری ہوتا ہے تو قرآن کریم میں اس کا حکم اسی طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہوتا، جس طرح سینہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔یہ استدلال اور اشکال بھی وزنی نہیں ہے۔

اس لیے کہ آیت جلباب اور آیت حجاب سے چہرے کے حجاب کا ثبوت صراحتا ثابت ہے۔لہذا یہ کہنا کہ صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں ہے یہ قول محل نظر ہے۔اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ صراحتا اس کا ذکر نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن و سنت میں اس قسم کے بہت سارے مسائل مل جائیں گے جن کا حکم صراحتا نص کے الفاظ سے ثابت نہیں ہو رہا بلکہ دلالت النص سے ہو رہا ہے۔اور دلالت النص سے ثابت ہونے والا حکم، لزوم عمل میں نص سے ثابت ہونے والے حکم کی طرح ہے۔

شیخ نظام الدین شاشی حنفی لکھتے ہیں:

> "جو چیز دلالت النص سے ثابت ہو وہ مفید یقین ہونے اور حکم کے لحاظ سے نص کے مرتبہ میں ہے۔حتی کہ دلالت النص سے عقوبت ثابت کرنا صحیح ہے۔
> ہمارے علماء نے کہا، جماع کے ذریعے روزہ فاسد کرنے کی صورت میں کفارہ صوم، نص سے ثابت ہے اور کھانے و پینے کے ذریعہ روزہ فاسد کرنے کی صورت میں دلالت النص سے ثابت ہے۔"[575]

اب یہ استدلال کرنا کہ "جماع" کے ذریعے روزہ فاسد کرنے کی صورت میں کفارہ صوم جس طرح صراحت کے ساتھ الفاظ نص[576] سے معلوم ہو رہا ہے۔اس طرح اگر کھانے و

---

[575] اصول الشاشی، صفحہ 30

[576] حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا! آپ ﷺ نے فرمایا "تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا۔؟" اس نے عرض کیا "میں نے رمضان کے روزے کے دوران اپنی بیوی سے صحبت کر لی" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو" اس نے عرض کیا نہیں۔آپ

Marfat.com

پینے سے بھی روزہ فاسد ہوتا تو ان کا ذکر بھی اسی طرح صراحت کے ساتھ ہوتا۔[577] ظاہر ہے کہ یہ استدلال محل نظر ہے۔

واضح رہے کہ کفارہ صوم کے وجوب کا سبب "جماع" نہیں ہے بلکہ عمداً روزہ کو فاسد کرنا ہے۔ اس لیے عمداً، کھانے وپینے سے کفارہ صوم کا وجوب دلالت النص سے ہو رہا ہے۔

اس قسم کی ایک اور مثال بھی پہلے گزر چکی ہے۔ کہ والدین کو "اف" کہنے کی حرمت تو صراحتاً آیت میں مذکور ہے لیکن، گالی گلوچ، مار پیٹ کا صراحت سے ذکر نہیں، تو یہ استدلال کے "اف" کہنا تو حرام ہے نص کی وجہ سے، مگر گالی گلوچ و مار پیٹ کا چونکہ صراحتاً نص میں ذکر نہیں ہے اس لیے ان کی گنجائش ہے ظاہر ہے کہ یہ استدلال باطل ہے۔ اس لیے کہ بطریق دلالت النص ان کی حرمت کا ثبوت ہو رہا ہے۔

4 سورۃ احزاب کی درج ذیل آیت:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾[578]

"آپ کے لئے (اے پیغمبر!) اس کے بعد اور عورتیں حلال نہیں اور نہ ہی یہ بات (جائز ہے) کہ آپ ان کی جگہ اور بیویاں لے آئیں اگرچہ آپ کو پسند ہو ان کا حسن۔"

ﷺ نے فرمایا "کیا تم دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتے ہو" اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو" اس نے عرض کی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے صدقہ کر دو" اس شخص نے کہا: "مدینہ کے لوگوں میں مجھ سے زیادہ کوئی فقیر نہیں ہوگا" حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: "کہ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ وسلم کے دندان مبارک نظر آنے لگے" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اسے اپنے گھر والوں کو کھلا دو" (البخاری جلد 2، صفحہ 684، الترمذی، جلد 3، صفحہ 102) امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

[577] امام شافعیؒ وامام احمدؒ کے نزدیک کھانے وپینے سے روزہ فاسد کرنے والے پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں، اس لئے کہ صرف جماع پر ہی آپ ﷺ سے کفارہ ادا کرنے کا حکم مروی ہے کھانے پینے میں نہیں نیز کھانے وپینے اور جماع میں کوئی مشابہت نہیں لہذا ان دونوں کو حکم بھی ایک نہیں ہو سکتا۔ جبکہ سفیان ثوریؒ اور ابن مبارکؒ کا قول احناف والا ہے۔
(الترمذی، جلد 3، صفحہ 102)

[578] القرآن، الاحزاب: 52

Marfat.com

اس آیت سے چہرے کے عدم حجاب پر استدلال تام نہیں ہے۔ دعوی ہے کہ چہرے کا حجاب ضروری نہیں اور جو دلیل پیش کی ہے اس میں چہرے کا ذکر نہیں ہے۔ محض ﴿وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ کے جملہ سے چہرے کے عدم حجاب کا قول نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں تو یہ ذکر ہے کہ اگر آپ کو ان عورتوں کا حسن بھی پسند ہو تو آپ اور نکاح نہیں کرسکتے۔ تو اس جملہ سے چہرے کے حجاب کی نفی کس طرح ہو رہی ہے۔؟

ضروری نہیں ہے کہ عورت کا حسن اس کے چہرے سے ہی معلوم ہو بسا اوقات، نقاب والی عورت کی قدو قامت ولباس اور چال ڈھال سے اس کا حسن معلوم ہو جاتا ہے۔

نیز اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ چہرہ ہی مراد ہے تو پھر بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا، اس لیے کہ اس میں تو آپ ﷺ کو خطاب ہو رہا ہے اور اہل علم کے درمیان باقاعدہ اس مسئلے میں بحث ہوئی ہے کہ عام عورتوں کا حضور اکرم ﷺ سے حجاب ضروری تھا یا نہیں؟ تو اس بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور شیخ حلبیؒ کے اقوال پیچھے گزر چکے ہیں کہ انہوں نے احکام حجاب کا نبی کریم ﷺ سے استثناء کیا ہے اور آپ ﷺ کی خصوصیت قرار دیا ہے تاہم دیگر اہل علم کی رائے اس کے برعکس ہے جس کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ اور فقہ حنفی میں فتنہ کے خوف کی وجہ سے عورت کے لیے چہرے کا حجاب ضروری قرار دیا گیا ہے۔[579] چونکہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ فتنہ سے مامون تھی۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے اس کی گنجائش ہو دلیل تو تب بنتی جب اس میں عمومیت پائی جاتی اور عام افراد مراد ہوتے۔

---

[579] ابن نجیم، ابن ابراہیم بن محمد البحر الرائق، بیروت، دار المعرفت، س، ن جلد 1، صفحہ 284

Marfat.com

فصل دوم:

قائلین عدم وجوب حجاب کے احادیث مبارکہ سے پیش کردہ دلائل کا تجزیہ

❶ حدیث عائشہؓ جس میں حضرت اسماءؓ کے باریک کپڑے پہن کر آنے کا ذکر ہے۔

یہ حدیث چہرے کے عدم وجوب حجاب پر نہایت صراحت سے دلالت کر رہی ہے اور ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے جن لوگوں نے چہرے اور ہتھیلیوں کا استثناء کیا ہے ان کی طرف بھی یہی دلیل منسوب کی جاتی ہے۔

مگر چند وجوہات کی وجہ سے یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہے۔

1۔ اس حدیث پر امام ابوداؤد نے اعتراض کیا ہے کہ یہ مرسل [580] روایت

---

[580] مرسل: وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند کے آخری حصہ سے تابعی کے بعد کا راوی ذکر نہ کیا جائے۔
حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ قبولیت کے شرائط میں سے ایک لازمی شرط اتصال سند سے خالی ہونے کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے اور دوسرا غیر مذکور راوی کا حال معلوم نہیں ہے۔ لیکن اس پر عمل کی بابت اہل علم کا اختلاف ہے۔ اور تین اہم اقوال ہیں۔
(الف) جمہور محدثین اور اکثر اصولیین وفقہاء کے نزدیک ضعیف و مردود ہے اس لیے کہ راوی غیر مذکور کا حال معلوم نہیں ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ غیر صحابی ہو۔
(ب) آئمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے قول مشہور) کے نزدیک مقبول و قابل حجت ہے بشرطیکہ ارسال کرنے والا، یعنی اپنے سے اوپر کا نام ذکر نہ کرنے والا ثقہ (معتمد) ہو اور کسی معتمد سے ہی ارسال کرے کہ اسی کا نام چھوڑے، اس لیے کہ ثقہ تابعی جب تک کسی ثقہ سے کوئی بات نہ سنے براہ راست حضور اکرم ﷺ کی طرف نسبت نہیں کرتا تھا، اسی وجہ سے حضرات تابعینؒ کے متعلق منقول ہے کہ مرسل پر نکیر نہیں کیا کرتے تھے۔
(ج) امام شافعیؒ کے ہاں چند شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔
۱۔ ارسال کرنے والا اکابر تابعین میں سے ہو، جیسے حضرت سعید بن مسیبؒ۔
۲۔ جب غیر مذکور راوی کا نام لیا جائے اور تعیین کی جائے تو ثقہ کا ہی نام لیا جائے۔
۳۔ معتمد حفاظ حدیث اگر اس حدیث کو روایت کریں تو مخالفت نہ پائی جائے۔
۴۔ امور ذیل میں سے کسی ایک کی موافقت پائی جائے۔
(الف) کسی دوسرے طریق وسند سے متصلا (پوری سند کے ساتھ) مروی ہو۔

Marfat.com

ہے۔ مگر امام ابو داؤد کی مراد مرسل سے منقطع ہے۔[581] اس میں ایک راوی خالد بن دریک ہے جس کی حضرت عائشہؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔[582]

2۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی سعید بن بشیر ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے۔ عبداللہ بن نمیر نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے اور امام نسائی نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔ یحیٰ بن معینؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے ابن حبان نے ان کو فحش غلطیاں کرنے والا کہا ہے۔[583] اور امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ محدثین نے اس کے حفظ میں کلام کیا ہے اور وہ محتمل ہے۔[584] ان جبال علم کی تضعیف کے بعد اگر کسی محدث کا قول سعید بن بشیر کی توثیق میں مل بھی جاتا ہے تو وہ مرجوح ہے۔

3۔ اس حدیث کو سنن اربعہ میں سوائے امام ابو داؤدؒ کے اور کسی امام نے ذکر نہیں کیا، اور انہوں نے بھی اس پر کلام کیا ہے۔ اور اس کے معنی میں نکارت پائی جاتی ہے۔ حضرت اسماءؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ کی زوجہ ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن ہیں۔ اور نہایت صالح، دیندار خواتین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی شان سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس قدر باریک لباس پہن کر حاضر ہوں کہ جس کے نیچے سے جسم ظاہر ہو رہا ہو اور اس پر آپ ﷺ نے ان کو چہرہ اور ہاتھوں کا استثناء کر کے باقی جسم چھپانے کا حکم دیا ہو۔

(ب) مرسلا مروی ہو، مگر ارسال کرنے والا اور اس کے اساتذہ ورواۃ سند پہلی مرسل کے رواۃ سے الگ ہوں۔
(ج) کسی صحابی کے قول کے موافق ہو۔
(د) اکثر اہل علم اس کے مضمون کے مطابق فتوی دیتے ہوں۔
اگر یہ شرطیں پائی جائیں، تو اصل حدیث مرسل، اور اس کی موید حدیث دونوں صحیح قرار پائیں گی اور اگر ایک طریق وسند سے مروی کوئی صحیح روایت ان کے مخالف ہو اور تینوں روایات کے درمیان جمع کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو مرسل حدیث دو سندوں سے مروی ہونے کی بناء پر راجح قرار پائے گی۔۔ (الاسعدی، عبید اللہ، مفتی، علوم الحدیث، صفحہ 134)

[581] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، التلخیص الحبیر، دار الکتب العلمیہ 1419ھ، جلد 3، صفحہ 107
منقطع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو اور یہ انقطاع کسی بھی وجہ سے ہو، علماء اس پر متفق ہیں کہ منقطع حدیث ضعیف ہے اس میں محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہے۔ (محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، صفحہ 95)

[582] ابو داؤد، جلد 4، صفحہ 62

[583] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، حاشیہ ابن القیم علی سنن ابی داؤد، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ، جلد 7، صفحہ 107

[584] ایضاً، جلد 7، صفحہ 107

Marfat.com

4۔ اگر ان تمام باتوں سے قطع نظر کر لی جائے پھر بھی یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی، اس حدیث میں اس بات کی تو صراحت ہی نہیں ہے کہ یہ احکام حجاب کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے یا بعد کا۔ قوی احتمال ہے کہ یہ پہلے کا واقعہ ہو۔ اور اس کی تائید حدیث کے الفاظ سے ہو رہی ہے کہ اگر احکام حجاب کے بعد کا واقعہ ہوتا تو اس حدیث میں ان کا حضور اکرم ﷺ کے پاس گھر میں آنے سے پہلے استیذان کا ذکر ہوتا، اور باریک لباس کے پہننے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ اگر بعد کا ہوتا تو پھر اس قسم کے کپڑے پہننے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ چونکہ اس حدیث کا مضمون دیگر آیات قرآنیہ واحادیث مبارکہ کے موافق نہیں ہے۔

اسی لیے ملا علی قاری لکھتے ہیں:

ولعل هذا كان قبل الحجاب[585]

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے۔"

5۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا ضرورت وحاجت کے ساتھ مقید ہو۔

چنانچہ امام بیہقیؒ نے جب اس حدیث کا باب قائم کیا تو یہ عنوان رکھا:

باب تخصيص الوجه والكفين بجواز النظر إليها عند الحاجة[586]

"یہ باب اس بارے میں مخصوص ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کو ضرورت کے وقت دیکھنا جائز ہے۔"

عند الحاجۃ کے الفاظ نہایت وضاحت کے ساتھ اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ان کے نزدیک بھی چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں ستر کا بیان ہو کہ چہرہ اور ہتھلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں۔ اور حجاب کا بیان ہی نہ ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ خود پردہ کرتی تھیں جیسا کہ پیچھے روایت گزر گئی ہے۔[587]

---

[585] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 7، صفحہ 2792

[586] البیھقی، احمد بن حسین، ابو بکر، السنن الکبری، جلد 7، صفحہ 137

[587] مالک بن انس، ابو عبد اللہ، موطا، جلد 1، صفحہ 328

Marfat.com

❷ حدیث عبداللہ بن عباسؓ جس میں حضرت فضل بن عباسؓ کا امراہ خثعمیہ کو دیکھنے کا واقعہ ہے۔ شیخ البانیؒ و شیخ قرضاوی نے اس حدیث سے بھی عدم وجوب حجاب پر استدلال کیا ہے۔
یہی موقف امام بطالؒ [588] کا ہے وہ لکھتے ہیں:

وفيه: أن نساء المؤمنين ليس لزوم الحجاب لهم فرضًا في كل حال كلزومه لأزواج النبي، ولو لزم جميع النساء فرضًا لأمر النبي الخثعمية بالاستتار [589]

"اور اس حدیث سے معلوم ہوا مومنوں کی عورتوں پر ہر حال میں پردہ کرنا فرض نہیں ہے جیسا کہ ازواج النبی ﷺ پر فرض تھا اور اگر تمام عورتوں پر پردہ فرض ہوتا تو آپ ﷺ امراۃ خثعمیہ کو پردہ کا حکم دیتے۔"

اور یہی موقف علامہ ابن حزمؒ کا ہے وہ لکھتے ہیں:

فلو كان الوجه عورة يلزم ستره لما أقرها عليه السلام على كشفه بحضرة الناس ولأمرها أن تسبل عليه من فوق ولو كان وجهها مغطى ما عرف ابن عباس أحسناء [590] هي أم شوهاء [591]

"اگر عورت کا چہرہ ستر میں ہے اور اس کا چھپانا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ امراۃ خثعمیہ کے لوگوں کی موجودگی میں چہرہ کھولنے کو برقرار نہ رکھتے اور اس کو چہرہ پر کپڑا اڈالنے کا حکم دیتے اور اگر اس عورت کا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا تو حضرت ابن عباس نے کیسے پہچان لیا کہ وہ خوبصورت ہے یا بدصورت۔"

---

[588] آپ کا نام علی بن خلف بن عبدالملک ہے، قرطبہ سے تعلق تھا، اور علم الحدیث کے ماہر تھے۔ 449ھ میں وفات ہوئی۔ (الزرکلی، اعلام، جلد 4، صفحہ 285)

[589] ابن بطال، علی بن خلف، ابوالحسن، شرح صحیح البخاری، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1423ھ، جلد 9، صفحہ 11

[590] سنن نسائی کی روایت میں ((وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ)) کے الفاظ آرہے ہیں۔ (النسائی، السنن، جلد 5، صفحہ 119)

[591] ابن حزم، المحلی، جلد 2، صفحہ 248

Marfat.com

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں:

وهذا الحديث ايضا يصلح للاستدلال به على اختصاص آية الحجاب السابقة بزوجات النبی صلی الله عليه وآله وسلم؛ لأن قصة الفضل فی حجة الوداع، وآية الحجاب فی نكاح زينب فی السنة الخامسة من الهجرة[592]

"اور یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل بن سکتی ہے کہ آیت حجاب ﴿فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہو اس لیے کہ حضرت فضل بن عباس کا قصہ حجۃ الوداع کا ہے اور آیت حجاب سن 5 ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے نکاح کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔"

مذکورہ کلام سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ پردہ کے احکام ازواج مطہرات کے لیے ہی لازم تھے اگر یہ تمام عورتوں کے لیے تو امراۃ خثعمیہ کو آپ ﷺ نے پردہ کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا۔؟ یہ موقف علامہ ابن بطالؒ کا پیش کردہ ہے۔

2۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی موجودگی میں امراۃ خثعمیہ کو پردہ کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا اور اگر مان لیں کہ وہ پردہ میں تھی تو ابن عباس کو کیسے علم ہوا کہ وہ خوبصورت ہے یا بدصورت۔

3۔ اس حدیث کے ذریعے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہوں کیوں کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور آیات حجاب کا نزول حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقعہ پر سن 5 ہجری کو ہوا۔

جائزہ:

یہ روایت تو صحیح ہے مگر اس سے جو مفہوم اخذ کیا جارہا ہے وہ صریح نہیں ہے۔

[592] شوکانی، نیل الاوطار، جلد 6، صفحہ 125

Marfat.com

1۔ اس عورت نے تمام افعال حج میں چہرہ کھولا ہوا تھا یا صرف اس وقت جب آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرنے کے لیے اس نے سوال کیا۔؟اس کی تفصیل معلوم نہیں ہے۔

2۔ وہ عورت حالت احرام میں تھی اور ایسی حالت میں عورت کے لیے چہرہ کھلا رکھنے کا جواز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

قلت وفی استدلاله بقصة الخثعمية لما ادعاه نظر لأنها كانت محرمة[593]

"میں کہتا ہوں کہ (ابن بطال) کا امراہ خثعمیہ کے قصے سے (عام عورتوں کے لیے عدم حجاب پر) استدلال کرنا محل نظر ہے اس لیے کہ وہ عورت محرمہ تھی۔"

لیکن جب مردوں کے ساتھ سامنا ہو تو پھر چہرے کو چھپایا جائے گا جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حالت احرام میں قافلوں کی آمد پر چہرہ چھپانے کی روایت گزر گئی ہے۔

باقی اس پر سوال ہو گا کہ آپ ﷺ نے پھر مردوں کی موجودگی میں اس عورت کو چہرہ چھپانے کا حکم کیوں نہیں دیا۔؟اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال اس وقت ہو سکتا ہے جب یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا، عین ممکن ہے کہ اس نے چہرے پر کپڑا ڈالا ہوا ہو کیونکہ نقاب کی ممانعت ہے کپڑا اس طرح لٹکانا کہ چہرے کو نہ چھوئے اس کی تو ممانعت نہیں ہے اس حالت میں اس کا کپڑا چہرہ سے ہٹ گیا ہو جس پر حضرت فضل بن عباسؓ کی نظر پڑی ہو اور آپ نے ان کا رخ پھیر دیا۔

قاضی ابو الولید الباجیؒ لکھتے ہیں:

يحتمل أن تكون قد سدلت على وجهها ثوباً، فإن المحرمة يجوز لها ذلك لمعنى الستر، إلاَّ أنه كان يبدو من وجهها ما ينظر إليه الفضل[594]

---

[593] ابن حجر، فتح الباری، جلد 11، صفحہ 10

[594] الباجی، المنتقی، جلد 2، صفحہ 267

Marfat.com

"یہ احتمال موجود ہے کہ اس نے اپنے چہرہ پر کپڑا اڈالا ہو اس لیے کہ وہ محرمہ تھی اور اس طرح کپڑا لٹکانا اس کے لیے جائز تھا مگر کچھ حصہ اس کے چہرہ سے ظاہر ہو گیا ہو جس کی طرف فضل دیکھنے لگے۔"

اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے صرف حضرت فضل بن عباسؓ کا چہرہ پھیرا باقی لوگوں کو کیوں نہیں منع کیا کہ وہ اس عورت کو نہ دیکھیں چونکہ وہ عورت آپ ﷺ سے مخاطب تھی اور فضل بن عباسؓ آپ ﷺ کے پیچھے تھے تو ان کی نظریں بھی اس عورت پر پڑ رہی تھیں اور عورت بھی حضرت فضل بن عباسؓ کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ حضرت فضل بن عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ((وکان الفضل رجلا وضیئا أی جمیلا))[595]وہ بہت خوبصورت تھے تو یہ مفہوم کیوں نہیں لیا جاسکتا کہ آپ ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ اس لیے پھیرا کہ اس عورت کی نظر بھی ان کے چہرے پر نہ پڑے کیوں کہ فتنہ کا خوف تو دونوں طرف سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ ترمذی کی روایت مین آتا ہے جب آپ ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ پھیرا تو حضرت عباس نے سوال کیا کہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیری؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا:

((رَأَیْتُ شَابًّا وَشَابَّةً فَلَمْ آمَنِ الشَّیْطَانَ عَلَیْهِمَا))[596]

"میں نے نوجوان مرد اور نوجوان عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا"

حضرت فضل کا چہرہ اس لیے پھیرا کہ وہ عورت بھی ان کی طرف نہ دیکھ سکے، باقی اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم اس لیے نہ دیا ہو کہ اس نے پہلے سے ہی چہرے پر کپڑا لٹکایا ہوا ہو۔ اگر ایسا نہ تو ہوتا پھر جو دیگر لوگ موجود تھے ان کے لیے بھی کوئی حکم ہوتا۔

باقی رہا "حَسْنَاء" کے الفاظ سے چہرے کے کھلا ہونے پر استدلال تو یہ بھی تام نہیں ہے۔ اس لیے کہ ضروری نہیں عورت کا حسن اس کا چہرہ دیکھ کر ہی معلوم ہو کئی دفعہ عورت کی

[595] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد4، صفحہ 68

[596] الترمذی، السنن، جلد3، صفحہ 232

Marfat.com

قد و قامت، جسامت، اور رکھ رکھاؤ سے بھی اس کی خوبصورتی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ نیز حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا ان کی طرف دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعی اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا کیا مستور عورت کی طرف لوگ نظر نہیں کرتے؟

4۔ یہ حدیث محتمل ہے۔ جس میں یہ احتمال موجود ہے کہ عورت کے لیے چہرہ کا کھولنا جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے سمجھا جا رہا ہے اور یہ احتمال بھی بہر حال موجود ہے کہ جائز نہیں۔ اور یہ عورت حالت احرام میں تھی اس لیے اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا، سوائے فضل بن عباسؓ کے اور لوگ متوجہ نہیں تھے اس لیے ان کے چہرہ پھیرنے کا ذکر تو روایات میں ملتا ہے باقی لوگوں کے لیے کوئی حکم مذکور نہیں ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ سے عورتوں کے لیے حجاب کے احکامات کی پاسداری ضروری تھی یا نہیں؟ اس میں باقاعدہ اہل علم کی بحث ہے جس کا پیچھے ذکر چکا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کا رجحان اسی طرف ہے کہ آنحضور ﷺ سے عورتوں کا پردہ نہیں ہے۔

باقی رہا اس حدیث سے آیت حجاب کی تخصیص کرنا یہ اس وقت ممکن ہے جب اس روایت میں اس عورت کے چہرہ کھلا ہونے کی صراحت ہوتی اور دیگر احتمال موجود نہ ہوتے۔ کیونکہ محتمل روایت پر استدلال کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

مشہور اصول ہے:

إذا تطرق إليها الاحتمال كساها ثوب الإجمال وسقط بها الاستدلال[597]

"جب کسی بات میں احتمال پیدا ہو جائیں تو وہ اجمال کا کپڑا پہن لیتی ہے اور اس سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔"

جب یہ روایت محتمل ہوئی تو ایسی صورت حال میں نصوص محکمہ واضحہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان عورت کے لیے چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے۔ لہذا اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے "کشف وجہ" کا قول ان نصوص محکمہ کے منافی ہے۔ اس لیے عورت کے لیے چہرہ کھولنے کے عدم جواز والے احتمال کو اختیار کیا جائے گا۔

[597] المرداوی، علی بن سلیمان، التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقہ، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1421ھ، جلد 5، صفحہ 2387

Marfat.com

5۔ مسند ابو یعلی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کو اس کے باپ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے نکاح کے لیے پیش کیا تھا۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، وَأَعْرَابِيٌّ مَعَهُ ابْنَةٌ لَهُ حَسْنَاءُ، فَجَعَلَ يَعْرِضُهَا لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، رَجَاءَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ إِلَيْهَا ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَأْخُذُ بِرَأْسِي فَيَلْوِيهِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ))[598]

"حضرت فضل بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کی خوبصورت بیٹی تھی اور اس نے اسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اس امید پر کہ آپ ﷺ اس سے نکاح فرمالیں، فضل بن عباسؓ کہتے کہ میں اس کی طرف متوجہ تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے میرے سر کو پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا اور اس وقت نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کے لیے تلبیہ پڑھ رہے تھے۔"

شیخ ھیثمیؒ (م-807ھ) لکھتے ہیں:

ورجاله رجال الصحيح [599]

"اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے ہیں۔"

حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔[600]

باقی اس مقام پر اشکال ہو گا کہ امراۃ خثعمیہ نے تو اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا تھا کہ وہ بوڑھا ہے، حج نہیں کر سکتا اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اعرابی باپ ساتھ تھا۔

---

[598] ابو یعلی، احمد بن علی ، مسند، جلد 12، صفحہ 96

[599] الھیثمی، نورالدین، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بیروت، دارالفکر، 1412ھ، جلد 4، صفحہ 509

[600] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 4، صفحہ 68

Marfat.com

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"اس واقعہ کے بارے میں حدیث میں مختلف الفاظ آرہے ہیں، بعض روایات سے معلوتا ہے کہ سوال کرنے والا آدمی تھا جس نے اپنے باپ کے بارے میں مسئلہ پوچھا، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی بوڑھی ماں کے بارے میں سوال کیا تھا، اور ایک روایت میں باپ یاماں کے الفاظ ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ عورت نے اپنی ماں کے بارے میں سوال کیا تھا، حافظ کہتے ہیں تمام روایات جو ابن شہاب سے ہیں ان میں یہ بات متفقہ ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی اور اس نے اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا تھا، مگر یحی بن ابی اسحاق جو سلیمان سے روایت کررہے ہیں وہ اس کے برعکس ہے ان سے روایت کرنے والے راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سوال کرنے والا آدمی تھا لیکن اس روایت کی سند اور متن میں اختلاف ہے اسی لیے حافظؒ نے ابن شہابؒ کی روایت کو راجح قرار دیا کیونکہ اس کی سند قوی ہے۔ اس کے بعد حافظؒ اپنی رائے دیتے ہیں کہ ان تمام طرق سے جو بات مجھ پر ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ سوال کرنے والا آدمی تھا اور اس کی بیٹی ساتھ تھی اس نے بھی سوال کیا مسؤل عنہ سائل مرد کا والد اور والدہ تھی، اور مسند ابو یعلی کی مذکورہ روایت سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ باقی اس لڑکی کا اپنے باپ کے بارے میں کہنا کہ میرا باپ...... مراد اس سے دادا ہے کیونکہ باپ تو اس کے ساتھ تھا، اصل میں باپ نے بیٹی کو سوال کرنے کا کہا تھا تاکہ آپ ﷺ اس کی گفتگو کو سن لیں اور اسے دیکھ کر شائید اس سے نکاح کرلیں اور جب اس نے آپ ﷺ کی رضامندی نہیں دیکھی تو پھر خود اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا اور اس پر بھی کوئی اشکال نہیں کہ اس نے اپنی ماں کے بارے میں مسئلہ پوچھا ہو اس آدمی کا نام حصین بن عوف الخثعمی تھا۔"[601]

---

[601] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد 4، صفحہ 68

Marfat.com

اور یہ بات پیچھے گزر گئی ہے کہ مخطوبہ عورت کے چہرے کو دیکھنا جائز ہے۔اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کو چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا،اور حضرت فضل بن عباسؓ کا چونکہ اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کے چہرہ رخ پھیر دیا۔

❸ حدیث سہل بن الساعدیؓ جس میں ایک عورت کا آپ ﷺ کو اپنا نفس ہبہ کرنے کا واقعہ ہے۔

درج ذیل وجوہات کی وجہ سے اس حدیث سے بھی چہرے کے عدم حجاب پر استدلال نہین کیا جاسکتا ہے۔

1۔ اس روایت میں کہیں اس کے چہرہ کے کھلا ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

2۔ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہو۔

3۔ اور اگر چہرے کا کھلا ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ ایک استثنائی صورت ہے جس کا شریعت میں جواز ہے۔ مخطوبہ عورت کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے۔جیسا کہ پیچھے روایات گزر گئیں ہیں۔[602]

4۔ اس حدیث میں دونوں باتوں کا احتمال ہے کہ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا یا نہیں؟ تو آیت جلباب وحجاب پر دلالت کرنے والی احادیث صحیحہ وصریحہ کی روشنی میں چہرہ کے کھلا نہ ہونے والے احتمال کو ترجیح دے کر کہا جاسکتا ہے کہ اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔

اشکال:

رہا یہ اشکال کہ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر آپ کو حاجت نہیں ہے تو پھر میری شادی کرا دیں؟ تو چہرہ کھلا ہونے کی وجہ سے اسے وہ عورت پسند آگئی تھی۔

جواب:

عین ممکن ہے کہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہو اور اگر بعد کا بھی ہو تو اس حدیث میں چہرہ کے کھلا ہونے کا ذکر نہیں ہے۔اور کئی دفعہ عورت کا چہرہ دیکھے بغیر بھی اس کی قد و قامت وجسامت اور لباس وغیرہ، رکھ رکھاؤ سے بھی اسے نکاح کے لیے پسند کر لیا جاتا ہے۔

❹ حدیث جابرؓ جس میں حضور ﷺ کا نماز عید کے بعد عورتوں کا خطاب کرنے کا ذکر ہے۔

---

[602] ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 599، المعجم الکبیر، جلد 19، صفحہ 224

Marfat.com

اس حدیث میں "سفعاء الخدین "(سرخ مائل سیاہ رخساروں والی) کے الفاظ بڑی صراحت سے اس بات پر دلالت کر رہے ہے کہ اس سوال کرنے والی عورت کے گالوں کی کیفیت یہ تھی۔ جس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔

مگر اس حدیث سے عدم حجاب کا قول نہیں کیا جاسکتا۔ جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہو۔ اس لیے کہ نماز عید ۲ ہجری میں مشروع ہوئی اور احکام حجاب پانچ ہجری میں نازل ہوئے۔

2۔ اس عورت کے چہرہ سے کپڑا کسی عارض کی وجہ سے بغیر کسی ارادے کے سرک گیا ہو۔ اور حضرت جابرؓ نے اس کے چہرے کو دیکھ کر اس کی کیفیت ذکر کر دی۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو سعید خدریؓ کی اسی واقعہ سے متعلق روایات جن کو امام مسلمؒ نے ذکر کیا ہے اور ان میں اس عورت کا چہرہ کھلا ہونے کا ذکر نہیں ہے۔[603]

3۔ غربت کا دور تھا کپڑوں کی کمی تھی جیسا کہ حدیث ام عطیہؓ اس پر دال ہے کہ عید میں شرکت کرنے والی خواتین کے پاس چادر نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسری عورت کی چادر میں شرکت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔[604] اس لیے ممکن ہے کہ کسی دوسری عورت کی چادر میں شراکت کی وجہ سے سوال کرتے وقت چہرہ کھل گیا ہو۔

4۔ لغت عرب میں "سفعاء الخدین" کا لفظ اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا چہرہ مصائب، بیماری، کی وجہ سے متغیر ہو گیا ہو چنانچہ حضرت جابرؓ کا مقصود "سفعاء الخدین" سے یہ ہو کہ اس کا چہرہ بد صورت تھا، وہ جوان عورتوں کی طرح پر کشش نہیں تھی اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بد صورت عورت جس میں دوسروں کے لیے رغبت اور کشش نہ ہو وہ قواعد (بوڑھی) عورتوں کی طرح ہے جن کو نکاح کی امید نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے اوپر بھی قواعد والے احکام جاری ہوں گے۔[605]

5۔ اس عورت کے بارے میں علم نہیں کہ وہ آزاد تھی یا لونڈی؟

---

[603] مسلم، الصحیح، جلد2، صفحہ 602,605

[604] ایضاً، جلد2، صفحہ 606

[605] شنقیطی، اضواء البیان، جلد7، صفحہ 131

Marfat.com

بلکہ نسائی شریف کی روایت سے بظاہر اس کا لونڈی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

((فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْ سِفْلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ))[606]

"اس پر ایک ادنی درجہ کی کالے گالوں والی خاتون بول اٹھی۔"

7۔ سوال کرنے والی عورت، جوان تھی یا بوڑھی؟ اس کا بھی روایت میں ذکر نہیں ہے، بوڑھی عورت کے لیے تو چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے جس کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے۔ جب تک ان تمام امور کی تنقیح نہیں ہو جاتی تب تک عدم حجاب کا قول نہیں کیا جا سکتا۔

5 حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ جس میں حضور اکرم ﷺ کا ایک عورت کو دیکھنے کا ذکر ہے جو آپ ﷺ کو اچھی لگی تو پھر آپ ﷺ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سودہؓ کے پاس آئے اور اپنی حاجت کو پورا کیا۔ اس حدیث سے بھی درج ذیل وجوہ کی وجہ سے عورتوں کے لیے چہرہ کے کھولنے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

1۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی "قبیصہ" ہے جو اس حدیث کو حضرت سفیانؒ سے نقل کر رہا ہے۔ اور اس کی سفیان ثوریؒ سے روایت صحیح نہیں ہے۔

امام مزیؒ[607] لکھتے ہیں:

قال أبو بكر بن أبي خيثمة عن يحيى بن معين قبيصة ثقة في كل شيء إلا في حديث سفيان ليس بذاك القوي فأنه سمع منه وهو صغير[608]

"ابو بکر بن ابی خیثمہ، یحیی بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ قبیصہ ہر چیز میں ثقہ ہے مگر جو روایات وہ سفیان ثوری سے نقل کرتا ہے ان میں قوی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس نے سفیان ثوریؒ سے اس وقت سنا ہے جب وہ چھوٹا تھا۔"

---

[606] النسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن، سنن النسائی، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1986ء، جلد 3، صفحہ 186

[607] آپ کا نام یوسف بن الزکی عبد الرحمن بن یوسف بن عبد الملک ہے۔ 654ھ کو حلب میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم حفظ کیا اور اس میں تفقہ پیدا کیا اور پھر علوم حدیث میں کمال حاصل کیا۔ حافظ مزی کے لقب سے مشہور ہیں۔ متعدد کتب کے مولف ہیں جن میں "تہذیب الکمال نمایاں" ہے۔ 742ھ کو وفات پائی اور دمشق میں وفات پائی۔
http://www.sst5.com/authorInf.aspx?author_id=129 ·

[608] المزی، یوسف بن الزکی، ابو الحجاج، تہذیب الکمال، بیروت، موسسہ الرسالہ، 1980ء، جلد 23، صفحہ 485

Marfat.com

2۔ اگر سند حدیث سے قطع نظر کرلی جائے پھر بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا، حضور اکرم ﷺ نے جس عورت کو دیکھا اور وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی، حدیث میں اتنا ہی ذکر ہے مگر وہ اچھی کیسے لگی؟ اس کے ذکر سے حدیث خالی ہے لہذا یہ کہنا کہ وہ چہرہ کھلا ہونے کی وجہ سے اچھی لگی اس پر دلالت کرنے والا حدیث میں کوئی لفظ مذکور نہیں ہے۔

3۔ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ جو عورت آپ ﷺ کو دیکھنے میں اچھی لگی اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا تب بھی اس سے عام عورتوں کے لیے چہرے کے کھولنے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ جس عورت کو آپ نے دیکھا تھا وہ آزاد یا لونڈی اس کا بھی حدیث میں ذکر نہیں ہے۔

4۔ وہ عورت مسلمان تھی یا کافر اس کا بھی حدیث میں ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ مدینہ میں غیر مسلم لوگ بھی تھے۔

5۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا ”جو بھی شخص کسی عورت کو دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کی کی بیوی کے پاس بھی وہ وہی ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔“ اس جملہ میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کہ عورت کا اچھا لگنا چہرے کے کھلے ہونے سے ہوتا ہے۔ بعض دفعہ عورت کی خوبصورتی کا اندازہ اس کے لباس، قدو قامت اور جسامت اور انداز گفتگو سے ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ روایت عورت کے لیے چہرہ کے کھولنے کے جواز پر صریح نہیں ہے۔

لہذا جب تک ان امور کی تنقیح نہیں ہو جاتی اور یہ احتمالات موجود ہیں۔ تب تک اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

6 حدیث عائشہؓ جس میں عورتوں کا نماز فجر میں شریک ہونے کا واقعہ ہے کہ وہ جب لوٹتی تھیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہیں پاتا تھا۔ یہ حدیث عورتوں کے لیے چہرے کے کھولنے کے جواز کو بیان نہیں کررہی۔ اور درج ذیل وجوہ کی وجہ سے ”کشف وجہ“ کا قول بھی نہیں لیا جاسکتا۔

Marfat.com

1۔ عورت کے لیے چہرہ چھپانا اس وقت ضروری ہے جب کسی اجنبی کی اس پر نظر پڑ سکتی ہو اگر اندھیرا اتنا گہرا، اور زیادہ ہو کہ چہرہ پہچانا ہی نہ جاسکتا ہو، تو پھر کپڑے سے چہرہ ڈھانپنے کی کیا ضرورت ہے۔؟

2۔ اس حدیث کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں جو آیت حجاب کا محل چہرہ کو سمجھتی تھیں اور ان کا اپنا عمل یہ تھا کہ وہ حالت احرام میں بھی اجنبیوں کے گزرتے وقت چہرہ کو چھپاتی تھیں۔ جیسا کہ تفصیلی روایت پیچھے گزر گئی ہے۔

3۔ (مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ) کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

قال الداودی معناه لا يعرفن أنساء أم رجال أي لا يظهر للرائی الا الأشباح خاصة وقيل لا يعرف أعيانهن فلا يفرق بين خديجة وزينب وضعفه النووی بان المتلفعة فی النهار لا تعرف عينها فلا يبقی فی الكلام فائدة[609]

"داودی کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں کہ وہ عورتیں یا مرد، یعنی دیکھنے والے کو صرف سائے معلوم ہوتے تھے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی ذات معلوم نہیں ہوتی تھی کہ وہ خدیجہ ہے زینب، نوویؒ نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے اس لیے کہ چادر میں لپٹی ہوئی عورت کی ذات تو دن میں معلوم نہیں ہوتی، تو کلام کا فائدہ باقی نہ رہا۔"

حافظ ابن حجرؒ نے واضح کر دیا کہ عورت کی شناخت اندھیرے کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی، دیکھنے والے کو وہ محض ہیولے سے معلوم ہوتے تھے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے ان کی ذات کا ادراک نہیں ہوتا کہ وہ عورت خدیجہ ہے یا زینب وغیرہ تو امام نوویؒ نے اس قول کی تضعیف کی ہے اور وجہ ضعف یہ بیان کہ اگر کوئی عورت چادر میں لپٹی ہوئی ہو تو دن کی روشنی میں بھی اس کی ذات معلوم نہیں ہوتی کہ وہ کون سی عورت ہے۔ اگر اس حدیث کا یہ مطلب لیا جائے پھر تو یہ کلام ہی بے فائدہ ہے۔

---

[609] ابن حجر، فتح الباری، جلد 2، صفحہ 55

Marfat.com

معلوم ہوا اس حدیث کا مقصود یہ بیان کرنا نہیں ہے کہ ان عورتوں کا چہرہ کھلا ہوتا تھا بلکہ یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ اس قدر تاریکی میں نماز پڑھنے آتی تھیں کہ ان کی شناخت نہیں ہوتی تھی۔

7 حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا، عطاء بن ابی رباحؒ کو جنتی عورت دکھانے کا واقعہ جس کا "ستر" کھل جاتا تھا۔

اس حدیث سے بھی چہرے کے عدم حجاب پر استدلال تام نہیں ہے۔

اس لیے کہ وہ عورت مرگی کی مریضہ تھی اور ایسی کیفیت میں تو انسان احکام شرعیہ کا مکلف نہیں رہتا۔ دلیل تو تب بنتی جب یہ عمل حالت صحت میں ہوتا۔

نیز حضرت ابن عباسؓ کو جو اس عورت کی رنگت معلوم ہوئی عین ممکن ہے وہ اس عورت کی مرگی کی تکلیف کے دوران معلوم ہوئی ہو۔ جیسا کہ روایت سے واضح ہے کہ مرگی کے دوران اس کے اعضاء کھل جاتے تھے۔ اس نے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے صبر کی تلقین کی اور اس پر جنت کی نوید دی، اس عورت نے عرض کیا کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا کریں کہ جب یہ تکلیف ہو تو میرا "ستر" نہ کھلے۔

خلاصہ کلام:

عورت کے چہرے کے پردہ کے حوالے سے دو قسم کی آراء ہیں۔

1۔ ایک رائے وجوب حجاب کی ہے جس کے جمہور قائل ہیں۔

2۔ دوسری رائے چہرے کے پردہ کی سنت یا مستحب ہونے کی ہے اس کے قائلین میں امام ابن بطالؒ، قاضی عیاضؒ، علامہ ابن حزمؒ، شیخ البانیؒ، شیخ قرضاوی ہیں یہ لوگ بھی علم و فضل میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ اجتہادی مسائل میں اختلاف سلف کے دور میں بھی رہا ہے اور ان کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عبدالبر مالکی لکھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے فتاوی پر نکیر نہیں کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

ما برح المستفتون يستفتون فيحل هذا ويحرم هذا فلا يرى المحرم أن المحلل هلك لتحليله ولا يرى المحلل ان المحرم هلك لتحريمه [610]

"مفتی حضرات ہمیشہ فتوی دیتے رہے ان میں سے ایک حلال کا فتوی دیتا ہے اور دوسرا حرام کا فتوی دیتا ہے۔ حرام کا فتوی دینے والا یہ نہیں کہتا حلال کا فتوی دینے والا اس فتوی کی وجہ سے ہلاک ہو گیا اور نہ حلال کا فتوی دینے والا یہ کہتا ہے کہ حرام کا فتوی دینے والا اس فتوی کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔"

اس لیے اگر چہ احقر کا رجحان بھی قول جمہور کی طرف ہے تاہم دیگر اہل علم کا احترام کرتے ہوئے ان کے موقف کو بھی بالکلیہ غلط نہیں سمجھتا اور بحث کو اسی بات پر سمیٹا جاتا ہے جو امام ابن نجیمؒ نے ایک سوال کے جواب میں کہی تھی۔

إذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفينا فى الفروع يجب علينا أن نجيب بأن مذهبنا صواب يحتمل الخطأ ومذهب مخالفينا خطأ يحتمل الصواب[611]

"جب ہم سے اپنے اور مخالف کے مذہب کے فروعی مسائل کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم پر لازم ہے کہ اس طرح جواب دیں کہ ہمارا مذہب درست ہے مگر خطا کا بھی احتمال ہے اور ہمارے مخالف کا مذہب غلط ہے مگر درست ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے۔"

اللہ تعالی ہم سب کو دینی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

[610] ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، جامع بیان العلم وفضلہ، السعودیہ، دار ابن الجوزی، 1414ھ، جلد 2، صفحہ 902

[611] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، بیروت، دار الکتب العلمیہ 1419ھ، جلد 1، صفحہ 330

Marfat.com

باب پنجم

حجاب اور یورپی نقطہ نظر

Marfat.com

فصل اول: یورپ میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر

فصل دوم: یورپ کا عمومی تصور حجاب

فصل سوم: فرانس میں حجاب پر پابندی کا جائزہ

فصل چہارم: فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات

فصل پنجم: فرانس میں رہنے والی مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل

Marfat.com

فصل اول:

یورپ میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر

یورپ میں حجاب کے خلاف ایک عرصہ سے تحریک چل رہی ہے جس میں حجاب کے بارے میں منفی رائے اختیار کی گئی ہے۔ اس فصل میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

یورپ میں حجاب کے خلاف تحریک کا پس منظر

مغربی دنیا کی مذہب سے دوری کے فاصلے اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کی مذہب سے عدم دلچسپی ولا تعلقی کی وجہ سے مذہب کی جگہ ان کے کلچر اور تہذیب نے لے لی ہے۔ یورپ میں عیسائیت کی بنیادی تعلیم تو مسخ شدہ عیسائیت میں پہلے ہی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ لیکن مذہب سے عملاً لاتعلقی نے اور ان کی اخلاق سے عاری تہذیب نے بے حیائی وبدکاری کے بہت سے گل کھلائے ہیں۔ گویا یورپ میں اب مسخ شدہ عیسائی مذہب کی بھی چند مذہبی رسومات باقی ہیں۔ اور ان کی تمدنی ترقی نے جو مادہ پرست تہذیب پیدا کی ہے وہ مذہب کی جگہ اپنی تہذیب کی پیروی کرنے پر مجبور ہیں۔ مذہبی اخلاق اور عام نیک اقدار سے عاری اپنی مادر پدر آزاد تہذیب کی پیروی کرنے والے یورپ میں مذہب بے حقیقت ہو کر رہ گیا ہے۔ اور عیسائی مذہب کی بنیادی تعلیم کی نیک اقدار بھی لادینی تہذیب کے تابع ہو کر رہ گئی ہیں۔

مغربی اقوام اخلاقی طور پر تباہ ہو چکی ہیں۔ کیونکہ ان کی تہذیب میں آزادی کے نام پر بے راہ روی اختیار کی جارہی ہے۔ اسی لئے مغربی سوسائٹی میں کوئی اخلاقی سماجی قدغن نہیں۔ اپنے لئے یہ لوگ بڑے حساس ہیں لباس کا معاملہ آئے تو کہتے ہیں کہ ''ہم جیسے کپڑے پہنیں'' لیکن دوسری طرف یہ مسلمان عورتوں کے حجاب اور سکارف پر بھی معترض ہیں۔

گویا اہل یورپ کے نزدیک ان کے کلچر و تہذیب کا تقاضا ہے کہ اہل مشرق جو یورپ میں مقیم ہیں وہ اپنی اسلامی تہذیبی اقدار کو ترک کر کے ہمارے کلچر اور رہن سہن کو اپنائیں۔ بصورت دیگر یورپ میں مقیم بالخصوص خواتین کا باپردہ لباس نسلی منافرت میں اضافہ کا باعث بن سکتا ہے۔

بعض مشرقی (مسلمان) خاندان جو تقریباً ایک صدی سے یورپ میں مقیم ہیں۔ لیکن وہ کبھی تہذیبی تصادم کے مسئلہ سے دوچار نہیں ہوئے کیونکہ یورپی اقوام نے ''حجاب و

Marfat.com

سکارف" اور تہذیبوں کے تصادم کا مسئلہ ایک صدی کے بعد اُٹھایا ہے۔ اس سے قبل مشرقی کلچر اور لباس ان کے قانون کی نظر میں قابل برداشت تھا۔ گویا اب تو یورپ کے بعض ممالک میں مشرقی عورت کی فطرتی حیاء کے تقاضے بھی ان کے سیکولر قانون کی زد میں ہیں۔

یورپ کے بعض ممالک میں بعض جگہوں اور اداروں میں ان کے قانون کی نظر میں مشرقی عورت کو یہ اجازت نہیں ایسے باحیاء لباس سکارف، چادر یا پردہ میں خود کو ملبوس کر سکے۔ کیونکہ ایسا باپردہ لباس (بعض اداروں میں) قانون کی نظر میں ان کے کلچر سے متصادم سمجھا جانے لگا ہے۔ مغربی اخباروں اور ان کے میڈیا پر مسلمان عورت کے باحیاء لباس اور پردہ کو خاص طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے اور اسلام کو پسماندہ و تنگ نظر مذہب کا الزام دیا جارہا ہے۔

دراصل یورپ کے اخباروں اور میڈیا میں جو کلچر تصادم مسئلہ کا چرچا ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ یہ مسئلہ ان کا خود کا پیدا کردہ ہے اور ان کے پیدا کردہ مسئلہ کے درپردہ ان کے کلچر کی بجائے ان کے سیاسی عزائم ہیں۔ ان کی تہذیب یا کلچر کو عورت کے حیاء دار لباس حجاب یا سکارف سے کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔؟

اصل بات کلچر تصادم یا نسلی منافرت کا انہیں خدشہ نہیں بلکہ یہ ان کا پیدا کردہ سیاسی مسئلہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حقیقت میں ان کا مقصد اسلام دشمنی ہے۔ کیونکہ مغربی اقوام مسلمان نوجوانوں کو اسلام کی پردہ کی پابندی سے بددل کرنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ خود ان کے پاس مذہب نہیں اور اس لئے مذہبی نیک اقدار ان کی نظر میں کھٹکتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے انسان (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی) کو خدا بنالیا ہے اور رفتہ رفتہ انہوں نے غیر فطرتی غیر معقول تحریف شدہ عیسائی مذہب سے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی ہے بظاہر ان قوموں کو فقط کلچر کا غم کھائے جارہا ہے لیکن غم کے پردہ میں اسلامی دشمنی ہے۔

مذہب سے لاتعلق ہونے کی وجہ سے ان کی اکثریت میں مذہب کے تقدس کا احساس ختم ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی لباس یا پردہ ہی قابل اعتراض نہیں بلکہ یہ اسلام کے مقدسوں پر بھی نکتہ چینی سے باز نہیں آتے۔ اور مختلف قسم کی بے بنیاد باتیں کرکے یورپ میں مقیم مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی سازش تیار کر چکے ہیں۔

Marfat.com

جن ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں حجاب اور برقع پر پابندی عائد کی جارہی ہے۔ ان ملکوں میں اسلام کی مقبولیت غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور غیر مسلم مردوں کے ساتھ تعلیم یافتہ عورتیں خاصی تعداد میں اسلام قبول کر رہی ہیں اس لہر نے ان لوگوں کو پریشان کردیا ہے۔اس وقت خاص طور پر 11/9 کے حادثہ کے بعد دنیا کے سارے مذاہب اور نظریات پس منظر میں چلے گئے ہیں کوئی ان کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا سب کی نظر اسلام پر مرکوز ہو گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات جن سے مسلمانوں کی انفرادیت اور امتیاز کا پتہ چلتا ہے اس کے خلاف بڑی دیدہ ریزی سے تحقیق کر کے اعتراضات کیے جارہے ہیں۔اور اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح دہشت گردی، شدت پسندی سے جوڑا جارہا ہے اور اس کے خلاف مہم چلائی جارہی ہے۔

مغربی اقوام دنیا کے لہو ولعب میں اس قدر محو ہو چکی ہیں کہ ان قوموں کے میڈیا اخباروں، فلموں، ڈراموں میں مذہب وانبیاء کرام کے وجود کو بھی بے حقیقت ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں۔ یہ لوگ مذہب، خدا، انبیاء پر تمسخر سے اور توہین رسالت ﷺ سے بھی باز نہیں آتے۔ایسی بیباک مغربی اقوام کے نزدیک "مذہبی اقدار" بے حقیقت ہو کر رہ گئی ہیں اور خصوصاً اسلامی اقدار ان کے نزدیک ناقابل برداشت ہیں۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کبھی مسجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کی بات ہوتی ہے بلکہ سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔[612] اور کبھی حجاب ونقاب اور برقع کے خلاف مذمتی قراردادیں پیش کی جارہی ہیں۔اور ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے اٹھنے والی اسلام اور امیگریشن مخالف آوازیں اس کا ثبوت ہیں۔[613]

بعض مغربی ملکوں کے سیاسی و سماجی اداروں کی طرف سے بظاہر کلچر تصادم کے دعوے کیے گئے ہیں لیکن اس کے پس پردہ ان کے اسلامی دشمنی کے ارادے ہیں اور بعض یورپی ممالک میں مذہبی عقائد کی مذہبی آزادی میں یہ صریحاً دخل اندازی کا خطرناک رجحان چل نکلا

[612] http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html(Friday 30 April 2010)
[613] http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)

Marfat.com

ہے۔ اور اسلامی پردہ کی فطرتی تعلیم کو جبر پر مبنی تعلیم قرار دے کر ایسا ایشو اُٹھا کر یورپی معاشرہ میں اسلام کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جا رہے ہیں گویا اسلام کو غیر فطرتی، غیر معقول مذہب قرار دینے کی یہ سازش ہے۔

کیا آج کے اس جدید دور میں کسی ترقی یافتہ قوم سے ایسی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ حجاب اور برقعہ کو موضوع بنائے اور لباس انسانیت و شرافت پر پابندی عائد کرنے کے لئے قانون سازی کرے اور اس کی مخالفت کرنے والوں پر قید کی سزا متعین کرے۔؟

ایک وقت تھا جب لوگ غاروں میں رہتے تھے، تہذیب و تمدن سے سے دور تھے۔ ان کے سماج میں شرم وحیاء اور عصمت وعفت کا کوئی تصور نہیں تھا کیا اب اس ترقی یافتہ دور میں وہی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے؟ اور ترقی یافتہ قومیں اسی تمدن کی طرف واپس لوٹ رہی ہیں۔

اگر یہ خیال غلط ہے تو پھر یہ سوال ابھرتا ہے کہ آج کی مادی وسائنسی ترقی کے دور میں کیا حجاب اور برقعہ جو مسلمانوں کا شریفانہ لباس ہے وہ موضوع بحث بننے کی چیز ہو سکتی ہے؟ کیا دنیا کی کسی مہذب اور روادار قوم اور حکومت کو اس کا حق ہے کہ ملک کا آزاد شہری کیا پہنے کیا کھائے اور کس مذہب اور نظریہ کی اتباع کرے۔؟ کیا اسی کا نام رواداری و شخصی آزادی اور جمہوری برابری ہے۔؟ یہی یورپ کے دانشور کہتے ہیں کہ مذہب نجی معاملہ ہے۔ اور یہی لوگ کھانے پینے لباس پوشاک اور سوچنے سمجھنے کے معاملے میں بھی یکسانیت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو فطرت کے خلاف اور ان کے مرتب کردہ آئین اور دستور کے بھی خلاف ہے جس میں وہ ہر شہری کی شخصی آزادی کو تسلیم کرتے ہیں اور مذہب، نسل، ذات یا جنس کی بنیاد پر امتیاز کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ شعائر اسلام اور اسلامی تہذیب کی کشش کا خوف ہے جو تیزی سے یورپی معاشرے میں اپنے اثرات و نفوذ کا دائرہ وسیع کرتا جا رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ تہذیبی تصادم کا دور ہے اور حجاب و برقع اور منی اسکرٹ کے درمیان تصادم کا عمل جاری ہے۔ برقعہ اور حجاب ان ترقی یافتہ قوموں کی عریاں دم توڑتی تہذیب کے لئے ایک چیلنج بن گیا ہے۔

Marfat.com

فصل دوم:

یورپ کا عمومی تصور حجاب

یورپ میں کچھ عرصہ سے "حجاب" کے خلاف قانون سازی کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ جن میں فرانس، بلجیم، اسپین، جرمنی وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم بعض یورپ کے ممالک اس معاملہ میں خاموش ہیں۔ یورپ کی بیشتر حکومتیں اپنے شہریوں کے مذہبی عقائد میں دخل اندازی کئے بغیر اہل مشرق (مسلمان شہریوں) کو مملکت کا برابر کا شہری سمجھتے ہوئے ملک کی یکجہتی کو قائم کر کے ملکی ترقی میں مسلمانوں کو برابر کا شریک دیکھنا چاہتی ہیں۔ یورپ کا "حجاب" کے بارے میں اس وقت جو عمومی تصور قائم ہے اس کو ذکر کے فرانس میں حجاب پر پابندی کی وجوہات اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر جو سزا مقرر کی گئی ہے اس کو پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

یورپ کا عمومی تصور حجاب

یورپ میں کچھ عرصہ سے "حجاب" کے خلاف قانون سازی کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ جن میں فرانس، بیلجیم، اسپین، جرمنی وغیرہ شامل ہیں۔ تاہم بعض یورپ کے ممالک اس معاملہ میں خاموش ہیں۔ یورپ کی بیشتر حکومتیں اپنے شہریوں کے مذہبی عقائد میں دخل اندازی کئے بغیر اہل مشرق (مسلمان شہریوں) کو مملکت کا برابر کا شہری سمجھتے ہوئے ملک کی یکجہتی کو قائم کر کے ملکی ترقی میں مسلمانوں کو برابر کا شریک دیکھنا چاہتی ہیں۔

برطانیہ کا حجاب کے بارے میں موقف:

برطانیہ میں "حجاب" پر پابندی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا امکان ہے۔ برطانیہ کا کہنا ہے کہ اِس بات کا امکان بہت ہی کم ہے کہ وہ فرانس کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسلم خواتین کے نقاب پہننے پر پابندی عائد کرے۔

برطانیہ میں امیگریشن کے وزیر" ڈیمئن گرین "نے اخبار"سنڈے ٹیلیگراف" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

" کہ لوگوں سے یہ کہنا ہے وہ عام مقامات پر کیا پہنیں اور کیا نہ پہنیں، برطانوی اصولوں کے خلاف ہے اور یہ روایتی برداشت اور معاشرے میں باہمی احترام کی اقدار کے بھی منافی ہے۔"ڈیمئن گرین نے مزید کہا کہ "ایسے مواقعے آتے ہیں جہاں کسی کا چہرہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔"لیکن انہوں نے اس چیز کی بھی وضاحت کی"اِس بات کے امکانات بہت کم ہیں، کہ برطانوی پارلیمان اِس حوالے سے کوئی قانون پاس کرے کہ لوگ کیا پہنیں اور کیا نہیں۔؟"[614]

---

[614] http://www.itdunya.com/showthread.php?t=211715(18th July 2010)

Marfat.com

اور اسی قسم کا جواب امریکی صدر باراک اوبامہ نے دیا جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کا بھی امریکا میں حجاب پر پابندی لگانے کا ارادہ ہے؟

تو صدر باراک اوباما نے کہا:

"In the United State our basic attitude to tell people what to wear is that we're not going"

"یونائیٹڈ اسٹیٹ میں ہمارا رویہ یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو بتائیں کہ انہیں کیا پہننا ہے۔" [615]

بلجیم میں حجاب پر پابندی:

بلجیم کی پارلیمنٹ نے عوامی مقامات پر برقعہ پہننے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ بیلجیم کی پارلیمنٹ میں رائے شماری میں ایک سو چونتیس ارکان نے برقعہ پر پابندی کے حق میں ووٹ دیا جبکہ مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہیں آیا۔ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے پر پندرہ سے پچیس یورو جرمانہ عائد کیا جائے گا جبکہ سات دن قید بھی ہو سکتی ہے۔ آج نیوز کے مطابق بیلجیم میں نقاب پر پابندی کا بل پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ ایوان زیریں سے منظوری کے بعد اب یہ بل حتمی قانون سازی کے لئے سینیٹ میں پیش کیا جائے گا۔ ایوان میں بل پیش کرنے والے رکن پارلیمنٹ "باسکولائن" کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد کسی مذہب پر حملہ کرنا نہیں بلکہ یہ اقدام اس بات کا مظہر ہے کہ "بیلجیئم" خواتین کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتا ہے۔[616]

جولائی 2011ء میں بلجیم میں یہ قانون نافذ ہو گیا۔[617]

اسپین میں حجاب پر پابندی:

طویل عرصے تک مسلمانوں کے زیر حکومت رہنے والے ملک اسپین میں بھی حجاب پر پابندی کے بارے میں بحث و مباحثے جاری ہیں چنانچہ اس کے دو بڑے شہروں میں پابندی عائد کی جا چکی ہے۔

---

[615] http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html (16/05/2011)
[616] http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html(Friday 30 April 2010)
[617] http://www.alarabiya.net/articles/2011/08/18/162853.html

Marfat.com

اسپین میں مسلمان خواتین کے برقع پہننے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جس کے بعد خواتین عوامی مقامات پر برقع نہیں پہن سکیں گی۔ اس فیصلے کے نتیجے میں "لیڈا" اسپین کا پہلا "شہر "بن گیا ہے جہاں برقع پہننے پر مکمل پابندی" ہے۔ واضح رہے کہ "لیڈا" کی تین فیصد آبادی مسلمان ہے جبکہ اسپین میں مسلمانوں کی کل آبادی تقریباً دس لاکھ ہے۔ غیر ملکی خبر ایجنسی کے مطابق اسپین کے "لیڈا" ٹاؤن کے حکام نے خواتین کو پردہ نہ کرنے کے قانون پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت جاری کر دی ہے۔ لیڈا میونسپل نے رواں برس جون میں برقعے اور حجاب پر پابندی کا قانون پاس کیا تھا۔[618]

اسپین کے دوسرے بڑے شہر "بارسلونا" میں حجاب پر پابندی کا فیصلہ کر لیا گیا اور اس کا اطلاق موسم گرما کے بعد سے ہو گا۔ "بارسلونا" کی بلدیہ کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ عوامی مقامات پر برقعہ، نقاب یا حجاب پہنے پر پابندی ہو گی۔ اس پابندی کا اطلاق رواں سال موسم گرما کے بعد سے ہو گا۔[619]

اے آر وائی نیوز کے مطابق فرانس اور بیلجیم کے بعد اسپین کے دار لحکومت بارسلونا میں بھی برقعے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ بارسلونا کے میئر جورڈی ہیرو نے کہا کہ عوامی عمارات جیسے لائبریریوں اور بازار میں چہرے پر نقاب ڈالنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ اقدامات سیکورٹی کے نقطہ نظر سے لگایا گیا ہے۔[620]

فرانس میں حجاب پر پابندی:

فرانس میں حالیہ چند سالوں سے "حجاب" کے خلاف تحریک چل رہی تھی وہ قانونی شکل اختیار کر گئی ہے۔ پہلے یہ پابندی صرف تعلیمی اداروں تک محدود تھی اور اسے سکول ،یونیفارم اور ڈسپلن کی خلاف ورزی قرار دیا گیا، لیکن اب اپریل 2011ء میں اس پر عمومی طور پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

---

[618]http://www.arynews.tv/urdusite/newsdetail1.asp?nid=50423(12/10/2010)
http://www.islamtimes.org/vdcjvxex.uqemtzl3fu.html(10-12-2010)
[619]http://www.erfan.ir/article/article.php?id=16889(Wednesday 01st 2011)
[620]http://islamtimes.org/ur/doc/news/28479

Marfat.com

برقعہ پر پابندی سے متعلق بل کا مسودہ فرانسیسی وزیر قانون و انصاف " مائیکل ایلیٹ مرئی" نے اجلاس میں پیش کیا تھا۔ اور جس کی کابینہ نے اتفاق رائے سے منظوری دے دی۔[621]

فرانس میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد رہائش پذیر ہے۔ فرانس کی وزارت داخلہ کے مطابق فرانس جہاں یورپی ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ مسلمان رہائش پذیر ہیں اور انیس سو خواتین برقع پہنتی ہیں۔[622]

گزشتہ سال فرانسیسی پارلیمنٹ نے برقعے پر پابندی کا قانون منظور کیا تھا جس کے بعد عدالت نے بھی اس قانون کے حق میں فیصلہ دیا۔ فرانس میں بسنے والے مسلمانوں نے اس قانون پر سخت تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں کے شدید تحفظات کے باوجود فرانس میں "حجاب" پر پابندی کا قانون نافذ کر دیا گیا۔ جس کا اطلاق آج 11 اپریل 2011 سے ہو گا ۔ پیرس میں نئے قانون کے خلاف احتجاج کرنے والے ساٹھ سے زائد افراد کو حراست میں لیا گیا۔ نئے قانون کے تحت عوامی مقامات اور عدالتوں میں چہرہ چھپانے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ ایسا کرنے والے کسی بھی عورت کو پولیس اسٹیشن بلا کر نقاب اتارنے کو کہا جائے گا۔ اور حکم عدولی پر ڈیڑھ سو یورو جرمانہ کیا جائے گا۔[623]

اور اگر کسی مرد نے کسی مسلم خاتون کو برقعہ پہننے پر مجبور کیا یا اس کی ترغیب بھی دی تو ایسا کرنے والے کو ایک سال قید اور پندرہ ہزار یورو جرمانے لگانے کا بھی قانون پاس کر لیا گیا ہے۔[624]

شہریت دینے سے انکار:

بلکہ فرانس کی حکومت نے ایک غیر ملکی شخص کو اس بنیاد پر شہریت دینے سے انکار کر دیا ہے جس نے اپنی بیوی کو زبردستی نقاب پہننے کا حکم دیا تھا۔ اس آدمی کی موجودہ شہریت کے

---

[621]http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)
[622]http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm(03/02.2010)
[623] http://urdu.aaj.tv/national/2011/04/11/100365_1_story.html
[624]http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)

Marfat.com

بارے میں نہیں بتایا گیا ہے لیکن وہ فرانس میں مستقل طور پر اپنی فرانسسی بیوی کے ساتھ رہائش پذیر ہونے کے لیے شہریت چاہتا تھا۔

امیگریشن کی وزیر" ایرک بسون" کا کہنا ہے:

"کہ شہریت دینے سے اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ اس آدمی نے اپنی بیوی کی آزادی پر پابندی لگانے کی کوشش کی تھی اور اسے چہرہ ڈھانپنے والے نقاب کے بغیر گھر سے باہر آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔" ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ" منگل کو ایک ایسے آدمی کی شہریت کی درخواست کو مسترد کرنے کے حکم نامے پر دستخط کیے تھے جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے اپنی بیوی حکم دیا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک کا برقع پہنے۔" انھوں نے مزید کہا کہ "تحقیقات اور انٹرویو کے دوران معلوم ہوا کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو مجبور کیا تھا کہ مکمل اسلامی نقاب پہنے اور چہرہ ڈھانپے بغیر گھر سے باہر آنے جانے کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔" ایرک بسون نے شہریت روکنے کے حکم نامے پر دستخط کرنے کے بعد حتمی منظوری کے لیے وزیراعظم کے پاس بھیج دیا ہے۔[625]

انسانی حقوق کی یورپی عدالت کا فیصلہ:

ایک چوبیس سالہ خاتون نے انسانی حقوق کی یورپی عدالت میں چہرہ ڈھانپنے پر پابندی کو مذہبی آزادی کے خلاف قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا تھا مگر عدالت نے خاتون کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے پبلک مقامات پر نقاب کی پابندی کو برقرار رکھا اور فرانسیسی قانون کو درست قرار دیا ہے۔

درخواست گزار مسلمان خاتون، جس کی شناخت نام کے تین حروف "اے ایس اے" کے ذریعے کرائی گئی، کو قانونی معاونت فراہم کرنے والی برطانوی ٹیم نے عدالت کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ نقاب پر پابندی کو امتیازی قانون قرار دیا جائے کیونکہ اس سے

[625]http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm(03/02.2010)

Marfat.com

آزادی مذہب، اظہار اور اجتماع پر حرف آتا ہے۔ لیکن یورپین عدالت کے سب سے اعلیٰ فورم نے تمام دلائل کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ متنوع آبادی والے ملک میں ہم آہنگی پیدا کرنا غیر قانونی نہیں اور نہ ہی اس سے انسانی حقوق کے یورپی کنونشن کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ برطانوی وکیل ٹونی مومین نے گذشتہ برس سماعت کے دوران موقف اختیار کیا تھا کہ ان کی موکلہ کو سرعام نقاب ہٹانے پر مجبور کرنا ان کی نجی اور عائلی زندگی پر حملہ اور حقارت آمیز سلوک کے مترادف ہے۔ واضح رہے کہ نقاب پر پابندی کو چیلنج کرنے والی خاتون نے تحریری گواہی میں تصدیق کی تھی کہ نقاب پہننے پر انہیں کسی مرد نے مجبور نہیں کیا اور وہ اسے سیکیورٹی وجوہات کی بنا پر عملے کے کہنے پر اتار سکتی ہیں۔ فرانسیسی حکام حجاب پر پابندی کے حق میں یہی دو دلیلیں پیش کرتے چلے آئے ہیں۔[626]

فرانس کے صدر نکولس سرکوزی کے بیانات:

فرانس کے صدر نکولس سرکوزی نے ملک کی قومی شناخت کے حوالے سے سرکاری افسروں، اساتذہ و طلبہ اور ان کے والدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"کہ نہ تو برقع یا حجاب مذہبی علامت ہے اور نہ ہی اس سیکولر ملک میں اس کے لیے کوئی گنجائش ہے۔"[627]

صدر نکولس سرکوزی نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے برقع کے بارے میں اس طرح اظہار خیال کیا:

"ہم اپنے ملک میں خواتین کو جال کے پیچھے قید نہیں دیکھ سکتے، جس میں وہ معاشرے سے منقطع ہوں اور ہر قسم کی شناخت سے محروم ہوں۔ یہ جمہوریہ فرانس کا خواتین کے وقار کا نظریہ نہیں ہے۔ برقع مذہب کی علامت نہیں

[626]http://urdu.alarabiya.net/ur/international/2014/07/01.html (01/07/2014)
[627]http://www.jasarat.com/unicode/detail.php?category=8&coluid=2024(07/05/2010)

Marfat.com

ہے یہ حکم برداری کی علامت ہے، اسں کو فرانسں کی سرزمین پر خوش آمدید نہیں کیا جائے گا۔"[628]

فرانس کے صدر کے مذکورہ بالا بیانات بڑی وضاحت سے ان کے موقف کو بیان کررہے ہیں۔ مگر اب سرکوزی فرانس کے صدر نہیں ہیں بلکہ 2012ء میں سوشلسٹ حریف فرانسواولاند سے صدارتی انتخابات میں شکست کھا گئے تھے۔

فرانس میں حجاب پر پابندی کی وجوہات:

چہرے کے "حجاب" پر پابندی کے خلاف جو مذمتی قرارداد منظور ہوئی اور جو فرانس کے صدر نکولس سرکوزی نے پردے کے خلاف دلائل اور وجوہات پارلیمنٹ میں بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

❶ چہرہ کا پردہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اور اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے۔ قرارداد کے مطابق اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کی تفریق ہوتی ہے۔[629]

❷ عورتوں کی آزادی چھین کر انہیں قیدی بنادینے کے مترادف ہے۔

❸ پردہ عورتوں کو غلام اور مجبور بنا کر رکھ دیتا ہے۔

❹ یہ عورتوں کو زبردستی فرمانبردار اور تابعدار بنادیتا ہے۔

❺ پردہ عورتوں کو ان کی بنیاد سے ہٹادیتا ہے۔ سماجی زندگی سے کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

❻ عورتوں کو ان کی شناخت سے محروم کردیتا ہے۔

❼ عورتوں کو کپڑے میں ملفوف کرکے ان کے چہرے چھپا دیتا ہے۔ عورتوں سے ان کا وقار چھین لیتا ہے۔[630]

---

[628] http://search.jang.com.pk/details.asp?nid=362069 (07/05/2011)
[629] http://www.islamtimes.org/vdccmmqi.2bqpx87ca2.html (12/05/2011)
[630] http://www.akhbaroafkar.com/print.asp?lang=&cMode=pr&aid=1938

Marfat.com

ب پر پابندی کا جائزہ

لائل اور وجوہات بیان کی گئی ہیں
م کر کے پھر ان کا تجزیہ پیش کیا

لاف ہے اور اس سے فرانسیسی

فریق ہوتی ہے۔
کے ان کو قید کرنے کے مترادف
ان کا وقار چھین لیتا ہے۔ جس

Marfat.com

فرانس میں حجاب پر پابندی کا جائزہ

❶ چہرہ کا پردہ فرانس کی اقدار کے خلاف ہے اور اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے۔

جائزہ:

فرانس کا چہرے کے "حجاب" پر پابندی لگانا محض اس لیے کہ اس سے فرانسیسی ثقافت کی توہین ہوتی ہے اس پر غور کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لینا ہو گا کہ یورپ کا قانون مذہبی آزادی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی

(European Convention for the protection of Human Rhight, 1950)

کے آرٹیکل نمبر 9 کے مطابق:

1۔ خیال وضمیر اور مذہب کی آزادی کا ہر ایک کو حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کی تبدیلی بھی ہے اور یہ آزادی یا تو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جلوت اور خلوت میں ہر ایک کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب، وعقیدہ، عبادت، تعلیمات، معمولات، رسموں اور رواجوں کو کھلے بندوں ظاہر کر سکے۔

2۔ مذہب یا عقیدہ کو ظاہر کرنے کی آزادی ایسی تحدیدات کی پابند ہو گی جو قانون نے وضع کی ہیں۔ اور ایک جمہوری معاشرے میں عوامی امن وامان، صحت واخلاق یا دوسرے کے حقوق اور آزادیوں کے لیے ضروری ہے۔[[631]]

یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں قانون کے پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل کے مطابق:

[[631]] طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، جولائی 2010ء، صفحہ 126

"یورپ اور امریکہ میں آئین کی بنیاد مذہبی آزادی پر ہے اور نجی زندگی میں مسلمانوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی اسلامی عقائد کے مطابق گزاریں، لیکن وہ عقیدے کی بنیاد پر ایسا کوئی کام نہیں کر سکتے جو آئین سے متصادم ہو۔"[632]

جب یورپی قانون میں مذہبی آزادی موجود ہے ہر شخص اپنے مذہب وعقیدے کے مطابق عمل کرنے میں نہ صرف آزاد ہے بلکہ عقیدہ کی تبدیلی کا بھی حق رکھتا ہے تو پھر مسلمانوں کے لیے "حجاب" پر پابندی کیا ان کی مذہبی آزادی میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف نہیں ہے۔

رہا یہ سوال کہ "حجاب" فرانس کی ثقافت کے خلاف ہے؟ فرانس کے اس موقف کا جائزہ لینے سے قبل اس بات کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ کہ ہر تہذیب کے پیچھے ایک فکر ہوتی ہے۔ اور اس فکر پر ایک نظام قائم ہوتا ہے اور اس نظام کے جملہ اجزا اس فکر کو تقویت دیتے ہیں۔ ایسے اجزاء اس نظام میں نہیں ٹھہر سکتے جو اس کی بنیادی فکر سے ہم آہنگ نہ ہوں۔ یا تو یہ اجزاء تقویت پاکر آہستہ آہستہ اس فکر کو مردہ بنادیں گے۔ یا پھر اس تصادم میں خود مردہ ہو جائیں گے۔ فکر ونظام کے اس عملی مظہر کو "تہذیب" کہا جاتا ہے گویا یہ نظریہ و عمل کے اشتراک ہی کی ایک صورت ہوتی ہے۔

موجودہ مغربی تہذیب کی بنیاد مادہ پرستی (Materialism) پر ہے۔ اس میں مذہب کی بنیادی تعلیمات (خوف خدا، فکر آخرت وغیرہ) کی بجائے صرف اسی کام کو وقعت دی جاتی ہے جو مادی اعتبار سے مفید ہو۔ گویا افادیت پسندی (Utilitarianism) اس تہذیب کی روح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب ایک بالغ شخص کو کھلی چھٹی دینے کی قائل ہے۔ وہ اخلاقی قدروں کی پامالی اس کا حق آزادی شمار کیا جاتا ہے۔ اور حلال وحرام کی پروا کیے بغیر مال کمائے تو یہ اس کا معاشی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ عورت، مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرے تو یہ اس کا تمدنی حق سمجھا جاتا ہے۔ اور مرد و عورت بے راہ روی پر اتر آئیں تو یہ ان کا جنسی حق

[632] http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)

Marfat.com

تسلیم کیا جاتا ہے۔ معاشرے کی اکثریت اپنی کسی لذت اور خواہش کی تکمیل کے لیے ایک ناجائز کام کو جائز کرانا چاہے تو یہ حق جمہوریت کی رو سے ممکن ہے۔[633]

مغربی تہذیب کی انہی فکری بنیادوں پر جب عمل درآمد ہوا تو معاشرے میں بے شمار بگاڑ پیدا ہوئے، اور یہ بات واضح ہے کہ جب خواہشات کی تکمیل کے لیے اخلاقی ومذہبی پابندیوں کی رعایت نہ کی جائے تو پھر معاشرہ میں جو انار کی پھیلے گی اس کا تصور ہی لرزا دینے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں خاندانی ادارہ تباہ ہو چکا ہے۔ نوجوانی میں تو عیش کی جا سکتی ہے مگر بڑھاپے میں اپنی سگی اولاد بھی اولڈ ہاوس چھوڑ آتی ہے۔ خاندانی نظام کی تباہی کی وجہ سے عورت کو اپنا معاش خود تلاش کرنا پڑتا ہے۔

اسلامی تہذیب میں عورتوں کو سہولیات اور حقوق دیے گئے ہیں وہ بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔[634] یورپ میں اس وقت جو اسلام کو پذیرائی مل رہی ہے بالخصوص عورتوں کی اسلام کی طرف رغبت نے ان کو پریشان کر دیا ہے اور اسلام کی مقبولیت سے وہ بے حد خائف ہیں۔

معروف امریکی صحافی و محقق اور بوسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر کیون ریا (KEVIN RAY) نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا کہ فرانس میں اسلام کی مقبولیت کا سب سے بڑا ثبوت خالی ہوتے ہوئے چرچ اور لوگوں سے بھری مساجد ہیں۔ کیون ریا نے اپنی رپورٹ میں جو فرانسیسی ویب سائٹ (SPEROFORUM) پر شائع ہوئی ہے کہا گیا ہے کہ فرانس میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔[635]

---

[633] گوہر رحمان، مولانا، اسلامی سیاست، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن، 2002ء، صفحہ 88

[634] اسلامی تہذیب کا مغربی تہذیب سے تقابل کرنا طوالت کا باعث ہے، مگر جب بھی اسلامی تہذیب کا مغربی تہذیب سے تقابل کرنا ہو تو اس اسلامی دور کے ساتھ کیا جائے جب مسلمانوں کی عمل کی عمارت پوری طرح ان بنیادوں پر کھڑی تھی جیسا کہ موجودہ مغربی تہذیب اپنے فکر و عمل کے پورے اشتراک کے ساتھ قائم ہے۔ اس لیے اگر مغربی تہذیب کا اسلام کے خلافت راشدہ کے دور یا اموی وعباسی دور سے تقابل کیا جائے تو پھر واضح معلوم ہو گا کہ اپنے اپنے میسر وسائل کے ساتھ کس نے زیادہ ترقی کی اور کس کی بنیادیں گہری ہوئیں، کس کی سیاست عادلانہ اصولوں پر قائم ہوئی، کس کا سماج اخلاقی قدروں کا محافظ بنا، کس کی معیشت مضبوط ہوئی اور کس کا علمی رسوخ زیادہ ہوا۔ اسلام میں عورتوں کو جو حقوق دیے گئے ہیں اس کی تفصیل، سید ابو الحسن علی ندوی کی کتاب "اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض" (ناشر، مجلس نشریات ناظم آباد کراچی) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

[635] روزنامہ امت، کراچی، اتوار 13 دسمبر 2009

Marfat.com

چنانچہ مستقبل میں انہیں سیاسی حلقوں پر اپنی گرفت کمزور پڑتی نظر آرہی ہے۔ اس لیے وہ اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تہذیب وثقافت کی آڑ میں اسلام کے بارے میں غلط اور بے بنیاد باتیں عام کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں اپنی تہذیب ڈوبتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ اس لیے وہ اپنے سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تہذیب وثقافت کی آڑ لے رہے ہیں۔

سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی، فرانس میں حجاب ونقاب اور برقع کے خلاف قانون سازی اور ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے اٹھنے والی اسلام اور امیگریشن مخالف آوازوں پر مغربی آئین کے ایک ماہر پروفیسر کا تبصرہ پڑھیے۔

جرمنی کے شہر نیورمنبرگ میں قائم "ایرلنگن" یونیورسٹی میں اسلام اور مغربی آئین کے ایک ماہر، پروفیسر "ماتھیاس روہ" لکھتے ہیں:

"کہ ان اقدامات کا اسلام اور مغرب کے درمیان تعلقات پر یقیناً منفی اثر ہو رہا ہے، لیکن یہ اقدامات اکثریت کی نہیں بلکہ ایک ایسی قدامت پسند اقلیت کی سوچ کی ترجمانی کرتے ہیں جو یورپ میں اسلام کے کردار کے بارے میں بعض حلقوں کے شکوک وشبہات کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔"[636]

اور مغربی ممالک میں اسلام اور مغربی آئین کے بعض ماہرین کا کہنا ہے:

"کہ مسلمان مغرب میں سماجی دھارے کا حصہ یقیناً ہیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ مسلم دنیا اور مغربی ممالک میں سیاسی اور معاشی مسائل کی طرف عوام اور حکمرانوں کی توجہ مبذول کرانے کے لیے مذہب کی زبان کا سہارا نہ لیا جائے، کیونکہ ایسی سوچ عوام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے بجائے ان میں انتشار پیدا کرتی ہے جو موجودہ مسائل کے حل کے بجائے بہت سے نئے مسائل کو جنم دیتی ہے"۔[637]

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فرانس میں "حجاب" پر پابندی ثقافت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ثقافت کی آڑ میں سیاسی مفاد ہے اور اگر یہ مفروضہ تسلیم کر لیا جائے کہ "

[636] http:/www.tebyan.net/index?pid=154055
[637] Ibid

Marfat.com

حجاب" پر پابندی سے مقصود یکسانیت پیدا کرنا ہے۔ تو اس کے جواب میں، مغربی ممالک کے بعض ماہرین کی یہ رائے وزن رکھتی ہے کہ ایسے اقدامات سے عوام ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو گی بلکہ ان میں انتشار بڑھے گا جو کہ موجودہ مسائل کو حل کرنے کی بجائے نئے مسائل پیدا کرے گا۔

اور جن حلقوں میں اسلام کے کردار کے بارے میں شکوک وشبہات ہیں ان کے حل کے لیے مسلمانوں سے ان کی رائے لی جائے۔ اسی نکتہ کو بیان کرتے ہوئے یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں قانون کے پروفیسر ڈاکٹر محمد افضل کہتے ہیں:

"اسلامی قوانین دراصل کیا ہیں اور مسلم اقلیتی ممالک میں ان کا دائرہ کار کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ مغرب سے مسلمانوں کی ایک متحد آواز سامنے آئے جو سب کے لیے ان سوالوں کے جواب دے سکے۔"[638]

ڈاکٹر افضل نے اس نکتہ کو بہت اچھے طریقہ سے اٹھایا کہ اسلامی قوانین کی وضاحت کے لیے مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کی متحدہ آواز آئے تو اسلام کے حوالہ سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات ختم ہو سکتے ہیں مگر یہ تو تب ہے جب مسلمانوں سے اس بارے میں استفسار ہو جہاں ان کے جذبات اور تحفظات کو نظر انداز کر کے فیصلہ سنا دیا جائے تو وہاں ان کے موقف کو کون سنے گا؟ شعائر اسلام اور اسلامی تہذیب کی کشش کا خوف ہے جو تیزی سے یورپی معاشرے میں اپنے اثرات و نفوذ کا دائرہ وسیع کرتا جا رہا ہے۔

❷ اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کی تفریق ہوتی ہے۔

جائزہ:

فرانس کا "حجاب" پر پابندی کی قرارداد میں یہ موقف اختیار کرنا کہ اسلامی پردہ سے مرد اور عورت کی تفریق ہوتی ہے۔ اس کا جائزہ لینے سے قبل یہ بات دیکھ لی جائے کہ اسلام، مرد و عورت کے درمیان ہر معاملہ میں تفریق کا پہلو سامنے رکھتا ہے یا اس نے مساوات کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اور تفریق و مساوات کا پس منظر کیا ہے۔

---

[638] Ibid

Marfat.com

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ طلوع اسلام سے قبل عورت جن مصائب ومشکلات کا شکار تھی وہ ایک تاریخ کا دردناک اور المناک پہلو ہے۔[639] اسلام نے عورت کو جو مقام عطا کیا وہ اسے کسی مذہب اور تہذیب نے عطا نہیں کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس نے مرد و عورت میں بلا امتیاز مساوات کا حکم دیا ہے۔ تاہم بہت سارے مقامات پر مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کا لحاظ کیا گیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) [640]

"بے شک عورتیں مردوں کی نظیر ہیں۔"

اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

أن النساء والرجال شقيقان ونظيران لا يتفاوتان ولا يتباينان فی ذلك وهذا يدل على أنه من المعلوم الثابت فی فطرهم أن حكم الشقيقين والنظيرين حكم واحد....وإعطاء أحدهما حكم الآخر[641]

"بے شک عورتیں اور مرد حضرات دونوں ایک دوسرے کی نظیر ہیں جن میں کوئی فرق نہیں اور اس حدیث نے اس بات پر بھی دلالت کی ان کی فطرت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں نظیروں کا حکم ایک ہے اور ان ان میں سے ایک کو حکم کرنا، دوسرے کا بھی حکم ہوگا۔"

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

لأن النساء شقائق الرجال فی التكاليف [642]

"عورتیں احکام شرعیہ کے مکلف ہونے میں مردوں کی نظیر ہیں۔"

---

[639] جس کی تفصیل، سید ابو الاعلی مودودیؒ کی کتاب "پردہ" اور سید ابو الحسن علی ندویؒ کی کتاب "اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض" (ناشر، مجلس نشریات ناظم آباد کراچی) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

[640] ابوداؤد، السنن جلد 1، صفحہ 61، الترمذی، السنن، جلد 1، صفحہ 190

[641] ابن قیم الجوزیہ، اعلام الموقعین، جلد 1، صفحہ 201

[642] شامی، ردالمحتار، جلد 1، صفحہ 145

Marfat.com

مذکورہ بالا تشریحات سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کے مکلف ہونے میں مرد و عورت میں مساوات ہے۔ چنانچہ قرآن و سنت میں جہاں مردوں کو خطاب کیا گیا ہے تو وہ عورتوں کو بھی شامل ہوگا۔ مگر جب کوئی ایسی دلیل آجائے جو اس حکم کا عورتوں کے ساتھ خاص ہونا بیان کر دے تو پھر وہ حکم عورتوں کے ساتھ ہی خاص ہوگا۔

چنانچہ شیخ عطیہ بن محمد سالمؒ[643] "النساء شقائق الرجال" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

وكل ما شرع للرجل فهو مشروع للمرأة إلا ما جاء تخصيص المرأة به، ومن الأحكام التي تشمل الرجل والمرأة على حد سواء أحكام الحج، فالحج هو نصيب المرأة من الجهاد، وكل ما شرع للرجل في الحج فهو للمرأة كذلك إلا ما جاء استثناؤها فيه كاللباس والاضطباع والرمل والإسراع بين الصفا والمروة والحلق ونحو ذلك مما ينافي حشمة المرأة ووقارها وخلقتها التي خلقها الله عليها[644]

"اور ہر وہ چیز جو مرد کے لیے مشروع کی گئی ہے وہ عورتوں کے لیے بھی مشروع ہے مگر یہ کہ عورتوں کے ساتھ اس کے حکم کے خاص ہونے پر کوئی دلیل ہو، اور ان احکام کی مثال جو مردوں اور عورتوں دونوں کو ایک ہی طریقہ سے شامل ہیں، ان میں سے حج کے احکام ہیں۔ حج جہاد سے عورت کا حصہ

---

[643] شیخ عطیہ بن محمد سالم 1346ھ کو مصر میں پیدا ہوئے، علوم عقلیہ ونقلیہ کے حصول کے بعد 1364ھ کو مدینہ منورہ کا سفر کیا اور مسجد نبوی میں حلقہ درس قائم تھے ان میں شرکت کی اور اخذ علم کے بعد، موطا امام مالک، نیل الاوطار اور دیگر کتب حدیث ولغت ووراثت کا درس دیا۔ جس کو بے حد پسند کیا گیا۔ بہت سے اہل علم نے آپ سے استفادہ کیا، 1381ھ میں جب جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی) قائم کیا گیا تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور تعلیم کا شعبہ آپ کے سپرد کیا گیا۔ آپ وہاں فقہ اور قانون کے استاد تھے۔ 1384ھ میں آپ قاضی (جج) کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں، شیخ محمد امین شنقیطیؒ کی تفسیر، اضواء البیان کا تتمہ تصنیف فرمایا جو کو سورۃ حشر سے تا آخر ہے۔ اور آپ کی مشہور کتب میں، تسھیل الوصول الی علم الاصول بالاشتراک، اصل الخطابہ واصولہا، وغیرہ شامل ہیں۔ 6 ربیع الثانی 1420ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (http://www.islamway.com)

[644] عطیہ بن محمد سالم، شرح بلوغ المرام، ناشر س ن، جلد 181، صفحہ 1 (درج ذیل لنک پر یہ کتاب موجود ہے)
http://www.islamweb.net/mainpage/index.php?page=result&q

Marfat.com

ہے اور ہر وہ طریقہ جو مشروع کیا گیا مرد کے لیے حج میں وہ عورت کے لیے بھی ہے مگر وہ امور جن میں عورتوں کے لیے مردوں سے حکم کا استثناء کر لیا گیا مثلاً حج کا لباس، اضطباع، رمل، صفا و مروہ کے درمیان تیز چلنا اور حلق اور اسی طرح کے وہ کام جو عورت کی شان و شوکت اور احترام کے منافی ہیں۔ اور اس تخلیق کے منافی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پیدا کیا۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو احکامات مردوں کے لیے شرعاً ثابت ہیں بالکل وہی احکامات عورتوں کے لیے ثابت ہیں۔ لیکن وہ احکامات جو شرعی نصوص کے ذریعے کسی ایک کے لیے مخصوص کر دیے گئے ہوں تو انہیں اس قاعدہ اور کلیہ سے مستثنیٰ قرار دیدیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں جن میں مرد و عورت کو برابری کا درجہ دیا گیا ہے۔[645]

مال و دولت کی محبت اور اس کی ملکیت کی خواہش میں دونوں برابر ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّهُۥ لِحُبِّ ٱلۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ﴾ [646]

"اور بے شک وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔"

انسانی تکریم میں بھی مرد و عورت برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلۡنَٰهُمۡ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلۡنَٰهُمۡ عَلَىٰ كَثِيرٖ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيلٗا﴾[647]

---

[645] ڈاکٹر محمد بلتاجی، استاذ و رئیس قسم الشریعۃ الاسلامیہ دار العلوم جامعہ قاہرہ، کی کتاب "مکانۃ المراۃ فی القرآن الکریم والسنۃ" میں مردوں عورتوں کے درمیان جن امور میں مساوات ہے بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ، دار الاشاعت کراچی نے "خواتین قرآن و سنت کی روشنی" میں شائع کیا ہے۔

[646] القرآن، العادیات:8

[647] القرآن، الاسراء:70

Marfat.com

"اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔"

اور اسی طرح دونوں کو بہترین اور سب سے اچھی صورت میں پیدا کرنے میں بھی برابری کا درجہ عطا کیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾[648]

"بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔"

شیطان کے فتنہ سے بھی دونوں کو یکساں طور پر خبر دار کیا گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾[649]

"اے آدم کی اولاد! تمہیں شیطان نہ بہکائے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکال دیا ان سے ان کے کپڑے اتروائے تاکہ تمہیں ان کی شرمگاہیں دکھائے وہ اور اس کی قوم تمہیں دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

اور اس لحاظ سے بھی مرد و عورت کو برابری کا درجہ عطا کیا کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو دونوں کے لیے یکساں طور پر بھیجا گیا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[648] القرآن، التین:4

[649] القرآن، الاعراف:27

Marfat.com

﴿يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِيۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾[650]

"اے ادم کی اولاد ! اگر تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ایسوں پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔"

اور اس کے علاوہ دونوں میں یہ مساوات بھی پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالی نے دونوں سے ایک ساتھ عہد لیا۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِيۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ۛۚ شَهِدۡنَا ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ﴾ [651]

"اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہیں تھی۔"

اور حق زندگی میں بھی مرد و عورت میں مساوات پائی جاتی ہے۔ زمانہ جاھلیت میں جب کسی شخص کے ہاں بیٹی ہوتی تو اس کی جو حالت ہوتی قرآن کریم منظر کشی کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الۡقَوۡمِ مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ﴾[652]

[650] القرآن، الاعراف:35

[651] القرآن، الاعراف:172

[652] القرآن، النحل:58،59

Marfat.com

"اور جب ان میں سے کسی کی بیٹی کی خوشخبری دی جائے اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غمگین ہوتا ہے۔ اس خوشخبری کی برائی باعث لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے آیا اسے ذلت قبول کر کے رہنے دے یا اس کو مٹی میں دفن کر دے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔"

قبل از اسلام نہ جانے کتنی معصوم جانوں کو زندہ دفن کیا گیا۔ مگر جب اسلام کا ظہور ہوا تو زمانہ جاہلیت کے اس فعل قبیح کی مذمت کرنے کے لیے اللہ تعالی کا یہ قول نازل ہوا:

﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۔ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ [653]

"اور جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے۔ کہ اس کو کس گناہ کی بنا پر قتل کیا گیا تھا؟"

اسلام شرعی تکلیف اور جزائے اخروی میں بھی مرد و عورت کے درمیان مساوات قائم کرتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾ [654]

"پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔"

اور اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾ [655]

---

[653] القرآن، التکویر: 8،9

[654] القرآن، آل عمران: 195

[655] القرآن، النساء: 124

Marfat.com

"اور جو کوئی اچھے کام کرے گا مرد ہے یا عورت درآنحالیکہ وہ ایماندار ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور (کی گٹھلی) کے شگاف برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔"

شرعی حدود اور سزاؤں میں بھی مرد و عورت کے مساوات کا پہلو اختیار کیا گیا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[656]

"اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

اور بدکاری کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[657]

"بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔"

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلام نے مرد و عورت کے درمیان بہت سے امور میں مساوات کو ملحوظ رکھا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ شریعت نے مرد و عورت کے لیے زیب و زینت اور لباس میں فرق کیوں کیا۔؟

---

[656] القرآن، المائدہ:38

[657] القرآن، النور:2

Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کی جسمانی ساخت میں نزاکت اور کشش مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے جو بہت سے فتنوں کا سبب اور ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت کا تقاضا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾[658]

"لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں"

اور خاص طور پر جب عورت بے حجاب ہو تو پھر شیطانی خیالات اور برے وسواس جنم لینا شروع کرتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ))[659]

"عورت شیطان کی شکل میں سامنے آتی ہے اور شیطانی صورت میں پیٹھ پھیرتی ہے پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی کے پاس آئے اس سے جو خیال دل میں آیا تھا وہ لوٹ جائے گا۔"

اور جب عورت "حجاب" میں باہر آئے گی تو ہر دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ یہ شریف اور عفیفہ عورتیں ہیں۔ اور ان کے بارے میں منفی سوچ سے وہ نہ صرف بچے گا بلکہ ان کے بارے میں غلط تاثر قائم کر کے ستانے کی یا اخلاق سے گری حرکت کرنے کی جرأت بھی نہ کر سکے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ [660]

---

[658] القرآن، آل عمران:14

[659] مسلم، الصحیح، جلد2، صفحہ 1021

[660] القرآن، الاحزاب:59

Marfat.com

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی۔"

عورت کا حسن و جمال اور زیب و زینت کی نمائش، بے باکانہ چہل پہل مردوں کے جذبات میں شورش اور دل و دماغ میں غلط قسم کی سوچیں پیدا کرتی ہے، جس سے وہ غلط راستوں کی طرف جا نکلتا ہے۔ تو شریعت نے اس کے لیے "تبرج جاہلیت" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے پابندی لگائی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾[661]

"اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔"

چونکہ ان احکامات سے مقصود عورت کی ہی عزت و آبرو کا تحفظ ہے لہذا اس لیے عورتوں کے لیے اس قسم کا لباس اور زینب و زینت کا حکم دیا گیا جس سے اس کی عزت و آبرو کا تحفظ رہے۔ جو شخص غیر جانبدار ہو کر ان حقائق کو سامنے رکھے گا وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ لباس اور زیب و زنیت کے معاملہ میں مرد و عورت کے درمیان فرق کا ہونا خود اس کے حق میں بہتر ہے۔

لیکن اگر مرد و عورت کے درمیان ہر وہ فرق جو شریعت نے کیا ہے اس سے صرف نظر کر کے مساوات کا یہ معنی لیا جائے کہ عورت و مرد میں فطری و طبعی لحاظ سے کوئی فرق نہیں اور جو کام مرد کریں، وہی کام ان کے شانہ بشانہ ہو کر عورتیں بھی کریں تو اس قسم کی مساوات کا نہ اسلام قائل ہے اور نہ ہی اس کا قیام ممکن ہے۔

اور اگر اسے ممکن بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ فطرت کے خلاف ایک ایسی جنگ ہو گی جس کا نتیجہ معاشرتی نظام کی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

[661] القرآن، الاحزاب:33

Marfat.com

③ "حجاب" عورتوں کی آزادی سلب کر کے ان کو قید کرنے کے مترادف ہے جو ان کو شناخت سے محروم کر کے ان کا وقار چھین لیتا ہے۔ جس سے وہ سماجی زندگی سے کٹ جاتی ہیں۔

جائزہ:

فرانس کا یہ موقف اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی اور زبردست مغالطہ کی وجہ سے ہے۔ اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان "حجاب" اور "حد بندی" کا جو تصور ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کی دنیا مردوں سے بالکل الگ اور مختلف ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو "حجاب" کے احکام شریعت میں نہ ہوتے، قرآن کریم نے عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی نہیں لگائی، بلکہ عورت کو زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کر کے نکلنے پر منع کیا گیا۔[662]

اور اس حکم کو عورت کے لیے "قید" قرار دینا، غلط فہمی ہے۔ اس لیے کہ انسان کو معاشرے میں مکمل آزادی سے جینے کا حق نہیں دیا گیا۔ اسے زندگی میں ہر قسم کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کی آزادی کو محدود آزادی کہا جائے جس سے کسی دوسرے کی آزادی بھی متاثر نہ ہو اور وہ اپنے دین اور اس کی تعلیمات سے بھی دور نہ ہو۔ کیا یورپین ممالک میں اتنی آزادی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی سے جو چاہے کرے؟ کوئی شخص جیسے چاہے دوسروں کے حقوق کو متاثر کرے؟ جہاں چاہے گاڑی راستے کے درمیان میں کھڑی کر دے؟ یا ایسی جگہ جہاں پارکنگ منع ہو، اور روڈ پر مقررہ رفتار سے تیز گاڑی چلائے؟ وغیرہ ذالک اسی قسم کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ کہ مطلقاً اور مکمل آزادی دنیا کے کسی ملک و معاشرے میں نہیں ہے۔ لیکن یہ محدود آزدی ہے جو ہر شخص کو حاصل ہے کہ وہ کام اپنی مرضی سے کیا جا سکتا ہے جس سے کسی دوسرے کی آزادی متاثر نہ ہو، اگر کسی شخص کی آزادی متاثر ہو تو اس کام سے فوری روک دیا جائے گا۔ اور یہ کہا جائے گا کہ آپ کو حق نہیں کہ آپ دوسروں کے حقوق متاثر کریں۔ اسی طرح اسلام نے مرد و عورت کو محدود آزادی دی ہے

---

[662] القرآن، الاحزاب: 33

Marfat.com

ایسے کام یا امور جن سے دوسروں کو یا خود اپنا نقصان ہو منع کیا ہے ۔حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) [663]

"نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔"

وہ خاتون جو بناو سنگھار کر کے بے حجاب ہو کر پبلک مقامات پر آتی ہے اور اپنے پوشیدہ حسن کو دوسروں پر ظاہر کرتی ہے۔ اس کا یہ عمل مردوں کو متوجہ کرنے کا سبب بنتا ہے، لہذا اگر عورتوں سے کہا جائے کہ وہ اپنے حسن کا مظاہرہ یا اپنی زینت کو عیاں نہ کریں تو یہ چیز ان کو قید کرنا نہیں ہے۔

باقی "حجاب" سے مقصود عورت کو شناخت اور اس کے وقار سے محروم کرنا نہیں ہے۔ "حجاب" کی حدبندی دراصل "بے راہ روی" کی روک تھام کے لیے ہے یہ ایک بہت بڑا "فتنہ" ہے اور اس سے بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے یہی ایک مسئلہ پیدا نہیں ہوتا کہ ایک نوجوان لڑکی یا نوجوان لڑکا بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ابتدائی چیز ہے اور شاید یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ "اولاً" اس کا نقصان انفرادی ہے لیکن اس کا سلسلہ خاندانوں تک پہنچتا ہے۔ بے روک ٹوک اور بے لگام روابط خاندانوں اور معاشروں کے لئے "سم" قاتل کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں اور معاشروں کا دارومدار باہمی تعاون و تناصر اور مرد و عورت کے صاف ستھرے اور جائز تعلقات پر مبنی ہے۔ اگر مرد و عورت کے تعلقات کسی غلط ذریعہ سے قائم ہوں اور وہ ناجائز راستوں سے تسکین حاصل کرنے لگیں تو خاندان اور معاشرے کی محکم بنیادیں ہل کر رہ جائیں، اور خاندان و معاشرے کی عمارتیں متزلزل ہو کر قدم بوس ہو جائیں، اور ان کی وہی درگت ہو گی جو آج بد قسمتی سے مغربی دنیا بالخصوص شمالی یورپ کے ممالک اور امریکا میں ہوئی ہے۔ جہاں کسی قسم کے "حجاب" کا تصور نہیں، ہر طرف لطف اندوی، ہیجان خیزی اور شہوت پرستی کی لذت اندوزی کا سامان ہو رہا ہے۔ اور ایسے اقدامات کی حوصلہ افزائی کی جا رہی

---

[663] مسند احمد، جلد 5، صفحہ 326، ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 784، سنن بیہقی الکبری، جلد 6، صفحہ 156، مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 204

Marfat.com

ہے جو جنسی ہیجان کا باعث بنتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بے راہ روی بڑھتی جا رہی ہے اور انسان کی خوابیدہ حیوانیت جاگ کر اسے بے قید نفسانی خواہشات کا غلام بنا رہی ہے۔ یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ اس کا نقصان سب سے پہلے خواتین کو ہی پہنچتا ہے۔

چنانچہ اس عظیم نقصان کے پیش نظر جو عورت کے "بے پردہ" ہونے سے کسی بھی معاشرے کو پیش آسکتا ہے اسلام نے حفظ ماتقدم کے طور پر "حجاب" کا حکم دیا۔ گو "حجاب" بلند تر مقصد کے حصول کے لیے "مقدمہ" اور "تمہید" کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن بذات خود یہ "حد" اور یہ "حفاظتی دیوار" اسلامی نقطہ نظر سے معاشرتی اقدار میں شامل ہے۔ در حقیقت "حجاب" معاشرے میں مرد اور عورت کی بے ضابطہ آمیزش، ضرورت سے زیادہ اختلاط سے کو روکنے کے لیے ہے۔ ضرورت سے زیادہ قربت، معاشرے، مرد و عورت دونوں کے لیے تباہ کن نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ اسلام جب "حجاب" کی تاکید کرتا ہے تو اس سے مراد پاک وصاف سوسائٹی کا قیام ہے۔ جن سے روگردانی کا نتیجہ سراسر باعث نقصان و خسران ہے۔

"حجاب" سے عورت کو یہ آسانی ہوتی ہے کہ اپنے مطلوبہ معنوی و روحانی مقام پر پہنچ جائے "حجاب" کا مقصد ہی بے راہ وروی، فحاشی، بے حیائی اور شہوانی فتنہ انگیزی سے بچنا ہے اور وہ خفیہ شہوانی جذبات نہ بھڑکنے پائیں جو عورت کے بے پردہ ہونے سے بھڑک سکتے ہیں۔ معاشرے اور ماحول کو محفوظ اور صحت مند رکھنے کے لیے اور ایسی فضا قائم کرنے کے لیے اسلام نے "حجاب" کا اہتمام کیا ہے جس میں عورت بھی معاشرے میں اپنی سرگرمیاں انجام دے سکے اور مرد بھی اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اور سر راہ موجود لغزش کے اسباب و علل سے ان کے قدم نہ ڈگمگائیں۔

Marfat.com

فصل چہارم :

فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات

فرانس میں حجاب پر پابندی عائد کرنے سے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں ان کو تین نکات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

فرانس میں حجاب پر پابندی کے اثرات

فرانس کے حجاب پر پابندی لگانے سے درج ذیل اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

❶ مغرب میں جہاں ایک طرف حجاب کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، وہیں دوسری طرف مسلم، غیر مسلم اور نو مسلم خواتین کا ''حجاب'' سے رشتہ و تعلق مضبوط ہوتا جارہا ہے، بلکہ خود فرانسیسی خواتین، جن میں اسلام کی پیاس اور کشش پہلے سے موجود ہے ''حجاب'' کی جانب مائل ہو رہی ہیں اور یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ''حجاب'' کی مخالفت کے نتیجے میں دنیا بھر میں ''حجاب و حیاء'' کے بارے میں شعور و بیداری اور اس کی پاسداری کا عزم و ولولہ نہ صرف ایک تحریک کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔ بلکہ '' حجاب و حیاء'' کی تحریک مزید مستحکم و توانا ہو رہی ہے۔

اور اس کا ثبوت 4 ستمبر کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں ''یوم حجاب'' منانے کی دیرینہ روایت ہے جو گزشتہ سات برسوں سے جاری ہے، اور اس دن کو مصری نژاد جرمن مسلم خاتون مروہ الشربینی[664] سے منسوب کیا جاتا ہے جسے عالم اسلام نے ''شہیدہ حجاب'' کے اعزاز سے نوازا ہے۔

[664] مصر سے تعلق رکھنے والی مروا شیرینی کا شمار اپنے کالج کے اچھے مقررین میں ہوتا تھا۔ کالج سے گریجویشن کرنے کے بعد اس نے کیمسٹ کے شعبے کو اپنایا۔ شیربنی کا شوہر عکاظ مصر کی ایک یونیورسٹی میں لیکچرار تھا۔ 2005ء میں یہ خاندان اچھے مستقبل کے خوابوں کی تعبیر کے لئے مصر سے جرمنی کے شہر ڈرسٹن منتقل ہوا۔ 28 سالہ جرمن شہری الیکس ان کا پڑوسی تھا۔ مسلم خاتون شیربنی جب بھی حجاب پہنے اپنے گھر سے باہر نکلتی تو الیکس اسے تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتا تھا۔ شیربنی نے اس بات کا ذکر اپنے شوہر سے بھی کیا کہ ہمارے پڑوسی کو ایک مسلمان خاندان کا یہاں رہنا شاید گوارا نہیں، شوہر نے اس کی بات پر زیادہ توجہ نہ دی۔ اگست 2008ء میں مروا شیربنی جب اپنے 3 سالہ بچے کو گھر کے قریب واقع پارک میں جھولا جھلا رہی تھی تو اسی اثناء میں الیکس پارک میں داخل ہوا اور شیربنی کو حجاب پہنے دیکھ کر اسے مسلم انتہا پسند،

Marfat.com

❷ "حجاب" کے خلاف قانون کی منظوری سے فرانسیسی پارلیمنٹ کے فیصلے نے نہ صرف یہ ثابت کر دیا ہے کہ یورپ و مغرب اسلام اور انسانی حقوق کے دشمن ہیں بلکہ اس فیصلے کے مستقبل میں دوررس مضمرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ "حجاب" پر پابندی کے نتیجے میں فرانسیسی

دہشت گرد اور کتیا کہا۔ مروااور اس کے شوہر نے الیکس کے اس مذہب کی بنیاد پر تعصبانہ اور نازیبا رویے پر عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت میں اپنے بیان میں الیکس نے کہا کہ اس شدت پسند مسلم خاندان کو جرمنی میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں، عدالت نے الیکس کو مسلم خاتون کے مذہب کی توہین کرنے پر مجرم پایا اور اس پر 780 یورو جرمانہ کیا۔ الیکس نے عدالت کے اس فیصلے کے خلاف اعلیٰ عدالت میں اپیل کی تھی۔

یکم جولائی 2009ء کو شیر بنی اپنے خاوند عکاظ اور تین سالہ معصوم بیٹے کے ہمراہ مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت میں موجود تھی۔ اس موقع پر شیر بنی کو حجاب میں دیکھ کر الیکس نے چاقو کے اٹھارہ وار کر کے شیر بنی کو شہید کر دیا جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھی۔ شیر بنی کا شوہر عکاظ اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش میں قاتل کے چاقو اور پولیس کی گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گیا اور ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ شیر بنی کی شہادت کے خلاف مصر کے ہزاروں لوگ احتجاج کے لئے سڑکوں پر نکل آئے اور انہوں نے قتل میں ملوث الیکس کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ واضح ہو کہ جرمنی مصر کا تیسرا بڑا تجارتی پارٹنر ہے اور مصر سالانہ تقریباً چار ارب ڈالر کی اشیاء جرمنی سے درآمد کرتا ہے۔ ایران میں بھی مروا شیر بنی کے سفاکانہ قتل کے خلاف ہزاروں لوگوں نے مظاہرے کئے اور جرمن سفار تخانے پر انڈے پھینکے۔ ایران کی حکومت نے بھی جرمن سفیر کو طلب کر کے اس سفاکانہ قتل پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔

امریکی صدر اوباما نے مصر میں کئے گئے خطاب جس میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف مغرب میں پائے جانے والے تعصب کا حوالہ بھی دیا تھا اور اپنی تقریر میں مسلمان لڑکیوں کے اسکارف پہننے کی حمایت کی تھی۔ انہوں نے یورپ سے بالخصوص یہ کہا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف اپنے سابقہ رویئے پر نظر ثانی کریں، انہوں نے اس کا بھی ذکر کیا تھا کہ فرانس میں جو حجاب پر پابندی عائد ہے، فرانس اس پر نظر ثانی کرے۔ سمجھا یہ جارہا تھا کہ اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف فرانس اور یورپ کے رویئے میں تبدیلی آئے گی مگر کچھ ہی دنوں پہلے فرانس کے صدر سرکوزی نے بڑے واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ فرانس میں حجاب اوڑھنے کی اجازت نہیں۔

یورپ آزادی اظہار رائے اور بنیادی انسانی حقوق کا علم بلند کرنے کا دعویدار ہے۔ ان ممالک میں بے راہ روی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ وہاں لباس کو مختصر سے مختصر کیا جارہا ہے اور مغربی معاشرے میں نیم عریاں لباس پہننے پر کوئی پابندی نہیں بلکہ یورپ کے کئی ساحلوں پر کپڑے پہن کر جانے کی اجازت نہیں اور یورپ کی نظر میں یہ سب کچھ بنیادی انسانی حقوق کے زمرے میں آتا ہے، لیکن اگر انہی ممالک میں رہنے والا مسلمان اپنے مذہبی احکام کے تحت جسم کے حصوں کو ڈھانپ کر سکون محسوس کرتا ہے تو اس کی اجازت نہیں، کیا یہ انسانی بنیادی حقوق کی پامالی کے زمرے میں نہیں آتا۔؟ اسی طرح "شہید حجاب" مروا شیر بنی کو بھی اپنی مرضی کا لباس پہننے کا پورا حق حاصل تھا مگر مغربی معاشرے کے ایک شدت پسند شہری نے اس کا یہ حق اس سے چھین لیا اور صرف اس بات پر اس کی جان لے لی کہ اس کو ایک مسلم خاتون شیر بنی کا حجاب اوڑھنا پسند نہ تھا۔

http://www.islamtimes.org/vdcd.50j2yt0fo346y.html (Wednesday 15 July 2009)

Marfat.com

حکومت کے خلاف نفرت اور اشتعال میں اضافہ ایک فطری امر ہے۔ دنیا بھر میں فرانس ایک اسلام دشمن ملک کی حیثیت سے جانا پہچانا جائے گا۔

3 اس پابندی کی وجہ سے جہاں یورپ کی سماجی اور معاشرتی ساکھ متاثر ہو رہی ہے، وہیں دوسری جانب یورپ کو اس کا معاشی خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا، کیونکہ یورپ نے یہ پابندی نہ صرف یورپی خواتین پر نافذ کی ہے بلکہ جو خواتین سیاح کی حیثیت سے یورپ آئیں گی، یا جو خواتین باپردہ یورپ میں داخل ہوں گی وہ اس نئے قانون کی زد میں آئیں گی۔ حجاب پر پابندی کے قانون کے اطلاق سے یورپ کو جو معاشی نقصان ہو گا اس کا اعتراف ٹریول کمپنیوں نے بھی کیا۔

گلف سے وابستہ ٹریول کمپنی نے بتایا ہے کہ "فرانس میں ہزاروں سیاح مشرق وسطیٰ سے آتے ہیں، وہ سیاح اب یہاں کا رخ نہیں کریں گے۔"[665]

اورینٹ ٹریولز نے کہا کہ "مسلمان اپنے نجی معاملات خصوصاً اپنے گھر کی خواتین کے حوالے سے بہت حساس ہوتے ہیں اور جب انہیں اس بات کا خدشہ ہو گا کہ ان کی خواتین کو اب یورپ میں ہراساں کیا جائے گا تو وہ یورپ آنے کے بجائے کہیں اور جانے کو ترجیح دیں گے، جہاں انہیں بغیر کسی خوف کے تفریح کے مواقع میسر آسکیں۔ ٹریول کمپنیوں کے تجزیے کے مطابق مشرق وسطیٰ کے لوگوں کے لیے برطانیہ کے بعد فرانس دوسرا بڑا تفریحی مقام ہے اور پیرس کے بازاروں اور تفریحی مقامات پر باپردہ خواتین اکثر دیکھی جاتی ہیں۔"[666]

---

[665] http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html(Sunday 16May 2010)

[666] Ibid

Marfat.com

Travel کے مطابق یورپ کو سیاحت کے شعبے میں بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا، خصوصاً اسے اس منافع سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو مشرق وسطیٰ سے آئے ہوئے خاندانوں سے یورپ کو حاصل ہوتا ہے۔[667]

بہر کیف ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے۔ جو بسا اوقات مثبت اثرات کی بجائے منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ فرانس کی حالیہ "حجاب" پر پابندی سے نہ صرف فرانس کے حوالہ سے منفی اثرات مرتب ہوں گے بلکہ عمومی طور پر یورپ کی سیاسی اور سماجی و معاشی ساکھ بھی متاثر ہو گی جو کہ خود ان کے حق میں نقصان دہ ہے اور اس کا صحیح اندازہ آنے والے سالوں میں ہو گا۔

---

[667] **Ibid**

Marfat.com

فصل پنجم

فرانس میں رہنے والی
مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل

اس فصل میں فرانس میں رہنے والی مسلمان خواتین جن کو حجاب و نقاب کی پابندی کی وجہ سے مسائل کا سامنا ہے اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

فرانس میں رہنے والی
مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حل

چہرہ کے پردہ کے حوالہ سے ایک رائے وجوب کی ہے اور دوسری استحباب کی ہے چنانچہ فرانس کے موجودہ حالات میں اس دوسری رائے کو اختیار کرتے ہوئے ان کے لیے رخصت کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ مجبوری کے وقت قول ضعیف پر بھی فتوی دیا جاسکتا ہے۔[668]

نیز فرانس کے موجودہ حالات میں حجاب کو حالت اضطرار کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے استثنائی صورت میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے حالت اضطراری کا اعتبار کیا ہے اور حالت اضطرار میں احکام شرعیہ پر عمل کی رخصت دی گئی ہے۔ قرآن کریم نے مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت مرداراور خنزیر کھانے کی اجازت دی ہے۔[669]

اسی سے فقہاء نے یہ اصول اخذ کیا ہے امام سرخسیؒ (م-483ھ) لکھتے ہیں:

الضرورات تبیح المحظورات[670]

"ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں۔"

امام ابن مودود الموصلیؒ (م-683ھ) لکھتے ہیں:

الا تری ان اللہ اباح شرب الخمر واکل المیتة ولحم الخنزیر ومال الغیر حالة المخمصة[671]

---

[668] ابن عابدین شامی، محمد امین، قرۃ عین الاخیار لتکملہ رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار لفکر، جلد 7، صفحہ 492

[669] القرآن: البقرہ: 173

[670] السرخسی، المبسوط، جلد 10، صفحہ 154

[671] الموصلی، ابن مودود، عبد اللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار، القاہرہ، مطبعۃ الحلبی، 1356ھ، جلد 4، صفحہ 154

Marfat.com

"کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کا پینا، مردار، خنزیر کا گوشت اور مال یتیم کا کھانا مجبوری کی حالت مباح قرار دیا ہے۔"

امام ابن مودود الموصلیؒ اس اباحت کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

'وھذا لان احوال الضرورات مستثناۃ [672]

"اس لیے کہ مجبوری کی حالتیں مستثنیٰ ہوتی ہیں۔"

چنانچہ اسی اصول پر فقہاء نے بہت سے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ مثلاً حلق میں لقمہ اٹک جائے اور شراب کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو شراب کا استعمال مباح ہو گا، جان بچانے کے لیے زبان سے کلمہ کفر کا تلفظ کیا جا سکتا ہے وغیرہ[673] اس لیے اگر فرانس میں مقیم خواتین جن کو حجاب پر پابندی کی وجہ سے دشواری کا سامنا ہے ان کی حالت کو اضطراری قرار دیتے ہوئے چہرے کے پردہ سے رخصت دی جا سکتی ہے اس لیے کہ شریعت اسلامیہ کے احکامات کا اصل مقصد لوگوں کو تکلیف دینا نہیں بلکہ آسانیاں پیدا کرنا ہے لہٰذا احکام و قوانین میں ایسی تنگی اور دشواری نہیں ہے جو انسان کی برداشت سے باہر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾[674]

"اور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[675]

"اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔"

احکام شرعیہ سے مقصود سہولت اور آسانی بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [676]

---

[672] ایضاً، جلد 4، صفحہ 154

[673] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، جلد 1، صفحہ 73

[674] القرآن، الحج:78

[675] القرآن، البقرہ:286

[676] القرآن، البقرہ:185

Marfat.com

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔"

اسی طرح ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا)) [677]

"نبی کریم ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ آسان کو لیتے جو گناہ نہ ہوتا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ)) [678]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطا ونسیان کو اور جس پر وہ مجبور کیے گئے ہوں اسے معاف کر دیا۔"

اسی طرح احکام شرعیہ کے نزول میں تدریجی اصول کارفرما رہا ہے۔ ایک ہی دفعہ تمام اوامر ونواہی کا مطالبہ نہیں کیا گیا بلکہ سال کے عرصہ میں حالات وزمانہ کی مطابق احکامات پر عمل درآمد کرایا گیا۔ مثلاً پہلے شراب کی حرمت سے پہلے اس حکم پر عمل کرانے کے لیے راہ ہموار کرتے ہوئے شراب اور جوئے کو بڑا گناہ قرار دیا گیا [679] اور اس کے بعد نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا۔ [680] اور پھر آخر میں ان سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ [681] تدریجی اصول اور حالات وزمانہ کی رعایت کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے واضح ہے:

((إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ، فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ

---

[677] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 4، صفحہ 189

[678] ابن ماجہ، السنن جلد 1، صفحہ 669

[679] القرآن: البقرہ: 219

[680] القرآن: النساء: 43

[681] القرآن: المائدہ: 90

Marfat.com

وَالحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ: لاَ تَشْرَبُوا الخَمْرَ، لَقَالُوا: لاَ نَدَعُ الخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ: لاَ تَزْنُوا، لَقَالُوا: لاَ نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا))[682]

"سورت مفصل میں سب سے پہلے وہ سورت نازل ہوئی ہے جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو حلال و حرام کی آیت نازل ہوئی اگر پہلے ہی یہ آیت نازل ہو جاتی کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم کبھی شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ آیت نازل ہوتی کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہیں چھوڑیں گے۔"

مذکورہ بالا حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ قرآنی احکام کا نزول مصلحت کے ساتھ تدریجا ہوا ہے جس میں حالات اور زمانہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

مذکورہ بحث کے بعد عرض کیا جاتا ہے کہ عورتوں کے چہرہ کے حجاب کے حوالہ سے دونوں قسم کی روایات موجود ہیں بعض نصوص چہرہ کے پردہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں تو بعض سے جواز معلوم ہو رہا ہے لہٰذا روایات میں مطابقت و موافقت پیدا کرتے ہوئے یہ قول اختیار کر لیا جائے کہ عمومی حالات جس میں کوئی مجبوری نہ ہو عورت کے لیے چہرہ کا پردہ ضرور ی ہے جیسا کہ آئمہ ثلاثہ اور متاخرین احناف کا موقف ہے اور ہنگامی و مجبوری کے حالات میں رخصت ہے جیسا کہ متقدمین فقہائے احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر کی بھی یہی توجیہ کی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا مجبوری کی حالت میں ہے۔ [683]

اسی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے فرانس کے موجودہ حالات کے تناظر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیان کردہ تفسیر جس کو احناف نے اختیار کیا ہے اور جو امام ابن بطالؒ، قاضی عیاضؒ، علامہ ابن حزمؒ، شیخ البانیؒ، شیخ قرضاوی کے بھی پیش نظر ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے یورپ میں حجاب کے خلاف قانون سازی سے متاثر ہونے والی خواتین اسلام کے لیے یہ حل نکالا جا سکتا ہے کہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو اچھی طرح چھپا کر نکلیں تو اس کی گنجائش ہے۔

---

[682] البخاری، الجامع الصحیح، جلد 6، صفحہ 185

[683] مفتی شفیع، احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 470

Marfat.com

نتائج

مسئلہ حجاب، اسلامی تعلیمات اور یورپی نقطہ نظر کا جائزہ لینے کے بعد جو نتائج سامنے آئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1. "حجاب" صرف اسلام نے ہی متعارف نہیں کرایا بلکہ قبل از اسلام بھی حجاب کا تصور ملتا ہے۔
2. احکام حجاب، بذات خود شریعت اسلامیہ میں مقصود نہیں ہیں بلکہ فواحش کی روک تھام کے لیے ہیں۔
3. اسلام میں "حجاب" کا حکم وقتی اور عارضی نہیں تھا۔
4. احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔
5. عمومی حالات میں احکام حجاب عورتوں کے لیے واجب ہیں۔
6. خصوصی حالات میں جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو وہاں احکام حجاب کی پابندی ضروری نہیں ہو گی۔
7. اسلامی حجاب سے مرد و عورت کے درمیان تفریق عورت ہی کے احترام کے لیے ہے۔
8. فرانس میں حجاب پر پابندی سیاسی مقاصد کے لیے ہے۔
9. ہنگامی حالات، مجبوری و ضرورت کے وقت میں احکام حجاب سے رخصت ہے۔
10. فرانس کے موجودہ حالات میں اگر کوئی عورت جرمانہ یا سزا کے خوف سے چہرے کا "حجاب" نہیں کرتی تو مجبوری کے پیش نظر اس کے لیے شرعاً گنجائش ہے۔

Marfat.com

سفارشات

علماء اور محققین کی خدمت میں چند سفارشات پیش ہیں۔

❶ ''حجاب'' سمیت درپیش مسائل سے متعلق قرآن وسنت کے نصوص کو سمجھنے کے لیے، عربی زبان، اصول فقہ اور صرفی ونحوی ضروری قواعد سے واقفیت ضروری ہے، صرف اردو تراجم تک رسائی کافی نہیں ہے۔

❷ موضوع سے متعلق کسی ایک آیت یا حدیث کو سامنے رکھ کر رائے نہ قائم کی جائے جب تک کہ اس موضوع سے ملتی دوسری آیات واحادیث کو نہ دیکھ لیا جائے۔
اس لیے کہ ہو سکتا ہے:

1۔ وہ آیت یا حدیث مختصر ہو اور دوسرے مقام پر تفصیل موجود ہو۔
2۔ وہ آیت یا حدیث منسوخ ہو۔
3۔ وہ آیت یا حدیث کسی خاص ماحول یا فرد کے ساتھ متعلق ہو۔
4۔ زیر نظر حدیث کی سند اتنی قوی نہ ہو جتنی اس کے مقابلہ میں دوسری حدیث کی ہو۔
5۔ اس حدیث کا جو مطلب سمجھا جا رہا ہو وہ مفہوم ہی نہ ہو۔

❸ قرآن وحدیث کی تفسیر وتوضیح میں کسی ایک خاص مسلک کی کتب تک محدود نہ رہا جائے بلکہ دوسرے مسالک کے نامور علماء کی کتب اور تحقیقات کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

❹ ''حجاب'' سمیت کسی بھی اختلافی مسئلہ کی تحقیق میں اس فن کی امہات الکتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

❺ ''حجاب'' سمیت تمام مسائل میں کسی بھی فقہی مسلک کو نقل کرتے وقت اسی مسلک کی اصل کتابوں کو پیش نظر رکھا جائے اور اس مسلک کے متقدم ومتاخر علماء کی کتب بھی سامنے ہونی چاہییں۔

❻ ''حجاب'' سمیت کسی بھی اختلافی مسئلہ میں فریقین کے دلائل سے متاثر ہوئے بغیر

Marfat.com

ان دلائل اور ان کا جو مفہوم متقدم علماء نے لیا ہے اس کو بھی اصل ماخذ سے دیکھنا چاہیے۔

7. "حجاب" سمیت تمام مسائل سے متعلقہ احادیث کے راویوں کی تحقیق کرتے وقت محض اسماء الرجال کی کوئی ایک کتاب دیکھ کر فیصلہ نہ کیا جائے جب تک اس موضوع پر دوسری کتب نہ دیکھ لی جائیں۔

اس لیے کہ ہو سکتا ہے:

1۔ ایک راوی کی کسی امام نے تضعیف کی ہو مگر اس سے بڑے اور ماہر امام سے اس کی توثیق منقول ہو۔

2۔ کسی ایک امام سے توثیق یا تضعیف منقول ہو، مگر اکثر اہل علم کی رائے اس کے بر عکس ہو۔

3۔ کئی دفعہ ایک راوی کو ضعیف کہا جاتا ہے مگر وجہ ضعف نہیں ذکر کی ہوتی، اس لیے وجہ ضعف کو معلوم کرنا چاہیے ہو سکتا ہے کہ وہ ضعف کسی خاص عارضہ کی وجہ سے یا آخری عمر میں ہو تو اس سے پہلے کی روایات کا اعتبار ہو گا۔

8. درپیش مسائل میں فقہی اقوال کو ترجیح دیتے وقت لوگوں کی سہولت اور عصری تناظر کو ملحوظ رکھا جائے۔

9. کسی ایک قول کو اختیار کرتے وقت دوسرے قول کو بالکلیہ باطل یا مرجوح قرار نہ دیا جائے بلکہ اس کی مناسب توجیہ کر دی جائے۔

10. قرآن وحدیث میں کہیں تعارض نہیں ہے اور فقہ اسی کی سمجھ کا نام ہے لہذا اگر کہیں، قرآن وحدیث اور فقہ میں بظاہر کوئی تعارض نظر آئے تو فوری رد عمل کا اظہار نہ کرنا چاہیے بلکہ اس پر از سر نو غور وخوض کرنا چاہیے کہ کہاں سمجھ میں غلطی واقع ہو رہی ہے۔

Marfat.com

فہرست مصادر و مراجع

قرآن مجید و کتب تفسیر:-

1- القرآن الحکیم

2- آلوسی، محمود، ابوالفضل، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت دار احیاء التراث العربی، س ن

3- البیضاوی، ناصر الدین، قاضی، انوار التنزیل و اسرار التاویل، بیروت، دار الفکر، 1996

4- تقی عثمانی، مفتی، مقدمہ معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، طبع جدید 2002ء

5- الجصاص، ابو بکر احمد بن علی بن الرازی، احکام القران، بیروت، دار احیا التراث العربی، 1405ھ

6- الخازن، علاء الدین علی بن محمد، لباب التاویل فی معانی التنزیل، بیروت، دار الفکر، 1979ء

7- الرازی، محمد بن عمر، ابو عبد اللہ، مفاتیح الغیب،، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ

8- سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، بیروت، دار الفکر، 1992ء

9- شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایہ والدرایہ من علم التفسیر، بیروت، دار الفکر، س ن

10- شنقیطی، محمد امین بن محمد، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، بیروت، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1995ء

11- طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، 1422ھ

12- ابن عطیہ، عبد الحق بن غالب، ابو محمد، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، لبنان، دار الکتب العلمیہ، 1993ء

13- القرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، القاہرہ، دار الکتب المصریۃ، 1384ھ

14- القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، ابو عبد اللہ، الجامع لاحکام القرآن، القاہرہ، دار الشعیب 1372ھ

15- ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی ابو الوفاء تفسیر القرآن العظیم بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1419ھ

Marfat.com

16- الکیاالھراسی، علی بن محمد، عمادالدین، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1405ھ
17- مفتی شفیع، احکام القرآن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 1413ھ
18- مفتی شفیع، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، طبع جدید مئی 2005ء
19- المظہری، محمد ثناء اللہ، تفسیر المظہری، پاکستان، مکتبہ الرشدیہ، 1412ھ
20- مودودی، ابوالاعلی، سید، تفہیم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، 1980ء
21- ابن ابی نصر، محمد بن فتوح، تفسیر غریب مافی الصحیحین البخاری ومسلم، قاہرہ، مکتبۃ السنۃ، 1415ھ،
22- النسفی، عبداللہ بن احمد، ابوالبرکات، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، بیروت، دار الکلم الطیب، 1419ھ
23- الواحدی، ابوالحسن، علی بن احمد، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ

کتب حدیث:

24- البانی، ناصر الدین، ضعیف ابی داؤد، الکویت، موسسۃ غراس للنشر والتوزیع، 1423ھ
25- احمد بن علی بن المثنی التمیمی، ابویعلی، مسند ابی یعلی، دمشق، دار لمامون للتراث، 1404ھ
26- احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، مصر، موسسہ قرطبہ، س ن
27- البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ
28- البیہقی، احمد بن حسین، ابوبکر، سنن بیہقی الکبری، مکہ مکرمہ، مکتبہ دار الباز، 1994ء
29- البیہقی، احمد بن حسین، ابوبکر، السنن الکبری، حیدرآباد، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، 1344ھ
30- الترمذی، ابوعیسی محمد بن موسی، السنن، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن
31- الزیلعی، عبداللہ بن یوسف، ابومحمد، نصب الرایۃ مصر، دار الحدیث، 1357ھ،
32- ابن حبان، صحیح ابن حبان، ابن حبان، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1414ھ،
33 حلبی، شیخ علی بن برہان الدین، سیرت حلبیہ، بیروت، دار المعرفت، 1400ھ
34- ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، ابوبکر، صحیح ابن خزیمہ، بیروت، المکتب الاسلامی، 1970ء
35- دارمی، عبداللہ، ابومحمد، سنن الدارمی، بیروت، دار لکتاب العربی، س ن
36- ابوداؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، السنن، بیروت، دار الفکر، س ن
37- الزیلعی، عبداللہ بن یوسف، ابومحمد، نصب الرایۃ مصر، دار الحدیث، 1357ھ
38- ابن سعد، محمد، بن منیع، ابوعبداللہ، البصری، الزہری، الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر، س ن
39- ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، ابوبکر، مصنف ابن ابی شیبہ، طبع الدار السلفیہ الھندیہ القدیمہ، س ن
40- طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، الموصل، مکتبۃ العلوم والحکم، 1983ء

Marfat.com

41- عبد الرزاق بن ھمام، ابو بکر، مصنف عبد الرزاق، بیروت، المکتب الاسلامی، 1403ھ

42- ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، جامع بیان العلم وفضلہ، السعودیہ، دار ابن الجوزی، 1414ھ

43- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، ابو الفضل، تلخیص الحبیر، مدینہ منورہ، 1964ء

44- ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، ابو عبد اللہ، سنن ابن ماجہ، بیروت، دار الفکر، س ن

45- مسلم، بن حجاج، الامام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن

46- المنذری، ابو محمد، عبد العظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1417ھ

47- مالک بن انس، ابو عبد اللہ، موطا امام مالک، مصر، دار احیاء التراث العربی، س ن

48- النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، حلب، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، 1986ء

49- الھیثمی، نور الدین، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد بیروت، دار الفکر، 1412ھ

کتب اصول حدیث:

50- الدھلوی، عبد الحق، مقدمہ فی اصول الحدیث، بیروت، دار البشائر الاسلامیہ، 1986ء

51- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، رسالہ ابی داؤد الی اہل مکہ، بیروت، دار العربیہ، س ن

52- سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دار طیبہ، س ن

53- الاسعدی، عبید اللہ، مفتی، علوم الحدیث، کراچی، ادارۃ المعارف، 2008ء

54- ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمن، معرفۃ انواع علوم الحدیث المعروف، مقدمہ ابن صلاح، بیروت، دار الفکر، 1406ھ

55- الطحان، محمود بن احمد، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبۃ العارف للنشر والتوزیع، 1425ھ

56- ظفر احمد عثمانی، مولانا، قواعد فی علوم الحدیث، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س ن

57- النووی، یحی بن شرف، ابو زکریا، التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر فی اصول الحدیث، بیروت، دار الکتاب العربی، 1405ھ

کتب شروح حدیث:

58- الباجی، القاضی، سلمان بن خلف بن سعد بن ایوب، ابو الولید، المنتقی شرح موطا مالک، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1999ء

59- ابن بطال، علی بن خلف، ابو الحسن، شرح صحیح البخاری، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1423ھ

60- تقی عثمانی، مفتی، درس ترمذی، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 2003ء

61- ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، کشف المشکل من حدیث الصحیحین، الریاض، دار الوطن، س ن

62- ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستذکار، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1421ھ

Marfat.com

63- الخطابی، حمد بن محمد، ابو سلیمان، معالم السنن، حلب، المطبعۃ العلمیۃ، 1351ھ،

64- العینی، بدرالدین، ابو محمد، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 2006ء

65- العینی، بدرالدین، محمود بن احمد، شرح سنن ابی داؤد، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1420ھ

66- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، بیروت، دارالمعرفۃ، 1379ھ

67- الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، مصر، دارالحدیث، 1413ھ

68- النووی، یحی بن شرف، ابوزکریا، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1392ھ

69- عظیم آبادی، شمس الحق، ابوالطیب، عون المعبود، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1415ھ

70- فیض احمد، ملتانی، مولانا، المسائل والدلائل، ملتان، مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ، س ن،

71- المبارکفوری، عبدالرحمن، ابوالعلا، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع ترمذی، بیروت، دارلکتب العلمیہ، س ن

72- ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، بیروت، دارالفکر، 1422ھ

73- النووی، یحی بن شرف، ابوزکریا، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1392ھ

کتب اسماء الرجال:

74- البخاری، محمد بن اسماعیل۔ ابوعبداللہ، التاریخ الکبیر، بیروت، دارالفکر، س ن

75- البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، دکن، دائرۃ المعارف العثمانیہ، س ن

76- البخاری، محمد بن اسماعیل، الضعفاء الصغیر، حلب، دارالوعی، 1396ھ

77- ابن جوزی، عبدالرحمن، ابوالفرج، الضعفاء والمتروکین، بیروت، دارلکتب العلمیہ، 1406 ھ

78- الذھبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1995ء

79 الذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، بیروت، موسسۃ الرسالہ، 1413ھ

80 ابن العجمی ابراہیم بن محمد بن سبط، ابوالوفاء، التبیین لاسماء المدلسین، بیروت، موسسۃ الریان للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1994ء

81- ابن عدی، مختصر الکامل، بیروت، درالجیل، 1422ھ

82- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر ابوالفضل، تہذیب التھذیب، بیروت، دارالفکر، 1984ء

83- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، ابوالفضل، تلخیص الحبیر، مدینہ منورہ، 1964، جلد2، صفحہ 272

84- عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، تقریب التھذیب، گوجرانوالہ، دارنشرالکتب الاسلامیہ، س ن

Marfat.com

85- عسقلانی، ابن حجر، تقریب التہذیب، کراچی، قدیمی کتب خانہ، س ن

86- محمد بن حبان، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، حلب، دار الوعی، 1396ھ،

87- مسلم بن حجاج، الامام، الکنی والاسماء، السعودیۃ، عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ، 1414ھ،

88- النسائی، احمد بن شعیب، الضعفاء والمتروکون، حلب، دار الوعی، 1396ھ

89- مقریزی، تقی الدین احمد بن علی، مختصر الکامل فی الضعفاء، مکتبۃ السنہ، 1994ء

90- المزی، یوسف بن الزکی عبد الرحمن، ابو الحجاج، تہذیب الکمال، بیروت، موسسہ الرسالہ، 1980ء

91- کامران اعظم سوہدروی، تذکرۃ المحدثین، لاہور، فکشن ہاؤس بک سنٹر، 2010ء

کتب فقہ:

92- ابن بزاز، محمد دین، محمد بن شہاب، الکردری، الحنفی، بزازیہ علی ہامش الہندیہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، س ن

93- البابرتی، محمد بن محمد، العنایہ شرح الہدایہ، دار الفکر، س ن

94- ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، شرح عمدۃ الفقہ، الریاض، دار العاصمہ، 1418ھ

95- ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، السعودیہ، مجمع الملک فہد، 1416ھ

96- الدھلوی، شاہ ولی اللہ، الامام، حجۃ اللہ البالغہ، کراچی، نور محمد کتب خانہ، س ن

97- حصکفی، علاوالدین، در مختار، بیروت، دار الفکر، 1386ھ

98- ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، ابو محمد، الظاہری، المحلی، بیروت، دار الفکر، س ن

99- الزحیلی، وھبہ، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، درالفکر سوریہ، طبع رابع، س ن

100- ابن عابدین شامی، محمد امین، قرۃ عین الاخیار لتکملۃ رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار لفکر، س ن

101- طحطاوی، احمد بن محمد، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، مصر، مکتبہ البابی الحلبی 1318ھ

102- السرخسی، شمس الدین، محمد، ابو بکر، المبسوط، بیروت، دار الفکر للطباعۃ، والنشر التوزیع 1421ھ

103- الشیرازی، ابراہیم، ابو اسحاق، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت دار الشامیہ، 1994ء

104- الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابو اسحاق، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، س ن

105- المغربی، ابو عبد اللہ، محمد بن محمد، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، دار عالم الکتب، 1423ھ

106- شاطبی، ابراہیم بن موسی بن محمد اللخمی، الموافقات (حاشیہ)، دار ابن عفان، 1417ھ

107- شامی، محمد امین، علامہ، حاشیہ ابن عابدین، بیروت، دار الفکر، 1386ھ

108- شیخ نظام وجماعۃ الھند، فتاوی ہندیہ، بیروت، دار الفکر، 1411ھ

109- ابن قیم، محمد بن ابی بکر، حاشیہ ابن القیم علی سنن ابی داؤد، بیروت، دار لکتب العلمیہ، 1415ھ

Marfat.com

110۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، بیروت، دارالفکر، 1405ھ

111۔ الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دارالکتاب العربی، 1982ھ

112۔ ابن مودود الموصلی، عبداللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار، القاہرہ، مطبعۃ الحلبی، 1356ھ

113۔ القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ مع نظرات تحلیلیۃ فی الاجتہاد المعاصر، دارالعلم، س ن

114۔ ابن الھمام، محمد بن عبدالواحد، کمال الدین، فتح القدیر، دارالفکر، س ن،

کتب اصول فقہ:

115۔ الدمشقی، عبدالقادر بن بدران، المدخل لابن بدران، بیروت، موسسہ الرسالہ، 1401ھ

116۔ پالن پوری، سعید احمد، مفتی، آپ فتوی کیسے دیں، کراچی، مکتبہ نعمانیہ، س ن

117۔ رشید بن علی رضا، محمد، مجلۃ المنار، س ن

118۔ شوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، المکتبہ التجاریہ، 1413ھ

119۔ علی حسب اللہ، اصول التشریع الاسلامی، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، صفحہ 283

120۔ ابن قیم، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، بیروت، دارالجیل، 1973ء

121۔ قرضاوی، یوسف، الدکتور، الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ مع نظرات تحلیلیۃ فی الاجتہاد المعاصر، دارالعلم، س ن

122۔ المرداوی، علی بن سلیمان، علاء الدین، التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقہ، الریاض، مکتبۃ الرشد، 1421ھ،

123۔ نظام الدین شاشی، شیخ اصول الشاشی، مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان، س ن

124۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1419ھ

کتب لغت:

125۔ زجاج، ابواسحاق، ابراہیم بن السری، معانی القران واعرابہ، بیروت، عالم الکتب، 1408ھ

126۔ ابن سیدہ المرسی، علی بن اسماعیل، المحکم والمحیط الاعظم، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1421ھ

127۔ الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1403ھ

128۔ الافریقی، ابن منظور، لسان العرب، محمد بن مکرم، بیروت، دار صادر، س ن

129۔ ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغۃ، دارالفکر، 1399ھ

130۔ الاصفہانی، راغب، امام، المفردات، مصطفی البابی، مصر، س ن

131۔ محمد بن ابوبکر بن عبدالقادر، رازی، مختار الصحاح، بیروت، مکتبہ لبنان، 1995ء

Marfat.com

132۔ کیرانوی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، لاہور، ادارہ اسلامیات، 2001ء

کتب متعلقہ حجاب:

133۔ البانی، ناصر الدین، جلباب المراۃ المسلمۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، 1423ھ
134۔ البانی، ناصر الدین، الثمر المستطاب فی فقہ السنۃ والکتاب، غراس للنشر والتوزیع، س ن
135۔ درویش مصطفی حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والنقاب، قاہرہ، دار الاعتصام، س ن
136۔ ابن عثیمین، محمد بن صالح، رسالۃ الحجاب، (مجموعۃ رسائل فی الحجاب والسفور) السعودیہ، وزرات الشئوون الاسلامیۃ، 1423ھ
137۔ محمد احمد اسماعیل، عودۃ الحجاب، القاہرہ، دار ابن جوزی، 1426ھ
138۔ محمد زبیر، حافظ، چہرے کا پردہ، لاہور، مکتبہ رحمۃ للعالمین، 2010ء
139۔ مودودی، ابو الاعلی، سید، پردہ، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمٹیڈ، ستمبر 2009ء

متفرق کتب ورسائل:

140۔ بخاری، اکبر شاہ، محمد، تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، س ن
141۔ امیر علی، سید، Spirit of Islam. (روح اسلام) ترجمہ محمد ہادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ 2۔ کلب روڈ، طبع دہم اپریل 1999ء
142۔ اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، اکتوبر 2009ء
143۔ انور بن اختر، محمد، پردہ اور جدید ریسرچ، کراچی، ادارہ اشاعت الاسلام اردو بازار، 2003ء
144۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، اشرف الجواب، مقدمہ، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، 2002ء
145۔ ابن تیمیہ الحرانی، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، بیروت، دار عالم الکتب، 1419ھ
146۔ ابن سعید اندلسی، نشوۃ الطرب فی تاریخ جاہلیۃ العرب، عمان، مکتبۃ الاقصی، س ن
147۔ حبیب بن اوس طائی، ابو تمام، دیوان حماسہ، ملتان، مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ، باب المراتی، س ن
148۔ حلبی، شیخ علی بن برہان الدین، سیرت حلبیہ، بیروت، دار المعرفت، 1400ھ
149۔ شبلی نعمانی، مولانا، مقالات شبلی، ہندوستان، معارف اعظم گڑھ 1920ء
150۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2010ء
151۔ عبد اللہ مرعی (حقوق وقضایا المراۃ فی عالمنا المعاصر) اسلام اور دیگر مذاہب ومعاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل، اردو ترجمہ، ثناء اللہ محمود، مفتی، کراچی، دار الاشاعت، 2001ء

Marfat.com

152- عنایت عارف، عورت تاریخ عالم کی روشنی میں، کراچی، ناشر الفیصل ناشران غزنی سٹریٹ اردو بازار، اکتوبر 2009

153- فاروق خان، ڈاکٹر، اسلام اور عورت، لاہور، دار التذکیر رحمن مارکیٹ، لاہور، س ن

154- گوہر رحمان، مولانا، اسلامی سیاست، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن، 2002ء

155- حنیف گنگوہی، مولانا، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، کراچی، میر محمد کتب خانہ، س ن

156- سہ ماہی منہاج، حیثیت نسواں نمبر، جنوری 1985ء دیال سنگھ لائبریری لاہور

157- کتاب مقدس (The Holy Bible)، انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی 1820 جیٹ سٹریم ڈرائیو یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ، نیو بائبل اردو ورژن، باب پیدائش، س ن

158- ندوی، ابوالحسن، سید، تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام س ن

English Book:

116. Hans licht –Sexual Life in Ancient Greece,. 10th Edition, 1971, published by the AbbeyLibrary, London P/23

Websites:

http://ur.wikipedia.org

http://www.qaradawi.net/site/topics/article.asp?cu_no=2&item_no=7291&version=1&template_id=130&parent_id=17

http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=165646

http://www.sst5.com/authorInf.aspx?author_id=129

http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html (Friday 30 April 2010)

http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011

http://www.itdunya.com/showthread.php?t=211715 (18th July 2010)

http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html

http://www.islamtimes.org/vdccomqi.2bq0o87ca2.html (Friday 30 April 2010)

http://www.arynews.tv/urdusite/newsdetail1.asp?nid=50423(12/10/2010)

http://www.islamtimes.org/vdcjvxex.uqemtzl3fu.html (10-12-2010)

http://www.erfan.ir/article/article.php?id=16889 (Wednesday 01st 2011)

Marfat.com

http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)
http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm (03/02.2010)
http://urdu.aaj.tv/national/2011/04/11/100365_1_story.html
http://khabrain.net/frmPrint.aspx?KBR_ID=3378&Cat=CAT-02(07/05/2011)
http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2010/02/100203_france_citizenship_zee.shtm (03/02.2010)
http://search.jang.com.pk/details.asp?nid=362069 (07/05/2011)
http://www.islamtimes.org/vdccmmqi.2bqpx87ca2.html (12/05/2011)
http://www.akhbaroafkar.com/print:asp?lang=&cMode=pr&aid=1938
http://www.islamtimes.org/vdcewo8w.jh8nniqdbj.html (Sunday 16 May 2010)
http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=154055(31-01-2011)
http://www.jasarat.com/unicode/detail.php?category=8&coluid=2024(07/05/2010)

Marfat.com

And when
She Smiled…

Dr. Saulat Nagi

Kitaab Mahal

Marfat.com

ضمیمہ

کتاب کی طباعت کے بعد چند غلطیاں سامنے آئیں جن کی تصحیح کی جا رہی ہے قارئین نوٹ فرما لیں، ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں وہ متن اور حاشیہ میں ہی درست کر دی جائیں گی۔

غلط		درست
اس کے بعد رجحانات (صفحہ 29 پر)	-	اس کے بعض
خاصا کا لفظ رہ گیا ہے۔(صفحہ 29 پر)	-	خاصا عمل دخل
علم کا لفظ رہ گیا ہے۔(صفحہ 121 پر)	-	اہل علم
قصاص ثابت نہیں ہو گا (صفحہ 190 حاشیہ)	-	قصاص ساقط نہیں ہو گا
حوالہ میں علامہ شامی کا نام لکھا گیا ہے (صفحہ 343 پر)		فتاوی شامی کا تکملہ ان

کے صاحبزادے علامہ علاء الدین محمد (م-1306ھ) نے قرۃ عین الاخیار لتکملۃ رد المحتار کے نام سے کیا ہے۔

Marfat.com